INTERN ONAL URDU MONTHLY
KH FAT-E-RASHDA
alabad Pakistan

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو آپس میں تفرقہ نہ ڈالو ۔ (القرآن)

انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کا ترجمان

ماہنامہ

خلافتِ راشدہ

فیصل آباد (پاکستان)

اکتوبر ۱۹۹۰ء

اہلسنت کے خلاف بین الاقوامی تنظیم قائم کر دی گئی

اسلحہ، لٹریچر، روپیہ ایران سے مہیا کیا جائے گا

ہندو لڑکے نے کہا! ہم شیعہ کو مسلمان نہیں سمجھتے

شیعہ جارحیت کی انتہا
سپاہ صحابہؓ کے تین نوجوان انتہائی بیدردی کے ساتھ شہید کر دیئے گئے

۱۵ کروڑ کا اسلحہ اسلام آباد ائیرپورٹ پر پکڑا گیا

یہ اسلحہ ایران سے آیا تھا؟

وزارت داخلہ کیوں خاموش ہے؟

ووٹ کی شرعی حیثیت

نومسلم شیعہ مجتہد ابوالحسن فیضی کے اغوا کی کہانی

الیکشن ۱۹۸۸ء میں حصہ لینے والے شیعہ امیدواران

جھوٹے مقدمات اور جیلیں ہماری راہ نہیں روک سکتیں

شیخ حاکم علی

امیر عزیمت مولانا
حق نواز جھنگوی شہید
کے نامزد ملزمان کون ہیں؟

جھنگ کی انتخابی سرگرمیاں
مقابلہ سنی شیعہ بنیاد پر ہوگا۔

Scanned with Ca

انجمن سپاہ صحابہ پاکستان کے ہم خیال امیدوار

انجمن سپاہ صحابہ پاکستان کی مرکزی شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق ۲۴ اکتوبر کے انتخابات میں انجمن پیپلز پارٹی اور آئی جے آئی کے ہر شیعہ امیدوار کی مخالفت کرے گی۔ علاوہ ازیں جمعیۃ علماء اسلام کے دونوں گروپوں کی حمایت کے علاوہ ایسے امیدوار کی بھی حمایت کرے گی جو انجمن سپاہ صحابہ کے پروگرام سے مکمل اتفاق کرے گا۔ چند مقامات پر جہاں کوئی سنی نمائندہ الیکشن نہیں لڑ رہا وہاں انجمن نے اپنا نمائندہ کھڑا کیا ہے۔

- کسی بھی امیدوار کی حمایت کیلئے ہر علاقے کے مقامی جماعتوں اور انجمن کے مقامی یونٹوں کے متفقہ فیصلہ کو ترجیح دی جائے گی۔
- انجمن پورے ملک میں جن نمائندوں کی حمایت کر رہی ہے ان کی حمایت کیلئے مقامی جماعت ہی کے فیصلہ کو ترجیح دی گئی ہے۔
- پیپلز پارٹی کے ساتھ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے اتحاد کے بعد ہر سطح پر پیپلز پارٹی کی مخالفت کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ پاکستان بھر میں ۲۵ ستمبر تک جن امیدواروں کی حمایت کے فیصلہ کا اعلان کیا گیا ہے۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں جن امیدواروں کی حمایت کا فیصلہ ہوا ہے۔ ان کو انجمن کے اعلان میں ہم خیال سنی امیدوار قرار دیا گیا ہے۔
- جن امیدواروں کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ انجمن کے ہر کارکن پر لازم ہے کہ جماعت کے فیصلہ کی پابندی کرے خواہ کسی کی رائے کے خلاف بھی ہو۔

محمد یوسف مجاہد مرکزی جنرل سیکرٹری (پاکستان)

مولانا ایثار القاسمی	قومی اسمبلی	جھنگ ۶۸
مولانا سید غلام نبی شاہ	"	مانسہرہ (۱)
مولانا فضل الرحمٰن	"	ڈیرہ اسماعیل خان
ملک سراج	"	کوہستان
خانم زیب مانسہرہ	"	مانسہرہ (۲)
خواجہ جمال محمد کوریجہ	"	رحیم یار خان
سید فخر عباس گردیزی بمقابلہ فخر امام	"	کبیر والا خانیوال
قاضی صلاح الدین بمقابلہ عابدہ فیصل	"	جھنگ ۶۹
اعجاز الحق	"	ٹوبہ
علامہ سلمان سلفی	"	خوشاب
حاجی ملک محمد اسلم کھیلا	"	سرگودھا
مہر اختر عباس بھروانہ	"	جھنگ ۷۰
حاجی رحیم بخش	پی پی ۲۰۹	مظفرگڑھ
خانزادہ عبدالحنان	" ۲۱۳	

مہر ریاض لالی	قومی اسمبلی	جھنگ ۶۶
مولانا عبداللہ سلفی	"	مظفرگڑھ
جنرل عبدالمجید ملک	"	چکوال
حافظ حسین احمد	"	کوئٹہ
مولانا عبدالصمد آزاد	"	لیہ
مولانا عبیداللہ چترالی	"	چترال
ڈاکٹر انور محمد غفاری	"	بہاولنگر
فیض الحسن آف سواگ	"	لیہ
حاجی ملک عبدالستار خان	"	ہری پور ایبٹ آباد
مولانا عبدالرزاق	"	مانسہرہ
مولانا ایثار القاسمی	صوبائی	جھنگ ۶۵
مفتی عبدالقدوس	"	ڈیرہ اسماعیل خان
قاری سعید الرحمٰن	"	اٹک
مولانا منظور احمد چنیوٹی	"	چنیوٹ جھنگ
مولانا عبداللہ سلفی	"	کوٹ ادو مظفرگڑھ
چوہدری صفدر شاکر	"	ماموں کانجن فیصل آباد
مہر اشرف کلیار	"	سرگودھا
مولانا عبداللطیف انور	"	شاہ کوٹ فیصل آباد
پیر سید عالم زیب شاہ	صوبائی ۴۳	ہری پور ایبٹ آباد
عبدالستار خان آف بفہ	" ۴۴	مانسہرہ

شیعہ کی بوکھلاہٹ

گذشتہ دنوں شیعہ راہنما عابد حسین کا بیان اخبارات میں شائع ہوا کہ انجمن سپاہ صحابہ پاکستان کی سب سے بڑی دہشت گرد تنظیم ہے۔ یہ بیان شیعہ راہنما کی بوکھلاہٹ کی نشانی ہے۔

اس بیان کے بعد عابد حسین کو آئی جے آئی کا ٹکٹ واپس کر دینا چاہیے کیونکہ جس تنظیم کو دہشت گرد قرار دیا ہے۔ آئی جے آئی کی قیادت نے ۲۴ اکتوبر کے انتخابات میں اس کے راہنما مولانا ایثار القاسمی کی حمایت کا اعلان کیا ہے۔

(شعیب ندیم واہ کینٹ)

جھنگ کی انتخابی صورتحال

ضلع جھنگ کی تمام قومی اور صوبائی سیٹوں پر انجمن سپاہ صحابہ نے تمام سنی امیدواروں کی مکمل حمایت کا اعلان کیا ہے۔ جھنگ میں الیکشن سنی شیعہ بنیاد پر لڑا جائیگا۔ اللہ کے فضل و کرم سے جھنگ سے کوئی شیعہ اسمبلی میں نہیں پہنچ سکے گا۔ مولانا ایثار القاسمی ۸۰۰۰۰ سے زیادہ ووٹ حاصل کرینگے۔ انجمن سپاہ صحابہ این اے ۶۶ ریاض لالی، ۶۷ مولانا رحمت اللہ، ۶۸ مولانا ایثار القاسمی ۶۹ قاضی صلاح الدین، ۷۰ مہر اختر عباس بھروانہ کی حمایت کر رہی ہے۔

اصحاب رسول کے تعارف کا نیا سلسلہ

آج ہی طلب کریں

خلافت راشدہ پاکٹ جنتری (شائع ہو گئی ہے)

ہدیہ ۱/۱ روپیہ

ایجنسی ہولڈر حضرات کے لیے ۳۳ فیصد رعایت

۱۰۰ سے کم نہیں بھیجی جائیگی۔

بڑی جنتری یکم جنوری سے حسب سابق شائع ہوگی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بغض صحابہ لعنت اللہ — حب صحابہ جنت

یا اللہ مدد

امیر عزیمت شہید ناموس صحابہ حضرت علامہ حق نواز جھنگوی شہید یادگار آڈیو اینڈ ویڈیو کیسٹیں

ویڈیو کیسٹ

- پشاور چوک یادگار کی دو تقاریر
- دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی
- شاندار استقبال احمد پور سیال
- ۱۹۸۸ء اٹک شہر
- رہائی کے بعد پروگرام
- ریل بازار کی تقاریر

اس کے علاوہ سینکڑوں تقاریر کے آڈیو کیسٹ دستیاب ہیں۔

مزید تفصیلات کیلئے آج ہی خط لکھیں۔

پاکیزہ اسلامی کیسٹ ہاؤس کمیٹی چوک اٹک شہر

حافظ محمد نوازش

رجسٹرڈ نمبر ۷۷-۳-جی

ماہنامہ خلافت راشدہ

شمارہ ۸ • اکتوبر ۱۹۹۰ء • جلد نمبر ۱

بیاد

شہید ناموس صحابہؓ مولانا حق نواز جھنگوی
بانی انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان

نگران اعلیٰ

ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی

نائب ایڈیٹر — محمود اقبال

سرکولیشن منیجر — عبدالغفار سلیم اعوان

مدیر معاون — اشتیاق الہاشمی

مدیر معاون — راؤ منور الخان

مجلس ادارت

مولانا رفیق الجلیل کراچی ○ محمد یوسف مجاہد و ڈاکٹر یٰسین چوہدری
قاری ملک محمد علی کراچی ○ مولانا مسعود انور کلیم فیصل آباد
ایم آئی صدیقی ○ مولانا علی شیر حیدری خیرپور سندھ
مولانا سلطان محمود ضیاء ○ قاری محمد معین لیہ و پیر محمد شاہ مظفر گڑھ
بشیر الحق پشاور ○ پروفیسر طاہر ہاشمی
جہانگیر شاہ کوئٹہ ○ قاضی اسرائیل گڑنگی مانسہرہ
مولانا ضیاء الحق سرگودھا ○ مولانا غلام محمود اسلام آباد
مولانا محمد اعظم طارق ○ عبدالواحد بلوچ دوبئی
قاری محمد طیب ہانگ کانگ ○ حافظ عبدالحمید برطانیہ

ظہیر الاسلام سوکڑ و حاجی عبداللطیف نعمانی ٹی و حاجی محمد رفیق بلوچ ابوظہبی

بدل اشتراک

فی شمارہ	۷ روپے
سالانہ	۷۵/- روپے
غیر ممالک کیلئے سالانہ	۳۰۰/- روپے
متحدہ عرب امارات	۵۰/- درہم
سعودی عرب	۵۰/- ریال

ایڈیٹر

انجینئر طاہر محمود

اس شمارے میں

۵ — اداریہ ——
۷ — نفاذ شریعت کی راہ میں رکاوٹیں —— ایم آئی صدیقی
۱۱ — اصحاب رسولؐ کے بارے میں عقیدہ —— شیخ سعید احمد
۱۳ — نظام خلافت راشدہ —— ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی
۱۶ — جھنگوی کے شہر میں خون ناحق —— راشد انصاری
۲۱ — سندھ کا تاریخی اور سیاسی جائزہ — چوہدری محمد اختر
۲۲ — شیعہ کو ووٹ دینا خودکشی ہے۔ — ابوسلمیٰ سلفی
۲۵ — امیر شریعتؒ اور عظمت صحابہؓ — قاضی محمد اسرائیل گڑنگی
۲۷ — ووٹ کی شرعی حیثیت —— محمد طاہر الہاشمی
۲۹ — سید ابوالحسن نیفتی کے اغوا کی کہانی —— انیس احمد
۳۰ — فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا محمد مکی مدظلہ —— ابوریحان فاروقی
۳۱ — شیعہ جارحیت کے شکار شہداء ناموس صحابہؓ —— محمد اختر فاروقی
۳۲ — اہلسنت کے خلاف بین الاقوامی تنظیم کا قیام، علامہ طاہر مولانا داد
۳۳ — جھوٹے مقدمات اور جیلیں ہماری راہ نہیں روک سکتیں۔
—— شیخ حاکم علی صدر انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان
۳۵ — بھیڑ نے کہا ہمیں خبر نہ ہوئی (ووٹ کی قیمت) الطاف حسین راشد
۳۷ — توڑ پھوڑ ۲۹ مئی ۱۹۸۸ء کے بعد ۶ اگست ۱۹۹۰ء —— ابن غنی کے قلم سے
۳۸ — بھٹو خاندان کا وائٹ پیپر ——
۴۱ — منبر کا خطیب —— محمد سعید انجم
۴۳ — ۱۵ کروڑ روپے کا اسلحہ پکڑا گیا —— انجینئر طاہر محمود
۴۴ — نو مسلم ہندو کی کہانی ——
۴۶ — الیکشن میں حصہ لینے والے شیعہ امیدوار

ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ

ایڈیٹر ماہنامہ خلافت راشدہ اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد پاکستان

انجینئر طاہر محمود نے اسود پرنٹنگ پریس فیصل آباد سے طبع کروا کر دفتر ماہنامہ خلافت راشدہ اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد سے شائع کیا۔

علاماتِ اصحابِ رسولؐ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیغامِ ربانی

خداوند کریم کا ارشاد ہے!

• حضرت محمد مصطفےٰ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور جو لوگ حضورؐ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں۔

سورۃ محمد پارہ ۲۸

• خدا تعالیٰ نے (اے صحابہ کرامؓ) تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی جس سے تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔

سورۃ محمد پارہ ۲۸

مقاماتِ اصحابِ رسولؐ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا:

• البتہ تحقیق میں نے صحابہ کرامؓ کو دیکھا ہے۔ تم اُن کی شان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

نہج البلاغۃ ج ۱ صفحہ ۱۹۰

• پھر حضرت علیؓ اُٹھے اور نماز کے ارادے سے مسجد میں گئے اور ابوبکرؓ کے پیچھے نماز ادا کی۔

تفسیر قمی صفحہ ۳۱۵ جلاء العیون صفحہ ۱۵۰

• پھر حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہاتھ پکڑا اور اُن کے ہاتھ پر بیعت کی۔

احتجاجِ طبرسی صفحہ ۵۳

تہذیبِ افکار

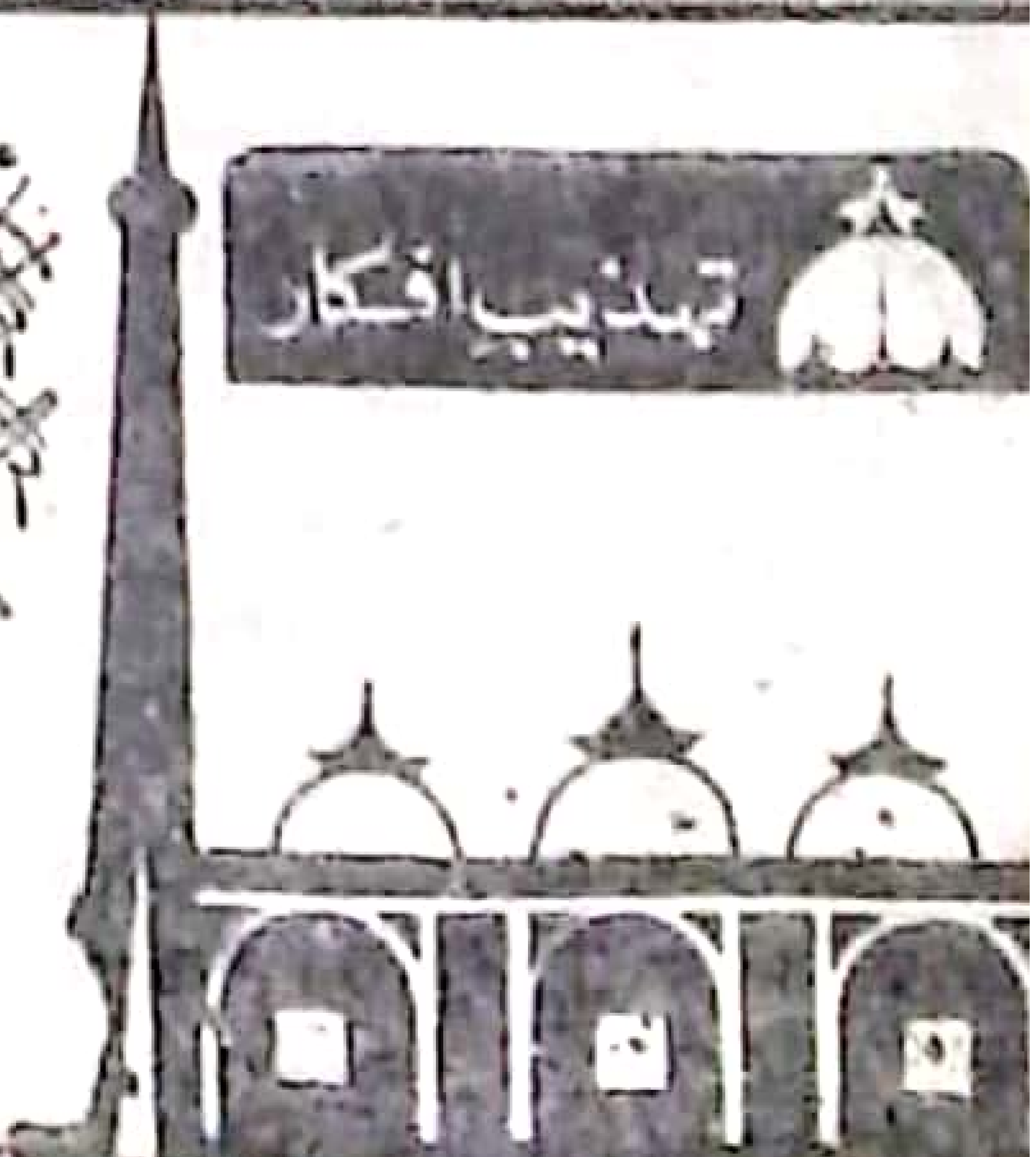

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اصحابِ رسولؐ

اسلام میں صحابہ کرامؓ کی قدسی الاصل جماعت کو جو مقام حاصل ہے اس سے کوئی بھی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ ہمارے اس دعوے میں رائی بھر بھی شبہ نہیں کہ صحابہؓ کی وجہ سے دین کی عمارت استوار ہے۔ غزوۂ بدر کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے روز بدر کے ایک ٹیلے پر جو تضرع والحاح بھری دُعا فرمائی تھی۔ ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: اے اللہ اگر تُو نے اس جماعت (صحابہؓ) کو آج ختم کر دیا۔ تو روئے زمین پر تیری پرستش نہ ہو گی۔ یعنی یُوں کہیے اگر آج صحابہؓ کی جماعت ختم ہو گئی تو اسلام ختم کر دیا۔ تو دین ختم ہو جائے گا بلکہ دین کی بقاء کے لئے صحابہ کرامؓ کی بقا کا سوال کیا۔ معلوم ہوا کہ دین کی عمارت کے قیام میں صحابہ کرامؓ کو انتہائی مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جملہ تمام انبیاءؑ کے ذکر کے ساتھ کہیں بھی قرآن کی زبان ان کے حواریوں کے بارے رطب اللسان نہیں، نہ ہی آسمانی کتابوں کے ضمن میں کسی انبیاء کے سابقینؑ کے مقتدیوں کی جانثاری کا ذکر کیا گیا۔ قرآن حضرت موسیٰؑ کے ذکر میں یہ کہہ کر خاموش ہو گیا ہے کہ بنی اسرائیل کے جنگجوؤں کے مقابلہ میں جب خدا کے پیغمبر برسرِ پیکار ہونے چلے تو ان کے رفقاء نے یہ کہا۔

"فاذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون"

"اے موسیٰ تو اپنے خدا کے ساتھ جا کر دشمن سے لڑ ہم یہاں بیٹھے ہیں" لیکن صحابہ کرامؓ نے اپنی گردنیں کٹوا ڈالیں آپؐ کی ذات پر آنچ نہ آنے دی

تحریکِ نفاذ فقہ جعفریہ کا پیپلز پارٹی سے اتحاد

اور اسلامی اتحاد کے زعماء کے لئے لمحہ فکریہ

۱۴ ستمبر کے پاکستان اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ تحریکِ نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان اور تحریکِ استقلال نے پیپلز پارٹی سے اتحاد کر لیا ہے۔

بالآخر بلی تھیلے سے باہر آ گئی اور پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا۔

پیپلز پارٹی کی زنانہ شیعہ قیادت نے اپنے بیس ماہ کے سیاہ دور میں جس طرح ملک کے خزانہ کو لوٹا اور شیعہ امیدواروں کو چن چن کر ہر محکمے میں بھرتی کیا۔ اس کا لازمی تقاضا تھا کہ اب کھل کر پاکستان کی شیعہ لابی پیپلز پارٹی کی حمایت کرے یوں تو ہر الیکشن میں شیعہ نے پیپلز پارٹی کو ووٹ دیا لیکن بحیثیت جماعت پہلا موقعہ ہے کہ تحریک نفاذ جعفریہ نے باقاعدہ پیپلز پارٹی سے اشتراک کیا اور اس کے سربراہ ساجد نقوی نے ۱۲ ستمبر کو بے نظیر سے ملاقات کی۔

انجمن کے قائدین نے آج سے چار ماہ قبل وزیر اعلیٰ جناب میاں نواز شریف کے ساتھ ایک ملاقات میں ان پہ واضح کر دیا تھا۔ آپ کے اردگرد شیعہ لابی صرف آپ کو ناکام کرنے کیلئے جمع ہے۔ یہ کسی صورت میں اسلامی اتحاد کا ساتھ نہیں دے سکتے۔

اب جبکہ پاکستان کی تمام سیاسی اور مذہبی جماعتیں اسلامی اتحاد کی حمایت کیلئے یک آواز ہو گئی ہیں۔ ایسے موقعہ پہ مذہبی جماعتوں میں صرف تحریک نفاذ فقہ جعفریہ ہی ایسی جماعت ہے جو پیپلز پارٹی کی لوٹ مار کو بالائے طاق رکھ کر محبت کی پینگیں بڑھا رہی ہیں۔

ان حالات میں اسلامی جمہوری اتحاد کے سربراہ میاں محمد نواز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب مسٹر غلام حیدر وائیں کو چاہیئے کہ اسلامی اتحاد میں شامل شیعہ کی کالی بھیڑوں کو فی الفور علیحدہ کر دیں اور شیعہ کو جاری کئے گئے تمام ٹکٹ فی الفور منسوخ کئے جائیں۔ کوئی شیعہ الیکشن جیت جانے کے بعد اسلامی اتحاد کے ساتھ نہیں رہے گا۔ جب بھی اسے موقع ملے گا اسلام سے غداری کرے گا۔

اسلامی اتحاد کی قیادت کو چاہیے صرف دنیوی ہوس، لالچ، چودھراہٹ، وزارت اور شہرت کی بنیاد پہ الیکشن لڑنے، امیدواروں کے خریدنے کی بجائے سیاست کو اجاگر کرنے کی بجائے آئندہ انتخابات میں سنی شیعہ کی بنیاد پر حصہ لیا جائے۔ صحابہ کرام کے دشمن اور عاشق میں تفریق کی جائے۔ ایرانی انقلاب کی وجہ سے جس طرح دنیا بھر میں شیعہ انقلاب کو اسلامی سلطنتوں پہ مسلط کرنے کی کوشش کی گئی۔

وکیل صحابہ نامور عالم دین مولانا حق نواز کو ایرانی فریب کاری کے ذریعے شہید کیا گیا اس صورتحال کا تقاضا ہے کہ ملک بھر کی تمام اسلامی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پہ جمع کر کے شیعہ اور پیپلز پارٹی کے خلاف متفقہ لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔

جمعیۃ علماء اسلام کے دونوں دھڑے آمنے سامنے

ڈیرہ اسمٰعیل خان کی افسوسناک صورتحال

تازہ ترین اطلاعات کے مطابق جمعیت علماء اسلام کے قائد مولانا فضل الرحمٰن کے مقابلے میں حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب اور مفتی عبدالقدوس کے مقابلے میں مولانا علاؤالدین نے قومی اور صوبائی کے لئے کاغذات جمع کرا دیئے ہیں۔ ایک گلی میں مفتی عبدالقدوس کا جلوس گزرتا ہے۔ دوسری گلی میں ان کے خلاف نعرے لگاتا ہوا دوسرا جلوس مولانا علاؤالدین کی قیادت میں رواں ہوتا ہے۔

ڈیرہ اسمٰعیل خان کی اس صورتحال سے دنیا بھر میں اہلسنت کی باہمی آویزش سے ہمارے سر شرم سے جھک گئے ہیں۔ پاکستان کے تمام مسلمان اس محاذ آرائی پہ سخت پریشان ہیں۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان کی قومی اسمبلی کی سیٹ پر تین مرتبہ مولانا مفتی محمود اور ایک مرتبہ مولانا فضل الرحمٰن کامیاب ہو کر اسمبلی میں پہنچ چکے ہیں۔

۱۹۸۸ء کے انتخابات میں مفتی عبدالقدوس ڈیرہ کی شہری صوبائی [illegible] سے منتخب ہوئے تھے۔

ان حالات میں مذکورہ سیٹوں پر حضرت قاضی عبداللطیف صاحب اور مولانا علاؤالدین کا مقابلے میں کھڑا ہونا ازحد افسوسناک ہے۔

ہم پاکستان کے تمام مسلمانوں کی طرف سے ان حضرات کی خدمت میں درخواست کریں گے۔ کہ وہ مولانا فضل الرحمٰن اور مولانا مفتی عبدالقدوس کے مقابلے سے کاغذات واپس لیکر امت مسلمہ پہ احسان کریں اور مخالفین کو کوئی جگ ہنسائی کا موقع نہ دیں۔

انجمن سپاہ صحابہؓ صوبہ سندھ کے صدر

مولانا علی شیر حیدری پر قاتلانہ حملہ

۵ ستمبر کو تزنده محمد جاه ضلع رحیم یار خان کے قریب موضع اسلام پور میں جلسہ سے واپس آتے ہوئے مولانا علی شیر حیدری پر شیعہ غنڈوں نے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ اللہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ خدا نے انجمن کے اس عظیم جرنیل مولانا علی شیر حیدری کی جان بچا لی ہے ہم اس پہ خدائے تعالےٰ کے شکر گزار ہیں۔ حملہ میں انجمن کے گیارہ کارکن مولانا علی شیر حیدری کے اوپر لیٹ گئے۔ اس فائرنگ سے ۱۲ کارکن شدید زخمی ہو گئے۔ ہم شیعہ کی غنڈہ گردی کی پرزور مذمت کرتے ہوئے بہاولپور انتظامیہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ فوری طور پہ ملزمان کو گرفتار کر کے کیفرِ کردار تک پہنچایا جائے۔

مولانا شاہ احمد نورانی کا اعلان

جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی نے کبیر والا ضلع خانیوال میں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا جو شیعہ کائنات کا بدترین کافر ہے جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اس سے قبل خانیوال میں مولانا نورانی نے خطاب کے دوران اعلان کیا جہاں جمعیت علماء پاکستان

کے نمائندے منتخب ہوئے ہیں۔ انکی رشتہ حمایت کی جائے اگر کسی جگہ جمعیۃ کا نمائندہ نہ ہو وہاں انجمن سپاہ صحابہ کے نمائندہ کی حمایت کریں۔ جے یو پی کے سربراہ کا مذکورہ اعلان اتحاد امت مسلمہ کی خوش آئند مثال ہے۔ اس سے جہاں اہل اسلام کے اتحاد میں مدد ملے گی۔ وہاں سنی شیعہ اتحاد کا نعرہ لگانے والے شیعہ نواز دل کی حوصلہ شکنی ہو گی۔

انجینئر طاہر محمود

جھنگ کی انتخابی صورتحال

مولانا ایثار القاسمی ۱۹۸۸ء سے بھی زیادہ ووٹ حاصل کر کے قومی اسمبلی میں پہنچ جائیں گے

عابدہ حسین کے کئی بڑے بڑے مسلم سپورٹروں نے انجمن کی حمایت کا اعلان کیا ہے؟

۲۲ ستمبر کا پہلا انتخابی جلسہ جھنگ کے تاریخی جلسوں میں شمار ہوتا ہے؟

اندرون اور بیرون ملک کے مختلف مقامات سے ٹیلی فون اور خطوط کے ذریعے انجمن کے بہی خواہ بار بار سوال کرتے ہیں کہ کیا مولانا ایثار القاسمی کامیاب ہو جائیں گے؟ مولانا حق نوازؒ کی شہادت کے بعد جھنگ میں انجمن کی کیا پوزیشن ہے؟

میں اپنے دوستوں کو اصل حقیقت سے آشکار کرتے ہوئے مسرت کا اظہار کرتا ہوں نہ صرف یہ کہ جھنگ شہر بلکہ دیہاتوں کے دیہات (جو مولانا حق نواز شہید کے دور میں ان کے مخالف تھے)۔ ان کی شہادت کے بعد کھلے عام انجمن کی حمایت کر رہے ہیں)

انجمن کی مہم دن رات جاری ہے مختلف احباب گاڑیوں اور رقوم کے ذریعے اس اہم سیٹ کو کامیاب کرنے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔

مولانا ایثار القاسمی اپنی زندگی کی سب سے کٹھن اور پرہجوم مصروفیات سے گزر رہے ہیں، جبکہ انجمن کے قائد مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی کا فانی، نارلی، کراچی، ملتان، بہاولپور، ساہیوال، لودھراں، جھنگ، سرگودھا، حاصل پور، سکھر کے مقامات پر دن رات دوروں میں مصروف ہیں۔ جہاں جہاں شیعہ امیدوار الیکشن لڑ رہے ہیں۔ قائد انجمن ان کے خلاف طوفانی مہم میں مصروف ہیں۔ دن رات دس دس جلسوں سے خطاب کر رہے ہیں۔

جھنگ میں چوہدری سلطان اور اشفاق احمد کو انتخابی مہم کا نگران بنایا گیا، دونوں حضرات دن رات انتھک محنت میں مصروف ہیں، ملک بھر کے سنی عوام کی نظریں اس حلقہ پر لگی ہوئی ہیں، مولانا حق نواز کی شہادت کے بعد کی صورتحال تسلی بخش ہے۔

انشاء اللہ العزیز انجمن سپاہ صحابہؓ ۱۹۸۸ء سے بھی زیادہ ووٹ حاصل کرے گی۔

ملک بھر کے سنی عوام اور علماء سے درخواست ہے کہ دعاؤں اور تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں

(ادارہ)

ہندو نوجوانوں نے کہا تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں کے دشمن ہو اسلئے مسلمان نہیں ہو

از مولانا محمد زبیر برادر مولانا غلام کبریا، رحیم یار خان

گلشن امیر معاویہؓ بستی وارنی، تحصیل و ضلع رحیم یار خان میں ۱۲ جون سن ۱۹۹۰ء خطیب سندھ، مناظر اسلام حضرت مولانا علی شیر حیدری صدر انجمن سپاہ صحابہؓ صوبہ سندھ کا خطاب ہوا۔ دشمنان اصحابؓ رسولؐ کے متعلق واضح دلائل نے سامعین کو مسحور کر دیا۔ اس تقریر میں علاقہ بھر کے ہزاروں افراد شریک ہوئے۔ بستی وارنی جس میں مقیم ہندو بھی اس اجتماع میں شریک تھے، تقریر کے دوسرے روز ہندو نوجوان نے بستی کے ایک شیعہ سے کہا۔

"دنیا میں کوئی آدمی کسی پیغمبر کے دوست کو برا نہیں کہہ سکتا ہم حیران ہیں کہ تم اپنے پیغمبر سے محبت کا دعویٰ بھی کرتے ہو اور پھر ان کے دوستوں کو بھی برا کہتے ہو ہمیں اب علم ہوا کہ تم مسلمان نہیں ہو کیونکہ اپنے پیغمبر کے دوستوں کو برا کہتے ہو، ہم بھی تم کو کافر سمجھتے ہیں۔"

مجاہد اسلام حضرت مولانا غلام کبریا اور شیر انجمن ملک محمد اسحٰق کی گرفتاری پر احتجاج

انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کے سرپرست اعلیٰ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی مولانا ایثار القاسمی، شیخ حاکم علی، محمد یوسف مجاہد اور اشفاق احمد نے ایک بیان میں ضلع رحیم یار خان کی انتظامیہ کی شیعہ نوازی پر سخت احتجاج کیا ہے۔ قائدین نے کہا مولانا غلام کبریا اور ملک محمد اسحٰق اور انعام اللہ کو عرصہ تین ماہ سے جیل میں رکھنا قابل مذمت ہے۔ یاد رہے کہ انجمن کے رہنماؤں کو ۳۰۲ کے ایک جھوٹے مقدمہ میں گرفتار کیا گیا تھا، قائدین انجمن نے ضلع رحیم یار خان کے تمام اسیروں کی رہائی کا فوری مطالبہ کیا۔

قائد انجمن مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی نے ۵ ستمبر کو کراچی سے رحیم یار خان پہنچ کر جیل میں اسیروں سے ملاقات کی۔

نفاذِ شریعت کی راہ میں رکاوٹیں

تحریر: ایم۔ آئی صدیقی

تحریکِ پاکستان کے دوران ہر فرد کی زبان پر صرف ایک ہی نعرہ تھا "پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ" لاکھوں مسلمانوں نے صرف اس اُمید پر اپنی اور اپنے اہل و عیال کی جانوں کی قربانیاں بخوشی پیش کر دی تھیں کہ پاکستان ایسا ملک ہوگا جو اللہ کی حاکمیتِ اعلیٰ کی عملی تصویر ہوگا اور اس کی ارسال کردہ شریعت اور نبی اکرمؐ کے قائم کردہ مدنی معاشرہ کے مطابق اس ملک کا نظام چلایا جائے گا۔

متحدہ ہندوستان میں عبادات یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ پر کوئی پابندی نہ تھی۔ پرسنل لاز کے معاملہ میں ہر شخص اپنے عقیدہ کے مطابق عمل کرنے کا مختار تھا۔ علیحدہ اسلامی مملکت کی ضرورت اس لئے محسوس کی جا رہی تھی کہ پبلک لاء کے طور پر اسلامی نظامِ حیات کو نافذ کیا جا سکے اور معاشرہ میں اس کے فیوض و برکات سے فائدہ اُٹھا کر امن و سلامتی کی زندگی گزاری جا سکے۔

اگر اس وقت مسلمانوں کو یہ علم ہوتا کہ ایک اسلامی مملکت حاصل ہو جانے کے باوجود تقریباً نصف صدی گزر جانے کے بعد بھی مکمل طور پر شریعت کا نفاذ نہ ہو سکے گا اور عدالتی و دفتری نظام انگریز قانون کے مطابق ہی چلتا رہے گا۔ معاشرہ میں اسی طرح ہندوانہ رسوم رہیں گی اور نفاذِ شریعت کی راہ میں خود حکمران اور ممبرانِ اسمبلی رکاوٹ بنیں گے تو مسلمان یقیناً کوئی اور ٹھوس اور نتیجہ خیز نفاذِ شریعت کی راہ میں کون کونسے عوامل رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔

۱۔ غیر اسلامی قوتیں

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ خلفائے راشدینؓ کا دورِ خلافت اسلامی قوانین و احکامات کے مکمل نفاذ کی وجہ سے اسلامی تاریخ کا روشن ترین دور ہے۔ اس وقت دورِ حاضر کی جدید سائنسی و حربی سہولتیں نہ تھیں۔ موجودہ جدید ٹیکنالوجی نہ تھی۔ لیکن اسلامی قوانین کے مکمل نفاذ کی وجہ سے اسلامی معاشرہ کے اندر اتنی جاذبیت پیدا ہو گئی تھی کہ غیر مسلم خود بخود یا معمولی مزاحمت کے بعد اسلامی معاشرہ میں شمولیت اختیار کرتے چلے گئے تھے حتیٰ کہ اسلامی مملکت کی حدود بہت جلد حجازِ مقدس سے نکل کر شام، عراق، یمن، یورپ، افریقہ اور ایشیا کے دُور دراز ممالک تک پہنچ گئی تھیں۔ جب اُمتِ مسلمہ نے اسلامی نظامِ عدل کے نفاذ میں کوتاہی کی تو نہ صرف اسلامی مملکت کی حدود کا پھیلاؤ رُک گیا بلکہ حدود سُکڑنا شروع ہو گئیں۔ اور ایک وقت وہ آیا دوبارہ یہود و نصاریٰ کو سیاسی غلبہ حاصل ہو گیا۔ اب جہاں کہیں اسلامی قوانین کے نفاذ کی کوشش کی جاتی ہے تمام ملکی و غیر ملکی غیر مسلم قوتیں اس کوشش کو سبوتاژ کرنے کے لئے حرکت میں آ جاتی ہیں۔ کہیں اسلام کو چودہ سو سالہ پُرانا مذہب کہا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ اسلام دورِ حاضر کے جدید تقاضوں کو پُورا نہیں کر سکتا۔ کہیں اسلام کی عادلانہ اور پُرحکمت حدود و تعزیرات کو ظالمانہ اور حیوانی سزائیں کہا جاتا ہے۔ اگر کسی ایک فقہ پر عملدرآمد کیا جائے گا تو باقی ماندہ ناراض ہوں گے اور فرقہ وارانہ بنیاد پر خانہ جنگی شروع ہو جائے گی اس کے لئے یہود و نصاریٰ نے پاکستان میں موجود دو غیر مسلم قوتوں کا استعمال کیا ہے۔ ایک قادیانی اور دوسرے شیعہ ۱۹۷۴ء سے قبل قادیانیوں کو غیر مسلم نہیں سمجھا جاتا تھا اس لئے وہ اپنے آپ کو مسلمانوں میں شامل کر کے یہود و نصاریٰ کے لئے استعمال ہوتے تھے اور کلیدی عہدوں اور پالیسی ساز اداروں پر اپنا مکمل تسلط قائم کر کے اسلامی قوانین کے نفاذ کی ہر کوشش کو ناکام بناتے رہے ہیں۔ اسی طرح شیعہ قیامِ پاکستان کے وقت سے ہی یہودی لابی کا کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ قادیانیوں میں سے چوہدری ظفر اللہ اور شیعوں میں سے سر آغا خان، نواب ممدوٹ اور قزلباش نے قیامِ پاکستان کے وقت سے ہی پاکستان کو خارجی اور داخلی مسائل میں قصداً اُلجھا دیا تھا کہ اسلامی نظام کے نفاذ کا عظیم کام کھٹائی میں پڑ جائے۔ مذکورہ افراد کے حکومتِ برطانیہ سے ذاتی مراسم تھے۔

انہوں نے حکومتِ برطانیہ سے اپنی اسلام دشمن سرگرمیوں کے انعام کے طور پر سَر کے خطاب، جاگیریں اور دیگر مراعات حاصل کی ہوئی تھیں۔ انہوں نے مسئلہ کشمیر میں برطانیہ اور اس کے حلیف امریکہ کو بھارتی موقف کو تقویت پہنچانے والی پالیسی اپنانے کی در پردہ سازش کی جس پر وہ آج تک قائم ہیں۔ اقوامِ متحدہ کی قرارداد برائے استصوابِ رائے پر عمل کرنے سے بھارت مسلسل گریز کر رہا ہے۔ اور برطانیہ، امریکہ وغیرہ نے آج تک بھارت سے اس قرارداد پر عمل کرانے کے لئے کوئی مؤثر کردار ادا نہیں کر سکتا۔ بلکہ ہمیشہ بھارت کی پیٹھ ٹھونکی ہے۔ مذکورہ بالا غیر مسلم ممالک کے اس کارروائی سے دو مقصد تھے ایک تو اس وقت کے سب سے بڑے اسلامی ملک پاکستان کے ساتھ کشمیر کی عدم شمولیت کی وجہ سے پاکستان کی شہ رگ کاٹ کر اس کو سیاسی نقصان پہنچانا اور دوسرے مسئلہ کشمیر میں ہمیشہ کے لئے اُلجھا کر اسلامی نظام کے نفاذ میں رکاوٹ پیدا کر کے ملک کو نظریاتی نقصان پہنچانا۔ برطانیہ اور امریکہ وغیرہ کا مفاد بھی اسی میں تھا کہ وہ پاکستان کو صحیح اسلامی و

نظامی ملک بن سکیں۔ چنانچہ ان کو پاکستان کے اندر سے بھی ان کے مفادات کو سیراب کرنے والے ایسے عناصر دستیاب ہو گئے جن کا ملکی پالیسی وضع کرنے میں بڑا دخل تھا۔ حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آیا کہ ۱۹۷۱ء میں یحییٰ خان اور ذوالفقار علی بھٹو دونوں غالی شیعہ تھے نے ملک کو دولخت کر کے سب سے بڑا اسلامی ملک اور اسلام کا قلعہ جیسے اعزاز سے محروم کر دیا۔ آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کی وجہ سے ۱۹۷۴ء کے بعد قادیانیوں کی اسلام دشمن اور ملک دشمن سرگرمیاں تو محدود ہو گئیں۔ لیکن شیعیت نے اپنی کارروائیاں مزید تیز کر دیں۔ ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں انہوں نے اپنے عزائم کا کھل کر اظہار کیا اور شیعیت کو جو اہلِ سنت کے نزدیک بالاتفاق کفر ہے۔ ملک کا سرکاری مذہب قرار دلوانے کے لئے تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے نام سے باقاعدہ جماعت قائم کی۔ تاکہ اُن قوتوں کا کھل کر اور منظم ہو کر راستہ روک سکے جو ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے مسلسل جدوجہد کر رہی تھیں۔

جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں قائدِ ملتِ اسلامیہ حضرت مولانا مفتی محمود احمدؒ کی مخلصانہ کوششوں سے جب حدود آرڈیننس کا اعلان ہوا تو ایک بار پھر تحریک نفاذ فقہ جعفریہ اسلامی حدود کے خلاف باقاعدہ ایجی ٹیشن کر کے حتیٰ کہ سیکرٹریٹ کا گھیراؤ کر کے اس آرڈیننس کو عملی جامہ پہنانے میں رکاوٹ پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ یہ آرڈیننس اگرچہ تقریباً ۱۲ سال سے لاگو ہے اور آئین میں آٹھویں ترمیم کی وجہ سے یہ ابھی تک آئین کا حصہ ہے مگر نافذ نہیں ہوا لیکن حیرت ہے کہ اخبارات میں قتل و غارت۔ منشیات۔ چوری۔ زنا۔ ڈاکہ کی خبروں سے روزانہ صفحات بھرے ہوئے ہیں لیکن آج تک کسی مجرم پر اسلامی حدود نافذ نہیں کی گئیں۔ شیعیت اس معاملہ میں تمام مسلم ممالک میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے اور شیعیت کو تمام عالمی غیر مسلم قوتوں کی سرپرستی حاصل ہے۔ تاکہ کسی ملک میں بھی ایسا اسلامی نظامی معاشرہ قائم نہ ہو سکے جس سے متاثر ہو کر ایک بار پھر لوگ۔ یہودیت۔ نصرانیت و دیگر مذاہب باطلہ ترک کر کے اسلام میں داخل ہو جائیں اور اسلام کو غلبہ حاصل ہو جائے۔

۲۔ **جاگیردارانہ نظام:۔** اسلام میں ذاتی ملکیت پر کوئی پابندی نہیں ہے اور نہ ہی اسکی کوئی حد ہے۔ لیکن اسلامی نظامِ معیشت کا مزاج کچھ ایسا ہے کہ مالدار افراد نادار افراد کی بھرپور اعانت کرنا اپنی ذمہ داری تصور کرتے ہیں۔ صدقاتِ واجبہ اور صدقاتِ نافلہ کے ذریعے ملک کے تمام ترقیاتی امور سرانجام دیئے جا سکتے ہیں جب کہ سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت میں امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہوتا چلا جاتا ہے۔

حکومت اپنے وسائل حاصل کرنے کے لئے بھاری ٹیکس عائد کرتی ہے۔ جن کا اثر غریب عوام پر ہی پڑتا ہے۔ جب کہ جاگیردار و سرمایہ دار طبقات اپنے اثر و رسوخ کی وجہ سے متعدد چور دروازے تلاش کر کے ٹیکسوں کی ادائیگی یا مکمل ادائیگی سے بچ جاتے ہیں۔ اسلامی نظام میں وسائل کا بیشتر حصہ زکوٰۃ عشر وغیرہ سے حاصل ہوتا ہے جب کہ غیر اسلامی نظامِ معیشت کا دارومدار سُود پر ہوتا ہے۔ اسلامی نظامِ معیشت میں مالدار کا مال غرباء پر خرچ ہوتا رہتا ہے۔ ارتکازِ زر نہیں ہوتا۔ اس طرح اس کو اللہ کے احکامات پر عمل کرنے کی وجہ سے دُنیا میں بھی خیر و برکت اور سکون و چین حاصل ہوتا ہے۔ بے جا لڑائی جھگڑوں، مقدمات وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے۔ کیونکہ جب حقداروں کو حق رسی بغیر طلب کئے حاصل ہو جاتی ہے تو لڑائی جھگڑے اور مقدمات کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اس کے علاوہ آخرت میں اجرِ عظیم حاصل ہوگا۔ اس کے برعکس غیر اسلامی نظامِ معیشت میں ہر شخص یہ کوشش کرتا ہے کہ وہ حقدار کو آسانی سے حق نہ دے بلکہ دوسروں کا حق بھی چھین لے۔ اس طرح لڑائی جھگڑوں، قتل و غارت، مقدمات کی بھرمار ہوتی ہے۔ اور جو مال اپنی مرضی سے غرباء و مساکین پر خرچ نہیں کیا جاتا وہ مجبوراً کہیں اور پہنچ جاتا ہے۔ مستقل دشمنیوں اور مقدمات کی وجہ سے امن چین سکون غارت ہو جاتا ہے۔ آخرت کا دردناک عذاب اس کے علاوہ ہے۔ اگر تمام صاحبِ نصاب افراد صرف صدقاتِ واجبہ کی ادائیگی کی پابندی کر لیں اور ملک سے فحاشی، عریانی اور پُرتعیش زندگی کا خاتمہ کر دیا جائے تو ملک میں انشاء اللہ کوئی شخص غریب نہیں رہے گا اور غربت کا احساس بھی ختم ہو جائے گا۔

تقریباً نصف صدی گزر جانے کے باوجود ہمارے ملک میں جاگیردارانہ نظام مسلط ہے بلکہ یہ ایک بڑی تلخ حقیقت ہے کہ تحریکِ پاکستان کے دوران ہی مسلم لیگ میں بڑے بڑے جاگیردار اور سرمایہ دار اتنی بڑی تعداد میں داخل ہو گئے تھے کہ مسلم لیگ کی تمام پالیسیاں ان ہی کے ہاتھوں وضع ہوتی تھیں اور قیامِ پاکستان کے بعد اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے وہ اسلامی نظامِ معیشت کے نفاذ میں زبردست رکاوٹ بنے رہے اور آج تک بنے ہوئے ہیں جب تک اقتدار کی باگ ڈور سرمایہ دار طبقے کے ہاتھوں میں رہے گی ملک میں اسلامی نظامِ معیشت کی اُمید نہیں رکھی جا سکتی۔

جاگیردارانہ نظام کے مقابلے میں کمیونزم اور سوشلزم کو پیش کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ جاگیردارانہ نظام کا ردِعمل ہے۔ جب کہ یہ بات خلافِ حقیقت ہے۔ معاشی مسائل کا صحیح حل نہ سرمایہ دارانہ نظام میں ہے اور نہ کمیونزم یا سوشلزم میں ہے۔ ان میں سے ایک کی مثال تیزاب کی سی ہے جب کہ دوسرے کی مثال الکحل کی سی ہے اور دونوں کا استعمال انسان کے لئے نقصان دہ ہے۔ جب کہ دونوں متضاد ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام کو امریکی یہودیت کی سرپرستی حاصل ہے۔ اور کمیونسٹ یا سوشلسٹ نظام کو روسی یہودیت کی سرپرستی حاصل ہے۔ اور اب تو دُنیا نے دیکھ لیا ہے کہ جن ممالک میں کمیونسٹ یا سوشلسٹ نظام موجود ہے۔ اُن کے اندر اس نظام کے خلاف بغاوت اور اس کی ناکامی کے اعتراف کی لہر بڑی تیزی سے اُٹھ رہی ہے۔

اگر ملک میں اسلامی نظامِ معیشت قائم کرنا ہے تو کوئی ایسا سیاسی لائحہ عمل اختیار کرنا پڑے گا جس سے اقتدار کی باگ ڈور سرمایہ کاروں کے ہاتھوں سے نکل کر اسلامی اقدار کے حامل متوسط طبقے کے ہاتھوں میں آ جائے۔

۳۔ **مغربی تہذیب سے متاثرہ طبقہ:**

ہمارا ملک مسلسل غیر اسلامی نظام کے تحت چلنے کی وجہ سے فحاشی، عریانی اور دیگر بے راہ روی کی آماجگاہ بن چکا ہے اور اس کی وجہ سے ایک طبقہ ایسا پیدا ہو چکا ہے جو اسلام کی فطری حدود و قیود کو اپنے اوپر لاگو کرنے کو تیار نہیں ہے۔ وہ اپنی مرضی کا اسلام چاہتا ہے جس میں صرف مسلمانوں جیسا نام رکھنا ہی کافی ہو۔ اپنی مرضی کے ہر فعل پر وہ اسلام کی چھاپ لگا کر پیش کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے اسلام کے ہر اس حکم جو ان کو فحاشی اور آوارگی پر

لگانے قدامت پسند لوگ کہتے ہیں اُن کی پوری کوشش ہے کہ اسلام کے نام ایک دفعہ ایسے قوانین بنا دیئے جائیں کہ اسلام کی روح کے خلاف ہوں۔ لیکن اُن پر اسلام کا لیبل لگا ہُوا ہے اور اُس کے بعد اسلامی قوانین کے نفاذ کی بات کو ہمیشہ کے لئے دبا دیا جاوے اس کے لئے وُہ اسلامی اقدار سے نا آشنا افراد کی اکثریت پر مشتمل اسمبلی و سینیٹ کو استعمال کرنا چاہتے ہیں اور اُن سے اپنی پسند کے قوانین منظور کرانا چاہتے ہیں۔ وُہ ہر ممبر اسمبلی و سینیٹ کو مجتہد کا مقام دیتے ہیں خواہ اُن ممبران کو اجتہاد کی تعریف بھی نہ آتی ہو۔

یہ درست ہے کہ اسمبلیاں اور سینیٹ منتخب ہیں لیکن جس طرح آئین بنانے وقت یا ترمیم کرتے وقت ایسے مخصوص افراد کی کمیٹی بنا دی جاتی ہے جو آئینی اُمور پر عبور رکھتے ہوں اور پھر اُن کی رپورٹ اور تجاویز کو باقی ممبران تسلیم کرتے ہیں۔ ایسے ہی جب اسلامی قانون بنانے کی بات آتی ہے تو اسمبلی و سینیٹ میں اسلامی قانون پر عبور رکھنے والوں کی بات کو حجت تسلیم کیا جانا چاہیئے۔

یہ طبقہ بھی اسلام کے نفاذ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ اور اس کا حل یہ ہے کہ اس طبقہ کو اسمبلی میں پہنچنے سے روکا جائے۔ اور اسمبلی میں اس طبقہ کی لابی کا سدِّباب کیا جاوے۔

۴۔ انتخابات

ہمارے ملک میں قیادت کی تبدیلی انتخابات کے ذریعہ ہوتی ہے۔ جس طریقہ کار کے تحت انتخابات ہوتے ہیں اُس سے یہ توقع رکھنا عبث ہے کہ اُس سے اسلامی اقدار کے حامل متوسط افراد کبھی حکومت حاصل کر سکیں گے۔

اس پر مزید ستم ظریفی یہ ہے کہ انتخابات بھی باقاعدگی سے منعقد نہیں ہوتے۔ بار بار مارشل لاء لگتا رہا ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انتخابات کے نتائج تسلیم نہیں کئے جاتے اگر موجودہ ناقص نظام کے تحت بھی منصفانہ اور آزادانہ انتخابات بروقت منعقد ہوتے رہتے تو صورتِ حال کچھ بہتر ہو چکی ہوتی۔ عوام میں کچھ سیاسی شعور آ چکا ہوتا۔

ہمارے ملک کے عوام واقعی خلوصِ دل سے اسلامی نظامِ معیشت چاہتے ہیں اور اس کے لئے وُہ اکثر مطالبات بھی کرتے رہتے ہیں لیکن جب انتخابات کا وقت آتا ہے تو وُہ اپنی ذمہ داری پُوری نہیں کرتے اپنے قیمتی ووٹ کو علاقائی دھڑے بندیوں اور برادری کی بنیاد پر ضائع کر دیتے ہیں۔ کسی شخصیت منشور اور پروگرام کو ووٹ نہیں دیتے اور پھر اپنے ہاتھوں سے ہی منتخب کردہ سرمایہ داروں کے ظلم سہتے رہتے ہیں اور اُن کے شکوے کرتے رہتے ہیں۔ لیکن جب انتخابات کا وقت آتا ہے تو انہی غلط آدمیوں کو ووٹ دے دیتے ہیں۔ اور توقع کرتے ہیں کہ ان کے معاشی اور سماجی مسائل حل ہوں۔ اور انہیں غلط افراد کے ہاتھوں اسلامی نظام نافذ ہو جائے۔

اب پھر انتخابات سر پر موجود ہیں ووٹرز کو چاہیے کہ بغیر کسی تحریص ولالچ یا دباؤ کے صحیح اور اسلامی اقدار کے حامل متوسط طبقہ کے افراد کو منتخب کریں اور سرمایہ داری کے چنگل سے نجات حاصل کریں۔ یاد رکھیں قوموں کی سیاسی غلطیاں ناقابلِ معافی اور ناقابلِ تلافی ہوتی ہیں ان کی تلافی کے لئے مدتوں انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اور مدتوں خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔

۵۔ فرقہ واریت

ہمارے ملک میں چند فروعی مسائل کی بنیاد پر تین بڑے فرقے وجود پا چکے ہیں۔ دیوبندی۔ بریلوی اور اہلِ حدیث۔ اگرچہ ان میں بنیادی اختلافات نہیں ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اسلامی نظامِ معیشت کے بنیادی اُصولوں پر ان میں ذرہ برابر بھی اختلاف نہیں ہے۔ البتہ شیعیت کو اسلامی فرقہ نہیں سمجھا جا سکتا اس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے اس کی وضاحت میں اپنے مضمون "فرقہ واریت کیا ہے؟" میں کر چکا ہوں جو ماہنامہ "خلافتِ راشدہ" کے اپریل کے شمارہ میں طبع ہو چکا ہے۔

کیونکہ شیعوں کو دیوبندی۔ بریلوی اور اہلِ حدیث کے متفقہ اسلامی نظامِ معیشت سے بھی باقی مسائل کی طرح اختلاف ہے اس لئے وُہ نہیں چاہتے کہ پبلک لاء کے طور پر مذکورہ بالا نظامِ معیشت لاگو ہو۔ اس کو رکوانے کے لئے وُہ کچھ اس انداز میں پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ علمائے کرام میں بہت اختلافات ہیں۔ بے شمار فرقے ہیں کوئی متفقہ لائحہ عمل نہیں ہے۔ اگر مذکورہ نظام قائم کیا گیا تو آپس میں خانہ جنگی ہو گی۔ قتل و غارت ہو گا۔ دیوبندیوں بریلویوں اور اہلِ حدیث حضرات کی طرف منسوب کر کے ایک دوسرے کے خلاف فرضی بیانات دلوائے جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ فرقہ واریت کا لفظ جتنا استعمال کیا جاتا ہے۔ اتنا اُس کا وجود نہیں ہے۔ بہت سی باتیں ایک دوسرے کی طرف منسوب کی جاتی ہیں جو کہ واقعتاً موجود نہیں ہوتیں۔ ۱۹۵۱ء میں تمام اسلامی فرقوں کے ذمہ دار (۳۱) علمائے کرام مشہور (۲۲) نکات کے ذریعے متفقہ لائحہ عمل حکومت کو مہیا کر چکے ہیں۔ اگر کوئی حکومت واقعتاً اسلامی نظام کو نافذ کرنا چاہے تو نام نہاد فرقہ واریت قطعاً رکاوٹ نہیں ہے۔ فرقہ واریت کو رکاوٹ سمجھنے والے دراصل شیعوں کو اسلامی فرقہ سمجھنے کی وجہ سے یہ بات کہتے ہیں جو واقعی رکاوٹ ہیں۔

یہ بات انتہائی توجہ طلب ہے کہ جب شیعوں کو اسلامی فرقہ سمجھا جاتا رہے گا اور شیعوں کے خلاف بات کرنے کو فرقہ واریت کہا جاتا رہے گا اس وقت تک شیعہ اسلامی نظام کے نفاذ میں زبردست رکاوٹ بنتے رہیں گے جس روز ہمارے علمائے اکرام نے عوام نے یہ محسوس کر لیا کہ کفر کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وُہ اسلامی نظام کے نفاذ پر اپنی رائے پیش کرے۔ اس روز اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ کی ایک بہت بڑی رکاوٹ دُور ہو جائے گی۔

یہ اطمینان بخش بات ہے کہ جمعیت علمائے اسلام کے مولانا سمیع الحق صاحب اور قاضی عبد اللطیف صاحب نے بڑی طویل جدوجہد کے بعد سینیٹ سے شریعت بل منظور کروایا اس معاملہ میں جمعیت علمائے پاکستان۔ جماعت اسلامی اور جمعیت اہلِ حدیث نے بھی ان سے پُورا پُورا تعاون کیا۔ اور اب اسمبلی میں اُس کو منظور کروانے کے لئے تمام دینی جماعتیں مشترکہ جدوجہد کر رہی تھیں کہ اسمبلی ہی ختم کر دی گئی۔ برطرف اسمبلی میں شریعت بل کی منظوری رکوانے کے لئے جو عناصر سرگرم تھے ان میں پاکستان پیپلز پارٹی اور شیعہ لیڈران کے نام نمایاں تھے اگرچہ پی۔ پی۔ پی خود بھی شیعیت کے تحفظ کے لئے کام کر رہی ہے اور جتنا پی پی پی نے شیعیت کا تحفظ کیا ہے اتنا تحریک نفاذ فقہ جعفریہ بھی نہیں کر سکی جاہل سُنّی سیاستدان اور عوام پی۔ پی۔ پی سے منسلک ہیں وُہ اس کے اصل عزائم سے ابھی تک بے خبر ہیں جس روز اُن کو

آگہی حاصل ہوگئی وہ ایک لمحہ کے لئے بھی ساتھ نہیں چل سکیں گے۔

مولانا سمیع الحق صاحب سے درخواست ہے کہ وہ اسلامی جمہوری اتحاد (آ-ج-ا) میں شامل شیعہ افراد سے بھی ہوشیار رہیں وہ بھی درپردہ اس سند میں پی۔پی۔پی کے ساتھ ہیں اپنے مفادات کی خاطر (آ-ج-ا) کا ساتھ دے رہے ہیں۔ یہ لوگ مار آستین ہیں آپ کو ذرا سا بھی غافل پاتے ہی ڈسنے سے باز نہیں آئیں گے۔

اگر آپ اپنی منزل تک پہنچنا چاہتے ہیں تو (آ-ج-ا) سے تمام شیعوں کو نکال باہر کریں۔

جمعیت علمائے اسلام کے ایک اور قائد حضرت مولانا فضل الرحمان صاحب کی سیاسی بصیرت اور ان کا اعلیٰ مقام تسلیم شدہ ہے لیکن ان کے بیانات میں اکثر اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ شیعیت کے خلاف بات کرنا فرقہ واریت ہے۔ حضرت مولانا منظور احمد نعمانی مدظلہ اور ملک کے تمام ذمہ دار اکرام کے شیعیت کے بارے میں متفقہ فتویٰ کے بعد وہ بھی شیعیت کی تکفیر کا ذہن بنالیں اور جمعیت کی کوئی مذہبی پالیسی متعین فرمائیں یا جمعیت کے مفتیان کرام مذکورہ فتویٰ کا دلائل سے رد فرمائیں۔

حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مدظلہ سے بارہا تفصیلی گفتگو کا موقع ملا ہے وہ یہ تسلیم فرماتے ہیں کہ کوئی شیعہ ووٹر کبھی بھی کسی شیعہ امیدوار کے مقابلہ میں کسی سنی امیدوار کو ووٹ نہیں دیتا۔ نہ جانے پھر بھی ان سے کیوں خوفزدہ ہیں۔ اگر قادیانیت کے خلاف بات کرنا فرقہ واریت نہیں ہے ہنود و یہود کے خلاف بات کرنا فرقہ واریت نہیں ہے کیونکہ وہ کافر ہیں پھر شیعیت کے خلاف بات کرنا فرقہ واریت کیوں ہے۔ شیعیت تو بدترین کفر ہے۔ اگر مولانا فضل صاحب اسلامی نظام کے نفاذ کی منزل تک جلد پہنچنا چاہتے ہیں تو شیعیت کو اپنی منزل کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ سمجھیں۔

۶- دینی جماعتوں کے باہمی اختلافات۔

ملک میں جمعیت علمائے اسلام، جمعیت علمائے پاکستان، جماعت اسلامی، اور جمعیت اہل حدیث ایسی جماعتیں ہیں جو ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی جدوجہد کر رہی ہیں۔ ان جماعتوں کی ایک ہی منزل ہونے کے باوجود ان کا مختلف جماعتوں کا قائم رکھنا بھی ان کے لئے حصول منزل میں زبردست رکاوٹ بنا ہوا ہے لیکن اس سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ جماعتوں کے اپنے اندرونی اختلاف بھی بہت زیادہ ہیں جمعیت العلمائے اسلام اپنے اندرونی انتشار کی وجہ سے مستقل دو گروپوں میں منقسم ہے سابقہ الیکشن میں کئی ایک نشستوں پر آپس میں مقابلہ کرنے کی وجہ سے دونوں گروپوں کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ ۲۴ اکتوبر آئندہ الیکشن سے قبل اگر آپس کے اختلافات ختم کرکے متحد نہ ہوئے تو اب پھر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا اور اپنی منزل سے قریب ہونے کی بجائے بہت پیچھے چلے جائیں گے جو کام اسلام دشمن اور سامراجی قوتیں کرنا چاہتی تھیں وہ خود کیا جارہا ہے۔ جماعت کو کمزور کیا جارہا ہے۔

پہلے مولانا سمیع الحق صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اگر (مولانا فضل الرحمن گروپ) (M.R.D) ایم آر ڈی چھوڑ دے تو اتحاد ہوسکتا ہے۔ جب کہ مولانا فضل الرحمن صاحب فرمایا کرتے تھے حضرت (درخواستی گروپ) ضیاء الحق مرحوم یا ضیاء الحق کی باقیات کا ساتھ چھوڑ دیں تو اتحاد ہوسکتا ہے۔ اب دونوں کے عذر ختم ہوچکے ہیں اور دونوں گروپ مندرجہ ذیل امور میں مشترک ہیں۔

i- دونوں گروپ (پی پی پی) کی مخالفت کر رہے ہیں۔

ii- دونوں گروپ ضیاء الحق کی باقیات سے تعاون کر رہے ہیں فرق صرف یہ ہے کہ حضرت (درخواستی گروپ) آئی جے آئی کا باقاعدہ رکن ہے جب کہ مولانا فضل الرحمن گروپ سابقہ (سی او پی) (COP) دیتے ہوئے تعاون کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں۔ اس بات میں کیا فرق ہے کہ آئی جے آئی کو ناپسندیدہ سمجھتے ہوئے اس میں شمولیت سے انکار کیا جائے اور (آئی جے آئی) کی جگہ جماعتوں سمیت (COP) کے وسیع تر اتحاد میں شمولیت اختیار کرلی جائے اس اتحاد میں (آئی جے آئی) میں کونسا ناپسندیدہ عنصر شامل نہ تھا۔

iii- دونوں گروپ میاں نواز شریف سے شکوہ کناں ہیں کہ ان سے ان کی صحیح حیثیت کے مطابق اسمبلیوں کی نشستوں پر تعاون نہیں کیا گیا۔

iiii- دونوں گروپ دیگر دینی جماعتوں اور دیگر جمہوری قوتوں سے انتخابی اتحاد کی پالیسی اپنائے ہوئے ہیں۔

جمعیت کے کارکنان اس بات پر حیران ہیں کہ میاں نواز شریف، نواب اکبر بگٹی، مولانا شاہ احمد نورانی، خان عبدالولی خان، نوابزادہ نصر اللہ خان، الطاف حسین وغیرہ سے تعاون ہوسکتا ہے تو دونوں گروپوں کا آپس میں اتحاد کیوں نہیں ہوسکتا جب کہ اب اصولی طور پر کوئی وجہ اختلاف بھی باقی نہیں ہے۔ کارکنان پوچھتے ہیں کہ کیا جھگڑا صرف اور صرف قیادت کی وجہ سے تو نہیں ہے۔ ہم اپنے اکابرین سے حسن ظن رکھتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ جھگڑا قیادت کا نہیں ہے لیکن کارکنان اس وقت تک مطمئن نہیں ہوسکتے جب تک قائدین اپنے عمل سے ان کے شبہات کا ازالہ نہ فرمادیں اگر کچھ لوگ اپنے ذاتی مفادات کے پیش نظر اتحاد میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں اور متعلقہ گروپ کے چند احباب کو بڑی جرأت کے ساتھ ایسے عناصر کو باہر نکال دینا چاہئے۔ اگر اب بھی اس انتشار کو دور نہ کیا گیا تو کارکنان مزید بددل ہوجائیں گے اور جماعت انتہائی ذلت کا شکار ہوجائے گی اسی طرح جمعیت علمائے پاکستان نورانی گروپ اور نیازی گروپ میں تقسیم ہوچکی ہے۔ اور جمعیت اہلحدیث میں انتشار کا شکار ہیں۔ جس کا فائدہ یقیناً (P.P.P) کو ہوگا۔

لہٰذا آئیں اس بات پر تمام دینی جماعتوں کو مجبور کریں کہ وہ باہمی اختلافات فوری طور پر دور فرمادیں۔

مبارکباد

انجمن سپاہ صحابہ شورکوٹ کے کارکنوں کی خصوصی عدالت سے برأت اور مولانا عبدالحمید خالد بھکر کی میانوالی جیل سے رہائی پر میری طرف سے خصوصی مبارکباد

ابو ریحان ضیاء الرحمن فاروقی
سرپرست اعلیٰ انجمن سپاہ صحابہ پاکستان

اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں
عقیدہ و عقیدت
قرآن اور سنت کی روشنی میں

تحریر: الشیخ سعید احمد عنایت اللہ

ارشاداتِ ربانی کے اولین مخاطب شریعت مطہرہ کے امین و محافظ خیر القرون کے درخشندہ ستارے امتِ محمدیہ کے سرخیل، انوارِ نبوت سے براہ راست اقتباس کرنے والے خدا اور اس کے رسول کے پیارے سپاہی انبیاء کرام کے بعد بنی نوع بشر کے افضل ترین انسان۔

ہمارے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ساتھی جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق میں سے چن کر اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک صحبت کے لئے منتخب فرمایا۔

ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام بندوں کے قلوب کو دیکھا تو ان میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی رسالت کے لئے منتخب فرمایا پھر تمام انسانوں کے قلوب کو جانچا تو صحابہ کرام کو دینِ اسلام کی نصرت اور اپنے نبی کی معاونت کے لئے پسند فرمایا اس انتخابِ الٰہی کے بعد اللہ تعالیٰ کے ان منتخب اور چنے ہوئے بندوں اور مبارک ہستیوں کے بارے میں ہر مسلمان کو کیا عقیدہ رکھنا چاہیئے؟ اور کس عقیدت سے ان کا نام لینا چاہیئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام اسلام کی نظر میں کیا ہے؟ یہ عقیدہ کا انتہائی اہم مسئلہ ہے نہ کہ تاریخی واقعات و حکایات جس کا اصل ماخذ دیگر شرعی مسائل کی طرح قرآن و سنت ہی ہیں۔ اگرچہ تاریخ انسانی ان نفوسِ قدسیہ کے اعلیٰ کردار کا ذکر سنہرے الفاظ میں کرتی ہے مگر اس اہم دینی مسئلہ اور عقیدہ کا اصل مرجع قرآن و سنت اور اس کے صحیح ترجمان فقہاء و محدثین کرام کے اقوال ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ مبارک ہستیاں ہیں جنہوں نے اللہ کو اپنا الٰہ اسلام کو دین اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول مانتے ہی اپنی زندگی کا رخ اس انداز میں بدل کر گویا انسانوں کی ایک نئی نسل وجود میں آگئی۔ نئے انسان کائناتِ ہستی میں پیدا ہو گئے۔ خدا کے رسول کے ہاتھوں میں ہاتھ دینے کے بعد ایمان کی روح نے ان کی نظر و فکر، قلب و قالب بصیرت و بصارت کو یکسر بدل دیا ان کے نفوس، اموال اور اعزہ و اقارب اسلام کے مقابلے میں قطعی بے وقعت ہو کر رہ گئے انکے قوی ایمان کا کرشمہ تھا کہ وہ خدا اور رسول کو اپنے ارحام و اقارب آنکھوں کے سامنے نظر آنے والی دنیا اور اس کے تمام اسباب کو پوشیدہ اور نگاہوں سے مخفی آخرت پر ترجیح دینے لگے اور اس حقیقت کے اظہار و اعلان کی خاطر بڑی سے بڑی اذیت و مشقت ان کے لئے عین راحت بن گئی پھر اس پر بھی بس نہیں کی بلکہ یہ ان کی زندگی کا نصب العین بنا کہ پوری انسانیت اس نعمتِ الٰہی کا مزہ چکھ لے اور تمام عالم وحی الٰہی کے اس نور و رحمت سے منور ہو جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی جس عظیم و وسیع رحمت کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں ساری کائنات اس کی برکتوں سے مالا مال ہو جائے۔ ادیانِ باطلہ کے جبر و استبداد کی چکی میں پسنے والے مظلوم انسان دولت اسلامی کے عظیم و وسیع سائے تلے راحت و آرام کی زندگی گزار سکیں اور دکھی انسانیت کو سکون کا سانس نصیب ہو۔ لہٰذا اس عظیم نعمت کو روئے زمین کے چپے چپے میں پھیلانے کے لئے انہوں نے رختِ سفر باندھا زمین کے مشرق و مغرب شمال و جنوب میں جہاں جہاں تک ان کے قدم مبارک پہنچ سکتے تھے اقوام عالم نے انہیں خوش آمدید کہا ان کی دعوت کو محبت و [illegible] عقیدت سے قبول کیا اور ان کے پیش [illegible] دین کو نظام حیات بنایا۔ [illegible] دعوت کو مشرق و مغرب [illegible] تاریخ انسانی نے ثبت [illegible] زندگی کے ابتدائی دور میں جب [illegible] شہادت دی جو [illegible] ہوئی فرسودہ حکومت کو بلا کر رکھ دیا [illegible] قرآن کریم [illegible] تصویر پیش کی ان کی جد و جہد میں کامیابی کے بعد اپنی رضا کی دائمی سندِ شرافت انہیں عطا فرمائی۔ اس کا ذکر یوں فرمایا ہے۔

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ

ترجمہ:- اور جو مہاجرین اور انصار ایمان لانے میں سب سے سابق اور مقدم ہیں اور بقیہ امت میں جتنے اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں۔ اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے یعنی اللہ سے راضی ہو گئے۔

اس آیت میں جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مہاجرین و انصار کو رضائے الٰہی نصیب ہونے کی بشارت دی گئی وہیں ان کو اپنا پیشوا بنانے والوں اور کمال عقیدت سے ان کی پیروی [illegible] والوں کو بھی اس بشارت میں شریک کر [illegible]۔ قیصر و کسریٰ جو اس بات کی واضح دلیل [illegible] پرویز رستم و جبلہ کی [illegible] میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی [illegible] خاک عرب کے ان بدوؤں اتباع ہی [illegible] بڑی سلطنتوں کو زیر و زبر کر کے [illegible] مساوات و عدل کی ایسی روشنی دکھائی جس [illegible] سرگرمی [illegible] الغرض عراق، روم اور ایران کی [illegible] شاہی ایک کہانی ہو کر رہ گئی۔ [illegible] سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دس سالہ دورِ خلافت ۲۲ لاکھ مربع میل کے علاقوں پر فتح و ظفر کے شادیانے بجاتا رہا۔ عہد عثمانی میں طرابلس وغیرہ کے علاقے فتح ہوئے تو اسلامی جغرافیہ ۴۴ لاکھ مربع میل تک پہنچ گیا۔

خلافت راشدہ کی [illegible] کے طور پر حضرت [illegible] ۲۲ لاکھ مربع میل پر ۵ سال تک خلیفہ رہے [illegible] حضرت حسن [illegible] کی بیعت کے بعد امیر معاویہ کے

اور اس طریقہ سے روگردانی کو مخالفت قرار دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے؟ اے لوگو! تم میں سے جو شخص کسی کے طریقے کو اپنانا چاہتا ہے تو ان لوگوں کے طریقے کو اپنائے جو اس دنیا سے جا چکے ہیں یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تھے جو اس امت کے بزرگ ترین لوگ تھے۔ دلوں کے لحاظ سے زیادہ پارسا اور پاکباز۔ علم کے لحاظ سے سب سے زیادہ عالم اور تصنع اور بناوٹ سے یکسر خالی لوگ تھے۔

حق تعالیٰ شانہ نے ان کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور دین کی حفاظت و اشاعت کیلئے منتخب فرمایا تھا۔ اے لوگو! تم ان جیسے اخلاق اختیار کرو۔ ان کے طریقوں کو اپناؤ۔ لوگو۔ میں رب کعبہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب صراط مستقیم پر قائم تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہنستے تھے فرمایا کہ وہ لوگ ہنستے تھے مگر ان کے دلوں میں ایمان پہاڑوں سے بڑھ کر تھا۔

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ عقیدہ اور عقیدت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا ان سے علم حاصل کیا ان سے دین سیکھا اور خدا کی امانت تفصیل گفتگو سے وصول کر کے آگے پہنچایا مگر بڑے کو کوئی شیعہ و دہر سمجھتا ہے۔ اگر کوئی شخص چاہے امت میں کسی شخص سے امید و رکھو وہ حقیقت سے تعلق رکھتا ہو اپنی زبان بھی اللہ سے کیوں محفوظ رہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت خلاف بات کرنا فرقہ واریت نہیں سمجھتے اپنے اس عمل کو کے خلاف بات کرنا فرقہ واریت نہیں ہے۔ آنحضرت ... کے خلاف بات کرنا فرقہ وارانہ ... ہے۔ شیعیت کو بدترین کفر ہے۔ اگر مولانا فضل صاحب اسلامی نظام کے نفاذ کی منزل تک جلد پہنچنا چاہتے ہیں تو شیعیت کو اپنی منزل کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ سمجھیں۔

۶- دینی جماعتوں کے باہمی اختلافات۔

ملک میں جمعیۃ علمائے اسلام۔ جمعیت علمائے پاکستان جماعت اسلامی۔ اور جمعیت اہل حدیث ایسی جماعتیں ہیں جو ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی جدوجہد کر رہی ہیں۔ ان جماعتوں کی ایک ہی منزل ہونے کے

کا پابند کر دیا۔ ارشاد باری ہے۔

والزمھم کلمۃ التقویٰ وکانوا احق بھا واھلھا

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو تقویٰ کی بات پر جمائے رکھا۔ اور وہ اس کے زیادہ مستحق ہیں اور وہ اس کے اہل ہیں۔ (بیان القرآن)

قرآن کریم کی اس آیت میں صحابہ کرام اور تقویٰ لازم و ملزوم قرار دیا گیا۔ تقویٰ کو ان کے ساتھ چسپاں کر دینے کا مطلب یہ ہوا کہ جہاں جائیں تقویٰ ان کے ساتھ رہے گا۔ وہ ہمیشہ تقویٰ کی صفت کے ساتھ موصوف رہیں گے۔ اس لئے کہ بقول خدائے عزوجل اس مقام عالی کے سب سے زیادہ مستحق اور اہل دنیا و آخرت میں یہی لوگ ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے دامن سے تقویٰ کے الگ نہ ہونے کی شہادت دے دی تو ایک مومن کو ان کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیئے؟

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے زوردار الفاظ میں فرمایا۔

اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی، من احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم

صحابہؓ کے بارہ میں اللہ سے ڈرو صحابہؓ کے بارہ میں اللہ سے ڈرو۔ ان کو میرے بعد نشانہ نہ بنانا۔ جس نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی۔ اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔

اور ترمذی میں عبداللہ بن عمر نے نافع عن ابن عمر کی سند سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رأیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم۔

ترجمہ۔ جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے
۱۱- ... صحابہ کو برا بھلا کہتے ہیں تو ان سے کہو تم میں سے
کرتے ہیں ان ... پر اللہ کی لعنت ہو۔
پر تعاون نہیں کیا ہو گا جو کتابوں میں علمائے اسلام نے لکھا
۱۲- دونوں گروپ دیگر دینی ... ذکر الصحابۃ الا بخیر
تو توریت سے ... ایسی کیفیت اہل ایمان کا شعار
جمعیت کے کارکنان اس بات پر حیران
میاں نواز شریف۔ نواب اکبر بگٹی۔ مولانا شاہ احمد
اقوال

سلف صالحین کے بعد ہر مومن پر جو اللہ اور اس کے رسول اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ واجب ہے کہ اس کا دل صحابہؓ کی عقیدت و محبت سے لبریز ہو۔ ان کی عظمت کا یہ مقام ہے کہ انبیاء کے بعد ان کو سب انسانوں سے افضل سمجھے۔

صحابہ کرامؓ کو آسمان ہدایت کے ستارے جانے جن کی روشنی سے دنیا کا ایمان روشن اور منور ہے۔

یہ یقین کرے کہ یہ وہ جماعت ہے جن کی تربیت ایمانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی سے ہوئی۔ جن کے قلوب کو قرآن نے قوت عطا کی جن کی بصیرت کو مجالس نبوی نے جلا بخشی۔ جن کو خواہشات نفس پر قابو تھا۔ رضائے الٰہی ان کی سچی طلب تھی۔ جنت سے عشق اور آخرت کی حرص۔ دین کا فہم دولت سے مالا مال تھے۔ ہر دلیل میں اطاعت رسول ان کا شعار تھا۔

دس سال کے اندر بیسیوں مرتبہ میدان جنگ کے لئے مسلح ہو کر نکلے احکام الٰہیہ کا امتثال اور امر و نواہی کا اہتمام الغرض جس طرح نبی علیہ السلام اپنی مثال آپ تھے۔ اسی طرح من حیث الجماعۃ صحابہ کی جماعت کی بھی نظیر تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں مندرجہ ذیل مسلّمہ اصول یاد رکھیئے اور ہرگز نہ بھولیئے کہ

- اللہ تعالیٰ نے ان کو منتخب فرمایا۔
- ان کو حق و ایمان کا معیار قرار دیا۔
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی محبت کو واجب اور ان سے بغض کو حرام قرار دیا۔
- ان پر تنقید اور طعن کو ہمارے لئے ممنوع قرار دیا۔
- پوری امت کے تمام طبقات میں ان کی عظمت اور امامت کا اعلان فرمایا کہ ہم ان کا ذکر خیر ہی کریں نہ برے لفظوں سے ان کو یاد کریں نہ سنیں اور نہ اس کی اجازت دیں۔

شکریہ
(الندوہ مکہ مکرمہ)

نظامِ خلافتِ راشدہ

ابو ریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی

بعثتِ نبویؐ کے وقت فارس و روم کی دو بڑی طاقتیں اُفقِ عالم پر نوا پرداز تھیں، امریکہ اور روس کی طرح ایک دوسرے سے مسابقت کے جذبہ کی دھما چوکڑی سے انسانیت کا سینہ چھلنی تھا۔

مجوسیت و پاپائیت کی غوغا آرائی سے دُنیا بھر میں طمانیت و قرار نام کی کوئی چیز باقی نہ رہی تھی، غرور و عجب اور قہر و غضب کے گرداب میں غریب انسان سسک رہا تھا۔ مزدور، کسان، ناتواں، محتاج، صنفِ نازک عورت اور نچلے طبقہ کی ہر سوسائٹی میں تعدی و تجاوز کی بُرائی رواج پا چکی تھی۔ اقتدار کی شوکت کو باقی رکھنے کے لئے جور و ظلم کا ہر حربہ قانون خیال کیا جاتا تھا۔ ساری دُنیا بغیر کسی معیارِ حمایت کے، بغیر کسی شرافت و جاہ کے، بغیر کسی عدل و مساوات کے ہلاکت و نکبت اور موت کے دہانے کے ساحل پر جاں بلب تھی۔ غوایت و ضلالت کے اس اندھیرے میں فاران کی چوٹی سے ایک روشنی سپیدۂ سحر کی مانند پھیلنے لگی، چمنستانِ دہر کے خزاں رسیدہ گلوں پر شبنمِ ہدایت سے مہکنے والی بہار چھا گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انقلاب سے دُنیا بھر کا ہر ذی عقل متاثر ہُوا۔ دو طاقتوں کے درمیان ایک تیسری طاقت محمدیؐ انقلاب کے عدل کا مینہ جب چھاجوں برسا تو ایک عالم انگشت بدنداں رہ گیا۔ آتش پرست اور مسیح کے حواری حیرت و استعجاب میں ڈوب گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائحہ عمل اور سچے نصب العین نے بے انتہا غور و خوض کے بعد ایک مختصر سی جماعت مکہ کی تیرہ سالہ زندگی میں تیار کر لی، مدینہ منورہ کی دس سالہ زندگی میں جہاں آپ کی دعوت تکمیل کے آخری نقطے تک پہنچی، وہاں ایک بہت بڑی جماعت بھی آپ کے ظلِّ عاطفت میں آ چکی تھی۔ ۲۳ سالہ دورِ نبوت کے اسلام کی تکمیل کے زیور سے آراستہ ہُوا، جتنے اسلام نازل ہوئے اُن کا نفاذ بھی مختصر سی مملکت کی زینت بنتا گیا، جب اس لائحہ عمل نے مکمل ہو کر ایک اعلیٰ قسم کے ضابطۂ حیات کی شکل اختیار کی تو پیغامبرِ انقلاب کا آخری وقت آ چکا تھا —— اسلامی نظام کا متن (قرآنِ حکیم) اور اسکی تشریحات (احادیثِ نبویؐ) بغیر کسی تحریف و ترمیم ایک عالمگیر نظامِ حیات کا حُسن لیکر کائناتِ انسانی کے ہر دُکھ کے علاج کے لئے معرضِ شہود میں آ چکی تھیں۔ اس سے قبل ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے لئے نہ ایسا لائحہ عمل تیار ہُوا، نہ انہیں ایسے آفاقی پیغام کے خلعت سے نوازا گیا۔ یہ ہمہ گیر اور دُنیا بھر کی ہدایت کا نظام صرف آخری نبی کے لئے نفوذ اعجاز تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفرِ حیات تک ایک ایسی اُولو العزم جماعت تیار ہو چکی تھی جو اس نظام کو عملی منہاجِ نبوت نافذ کر سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیار کردہ اس جماعت میں ایسے ایسے مُدبّر، فقیہ، سپہ سالار، زکی النفس، زیرک و دانا تیار ہوئے کہ جنہوں نے آپ کے لائحہ عمل کو عین آپ کی منشا و مقصد کے مُطابق دُنیا بھر کے خطوں میں جب نافذ کیا تو انسانیت عدل و انصاف کے حُسن سے شاداں و فرحاں ہُوئی۔

یہ لوگ جنہوں نے ۲۳ سالہ دورِ نبوت میں مکمل ہونے والے اسلام کو عملی شکل میں نافذ کر کے دُنیا بھر سے عقیدت و محبت کا خراج وصول کیا۔ خلفاءِ راشدینؓ کے نام سے پکارے گئے، انہی کے مختصر دور کو خلافتِ راشدہ کا زریں عہد کہا گیا۔

صحابۂ کرامؓ کی حیرت انگیز جدوجہد

رفقاءِ نبوت کی جاں سپاری اور انتھک جدوجہد نے آنحضرتؐ کی تبلیغی سادہ دعوت کو مشرق و مغرب تک پھیلا دیا، مدنی زندگی کے ابتدائی دور میں جب شرک و کفر کے دیوتا نوزائیدہ مملکت کو ہڑپ کر جانے کے لئے بل پڑے تو یہی رفقاء جو ہزاروں کے مقابلہ میں ۳۱۳ ہی تھے مگر قلتِ وسائل نے انکے جذبۂ عشق کو سرد نہ کیا اور زرق برق سے آراستہ فوج کو ناکوں چنے چبوا دیئے۔

بعد ازاں معرکۂ اُحد یا حُنین، وادئ خیبر ہو یا تبوک یا جنگِ خندق ہو یا فتحِ مکہ، الغرض تمام جنگوں میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب ہو کر جرأت و شجاعت کی ایسی تاریخ روشن کی جس کی مثال نہ پہلے کے ادوار میں ملتی ہے، نہ ہی آئندہ کے دور و زمن میں اس کا شائبہ تک نظر آتا ہے۔

عہدِ نبویؐ کی ۲۳ سالہ جدوجہد میں ۲۵۶ رفقاءِ نبوت زیورِ شہادت سے آراستہ ہوئے۔ پھر جب خلافتِ ابوبکرؓ قائم ہوئی تو انہوں نے گیارہ لاکھ مربع میل کے وسیع و عریض رقبہ میں دو سال تک امن و آشتی کے موتی لُٹائے۔ عہدِ فاروقیؓ میں اسلام افواج عرب سے نکل کر عجم کے دروازے پر دستک دینے لگا۔ قیصر و کسریٰ کی حکومت روند ڈالی گئی۔ ہرقل و پرویز، رستم و جبلہ کی سطوت خاک میں ملا دی گئی۔ خاکِ عرب کے ان بدوؤں نے دُنیا کی تمام بڑی بڑی سلطنتوں کو زیر و زبر کر کے نظامِ عالم کو مساوات و عدل کی ایسی روشنی عطا کی جس پر انسانیت کئی صدیوں تک سرگرمِ عمل رہی۔ قادسیہ کے معرکوں سے لے کر بلخ و بخارا کی وادیوں تک۔ الغرض عراق، روم اور ایران کی خیرہ کر دینے والی سطوتِ شاہی ایک کہانی ہو کر رہ گئی، اور اسلام عدل و حریت سیدنا فاروقِ اعظمؓ کا دس سالہ دورِ خلافت ۲۲ لاکھ مربع میل کے علاقوں پر فتح و ظفر کے شادیانے بجاتا رہا۔ عہدِ عثمانیؓ میں طرابلس وغیرہ کے علاقے فتح ہوئے تو اسلامی جغرافیہ ۴۴ لاکھ مربع میل تک پہنچ گیا۔

خلافتِ راشدہ کی حدود کو ہی کے طور پر حضرت علیؓ ۲۲ لاکھ مربع میل پر ۵ سال تک خلیفہ رہے، پھر حضرت حسنؓ کی بیعت کے بعد امیر معاویہؓ کے

زریں عہد میں ایک مرتبہ پھر فتوحاتِ اسلامی کا طوطی چار دانگِ عالم میں پھیل گیا۔ اسلام عرب و عجم سے نکل کر مغربی اقوام کے دروازے پر دستک دینے لگا ۶۴ لاکھ مربع میل کے وسیع و عریض خطہ پر یعنی نصف دنیا پر امیر معاویہؓ نے ۱۹ سال تک تن تنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی ضابطۂ حیات کو فروزاں رکھا جس کے لئے آپؐ نے جان جوکھوں میں ڈال دی تھی۔ یہی زریں اور درخشندہ عہد خلافتِ راشدہ کے نام سے معنون ہوا۔ آپ ایک لمحے کے لئے اگر خلافتِ راشدہ کے دور سے صرف نظر کر لیں تو عہدِ نبویؐ سے آج تک تاریخِ اسلام کے دامن میں کونسی چیز باقی رہ جاتی

اصحابِ رسولؐ نے رفاقتِ نبویؐ کا حق ادا کیا!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالمگیر دعوت کا آغاز فرمایا تو یہی خلفاء اور صحابہؓ آپؐ کے جاں نثار بنے۔ آپؐ کو اہلِ شرک سے مقابلہ کرنا پڑا تو انہوں نے پس و پیش نہ کیا، اور بچوں کو یتیم کرانے سے عورتوں کو بیوہ کرانے تک ہر دکھ سہہ کر رفاقتِ نبویؐ کا حق ادا کیا۔ آنحضرتؐ نے خدائی دستور (قرآن) پیش کیا تو سب سے اوّل انہی کو مخاطب بنایا۔ پھر اسی قرآن نے صحابہؓ کی جلالتِ قدر کے ترانے گائے۔ انہیں آنحضرتؐ کا قابلِ اعتماد اور انتہائی جاں نثار ساتھی قرار دیا۔

مکہ کی ۱۳ سالہ زندگی میں یہی لوگ آپؐ کے ابتدائی رکن اور ساتھی رہے۔ پھر جب مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی مملکت قائم ہوئی تو آنحضرتؐ نے انہی میں سے چند لوگوں کو ارکانِ دولت مقرر فرمایا۔ جب یہود و مجوس اور مسیحیت و شرک کے ساتھ کسی معرکے میں ان کا سامنا ہوا تو آنحضرتؐ کے ساتھ یہی لوگ کارزار میں اترے۔ ۲۷ غزواتِ نبویؐ میں یہی رفقاءِ نبوت تھے جن کے باعث اسلام کی شوکت کا سکہ پوری دنیا نے مانا۔ جب آنحضرتؐ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو رفقاء کی جماعت ایک لاکھ سے متجاوز ہو چکی تھی، یہ سب لوگ نہ صرف یہ کہ محمدیؐ پیغام کو لے کر پوری دنیا کو اس کی روشنی سے جگمگانے کے لئے نکل پڑے بلکہ گھروں کو خیرباد کہہ کر ایسی ایسی مصیبتوں اور تکلیفوں سے گزرے کہ انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

قرآنی وعدے کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انہی رفقاء میں سے سب سے قریبی رفیق ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، حسنؓ اور معاویہؓ علی الترتیب خلافت کے زینے سے آراستہ ہوئے۔ خلفاءِ اسلام نے محمدیؐ دعوت کو پوری دنیا میں پھیلانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ان کے عدل و مساوات کو دیکھ کر دنیا کی اکثریت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو پہچانا۔ انہی کے طور اطوار کو دیکھ کر ہزاروں لوگ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے، انہی کے طرزِ زندگی سے متاثر ہو کر کفارِ مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس کے نغمے گائے۔

الغرض خلفاء راشدینؓ نے ۲۳ سالہ دورِ نبوت میں مکمل ہونے والے اسلام کو عملی طور پر دنیا کے نصف حصہ پر قائم کر کے نصف صدی تک دنیا میں انسانیت کو سکون و طمانیت کے پیغام بر مذہب سے روشناس کرایا۔

ملاحظہ ہو کہ خلافتِ راشدہ کا یہی دور آنحضرتؐ کے عالمگیر نظام کی عملی تصویر ہے۔ یہی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمائی کا ماحصل ہیں۔ یہی گروہ آپؐ کی سعی پیہم کا شاہکار ہیں۔ یہی قافلہ آپؐ کی جدوجہد کا آئینہ دار ہے۔ انہی لوگوں کا دور غلامی سے نجات کا باعث بنا۔ انہی کے درخشندہ عہد میں اخوتِ عمل کا فروغ ہوا، انہی کی تعلیمات سے کفر و شرک کے اندھیاروں میں توحید کی روشنی چمک اٹھی۔ انہی کے قوانین پر عیسائیت اور یہودیت بھی رشک کرنے لگی۔ انہی کے عدل و انصاف پر کفر و عصیاں سے اٹی ہوئی بڑی بڑی مملکتیں اسلام کی دہلیز پر سجدہ ریز ہو گئیں۔ ایک دنیا میں ان کے عدل کی مثالیں ضرب المثل بنیں ——— ہاں آخر ہی کے ادوار آئندہ کی اسلامی مملکتوں کے لئے نمونہ کہلائے۔ اب اہلِ اسلام دنیا کی ہر ایسی آواز کا جواب دے سکتے ہیں، جس میں یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام کا نفاذ کیونکر ممکن ہے، اس کا عملی دور کہاں ہے، اس کے نفاذ سے لذت آشنا ہونے والے کون لوگ ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جب خلافتِ راشدہ کے زریں عہد کی شکل میں محمدیؐ دستور افقِ عالم پر ظاہر ہوا تو غلامی کی زنجیریں کٹ گئیں، ظلم و جبر کے دیوتا خاک بسر ہوئے، اقتصادی ناہمواریاں ختم ہوئیں، سیاسی اونچ نیچ مٹ گئی، معاشی تنگ دستی ختم ہو گئی۔ مزدوروں، کسانوں، محنت کشوں، غلاموں، محتاجوں، ناتوانوں اور ہر قسم کے چھوٹے بڑے طبقے میں بسنے والے مظالم کا خاتمہ ہوا۔ معاشرتی برائیوں کی جگہ قرابت داری، حسنِ سلوک، حسنِ اخلاق اور بڑوں کی ، چھوٹوں پر شفقت، مہمانوں سے اچھے سلوک نے لے لی۔

خلافتِ راشدہ کے احیاء کی اہمیت

آئیے! ہم سب مل کر اسی محمدیؐ دستور کے لئے عملی جدوجہد کریں۔ نظامِ خلافتِ راشدہ کے احیاء کیلئے کمربستہ ہو جائیں۔ آج جب ایک طبقہ اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کے لئے عہدِ خلافتِ راشدہ کے تقدس کو پامال کرنے میں مصروف ہے، اسلام کی عملی تصویر کو مٹانے کے لئے خلفاء راشدینؓ پر نکتہ چینی اس کا نصب العین ہے ایسے عہد میں ہم سب کو چاہیئے کہ اسلام کے آفاقی نظام کے نفاذ کی جدوجہد کے لئے عہدِ خلافتِ راشدہ کی یاد کریں۔ یورپ کے دروازے پر دستک دینے کی بجائے، امریکہ و روس کے قوانین کا جائزہ لینے کی بجائے فرانس کے ضابطوں کو پرکھنے کی بجائے براہِ راست ایسے دستور کا مطالعہ کریں۔ ایسے روشن عہد کا جائزہ لیں، ایسی تعلیمات سے ہم آغوش ہوں، ایسے نظامِ حیات سے اپنی مملکتوں کو آراستہ کریں، جس کا تجزیہ قرونِ اولیٰ میں ہو چکا ہے، جس کی ترقی و تعمیر کی داستانیں قرطاسِ تاریخ پر چمک رہی ہیں، جس کے فضائل کے ترانے آج بھی اغیار کی زبانوں پر جاری ہیں۔

آئیے ——— اس صدیقیؓ، فاروقیؓ، مرتضویؓ اور امیر معاویہؓ کے ادوار سے اپنے طرزِ حکومت کیلئے ریزہ چینی کریں، جس کی یادداشتیں آنحضرتؐ کے ۲۳ سالہ نصب العین سے مرتب کی گئی ہیں۔

ناکامی کی اصل وجہ

۳۸ سال قبل جب یہ ملک بنا تھا تو صرف اور صرف اسلام کے نفاذ کا نعرہ لگایا گیا تھا۔ اس کے جو حکمران بھی کرسی پر براجمان ہوئے انہوں نے اسلام ہی کے نفاذ کی باتیں کیں۔ کبھی مشاورتی کونسلیں بنائیں، کبھی تحقیقاتی کمیٹیاں مقرر کی گئیں، کبھی نظریاتی کونسلوں کے قیام سے عوام کو دھوکا دیا گیا لیکن افسوس کہ جو چیز نافذ نہ ہو سکی وہ اسلام ہی کی ذات تھی۔

اگر ہمارے بعض حکمران اسلام کے لئے مخلص بھی تھے تو وہ اسلام کو براہِ راست نافذ کرنے کی بجائے صرف دعووں اور اعلانات میں الجھ کر رہ گئے، کیونکہ ان کے سامنے نفاذِ شریعت کا عملی نمونہ کوئی نہ تھا۔ اگر وہ عہدِ فاروقیؓ کے عدل و انصاف کو طرزِ حکومت کا معیار بناتے اور عہدِ امیر معاویہؓ کو نظامِ مملکت کی بنیاد بناتے تو انہیں یقیناً

Scanned by CamScanner

ایسی وقت پیش ہی نہ آتی۔

آج عالم اسلام کی تمام مملکتوں میں اسلام کے دعووں کے باوجود اسلام کے نفاذ کی تصویر صرف اس لئے نظر نہیں آتی کہ بات اسلام کی کرکے ہم یورپ و امریکہ اور فرانس و چین اور روس کے نظام کے مطالعہ کی باتیں دہراتے ہیں۔ اگر اسلام کی بات کرکے اسلام ہی کے زریں عہد پر فکر و نظر کی ساری توانائیاں خرچ کردیں تو خلافت راشدہ کے عہد کی بنیاد پر جہاں جدید انکشافات کا چیلنج بھی قبول ہوسکے گا وہاں تعمیر و ترقی کی ایسی شاندار راہیں کھلیں گی جس کا تصور کسی حکمران کے حاشیہ خیال میں نہیں ہوسکتا۔

خلافت راشدہؓ کا نظام کیوں ضروری ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاءؓ کے طرز حکومت کو اپنانے کے لئے سب سے پہلے خلفاء راشدین کی شاندار کارگزاری، بے مثال کارناموں اور ان کے زریں عہد کی مثالوں کو عام کرنے کی اشد ضرورت ہے ـــــ

اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں میں صحابہ کرامؓ بالخصوص خلفاء راشدینؓ کی مقدس زندگی کو متعارف کرایا جائے ـــــ

ہر مسلمان جو کسی بھی مملکت کا ملازم ہے، کسی بھی سوسائٹی میں مقیم ہے، کسی بھی ماحول کی معروف پر عمل ہے، عہد حاضر میں خلفاء راشدینؓ کے احکام و تعلیمات کے فروغ کو زندگی کا اولین فریضہ خیال کرکے امور زندگی کے بھی معاملوں کو نمٹانے کے ساتھ ساتھ اس مقدس مشن کو ترجیح دے۔ اسلامی نظام کے عملی نفاذ کی اس سے بڑی کوئی کوشش ممکن نہیں۔

ریڈیو، ٹی وی جو کسی ملک کے کسی عوام کے عقائد کے فروغ کا ذمہ دار ادارہ ہے وہ اس کا پابند ہے کہ صرف قرآنی آیتوں کی تلاوت اور اس کے ساتھ ساتھ اذان کے فوراً بعد ڈراموں اور رقص و سرود کی نمائش کی تبلیغ کی بجائے اس عمل اسلامی دور کی سچی داستانیں دہرائے جس سے نئی نسل میں خود اعتمادی پیدا ہو اور اسلامی ملک کا وہ ماحول جو مغربیت زدگی میں کہاں سے کہاں تک پہنچ گیا ہے، یکسر بدل جائے۔

دنیا بھر میں ہر مسلمان جہاں جس حال میں موجود ہے اسے لازمی طور پر صحابہ کرامؓ کے افکار کے فروغ کا جذبہ پیدا کرنا ہوگا، مختلف تنظیمیں تمام جلیل القدر صحابہؓ پر خود شرکت کونسلوں، نیشنل سطحوں میں سیمینار منعقد کریں۔

صدر، گورنروں، وزیراعظم اور وزراء اعلیٰ کے سیکرٹریٹ میں جو مسلمان جس حال میں بھی ہے اس پر لازم ہے کہ اسلام کے عملی نفاذ کی جدوجہد میں شریک ہونے کے لئے خلفاء راشدینؓ کے افکار، اعمال اور تعلیمات کو عام کرنے میں ضرور حصہ لے۔

اخبارات، رسائل، جرائد اور کتب کے ناشرین کرام اور پبلشر حضرات پر لازم ہے کہ اگر وہ مسلمان ہیں اور واقعتاً اسلام ہی کے عملی نفاذ کے سچے دل سے خواہاں ہیں تو ان کو چاہئے کہ خلفاء راشدینؓ کے زریں عہد پر مضامین شائع کریں، اسلامی تاریخ کے درخشندہ اوراق کھولیں ـــ سیرت اصحابؓ کے ایمان افروز واقعات سے مردہ قلوب کو روشنی بخشیں جو ایسے "اسلام" کو تقویت نہ پہنچائیں جو مغرب و مشرق دونوں کو قبول ہو، بلکہ صرف اور صرف ایسے ہی اسلام کیلئے کوشاں ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدینؓ کے لئے قابل قبول ہو۔

ہر مذہبی، معاشرتی، سماجی، علمی، اصلاحی انجمن، مجلس اور جماعت کے جملہ اراکین پر لازم ہے کہ خلفاء راشدینؓ کے ایام وفات میں ہفتہ یا عشرہ تک ان کی خصوصیات پر محفلیں قائم کریں، اُن کی تعلیمات کے فروغ کے لئے کوشاں رہیں، ان کے کارناموں سے نئی نسل کو آگاہ کریں۔

پاکستان اور دیگر مسلمان ملکوں میں مختلف تنظیمیں قائم ہیں، جو سیرۃ کی محفلیں منعقد کراتے اور اپنے تئیں صرف اسی کام کو اسلام کی خدمت گردانتے ہیں۔ ان کو لازم ہے کہ سیرۃ رسولؐ کی مجالس کے انعقاد کے ساتھ سیرۃ رسولؐ کے عملی پیکر صحابہ کرام خلفاء راشدینؓ کی وہ داستانیں بھی لوگوں تک پہنچائیں کہ انہوں نے کس طرح اس سیرت رسول اکرمؐ پر عمل کرکے دنیا کا نقشہ بدل دیا تھا۔

صرف سیرت رسولؐ کے ذکر سے تو کچھ نہ ہوگا جب تک اس پر عمل نہ کریں گے اور عمل کے لئے ان لوگوں کا ذکر کریں جنہوں نے عمل کا طریقہ دنیا میں سب سے پہلے رکھا۔

٭

یاد رہے کہ عہد حاضر کے تمام دساتیر قوانین کے مطالعہ کے بعد یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام کے نفاذ کی عملی صورت صرف خلفاء راشدینؓ کے زریں عہد سے رہنمائی حاصل کرکے اسلامی نظام کی حقیقی منزل تک پہنچ سکتے ہیں، اپنی مملکت کے ہر شعبہ کا علاج کرسکتے ہیں۔ اپنی مملکت کے تمام فرقہ وارانہ جھگڑوں کو ختم کرسکتے ہیں۔ ہر باطل کی آواز دبا سکتے ہیں۔ اگر خلافت راشدہؓ کے دور سے رہنمائی حاصل کی جائے تو فقہ جعفریہ اور فقہ حنفیہ کا جھگڑا بھی ختم ہوسکتا ہے۔

خلافت راشدہؓ ہی کا عہد قرآن و سنت کی عملی تفسیر ہے اس سے روشنی حاصل کرنا ہر حکمران، ہر قائد، ہر سربراہ مملکت، ہر فرقہ وار، ہر رکن دولت اور ہر رہنما کا اولین فریضہ ہے ـــــ اگر وہ مسلمان ہے اور سچے دل سے اسلام کا نفاذ چاہتا ہے۔

٭

ایک بات اصحاب رسولؐ کے نام پر عرض کرنا ضروری ہے کہ تحریک آزادی ہند کے ایک عظیم رہنما مجاہد ملت مولانا محمد علی جوہرؒ فرماتے تھے

"الحاد و بددینی، فحاشی و بے حیائی جتنی سستی ہے علماء کو چاہئے کہ تبلیغ دین کو بھی اسی طرح عام اور سستا کر دیں"

لیکن آج حیرت ہے کہ وہ تبلیغ دین جو انبیاءؑ کا شیوہ رہا۔ آج وراثت انبیاءؑ کا تاج پہننے والے بعض خطباء و مقررین نے اسے پیشہ بنا کر اس مقدس مشن کی جس طرح دھجیاں اڑائی ہیں، اس پر الحق کا سر ندامت سے جھک جاتا ہے۔

۱۵۰۰ ۱۵۰۰۰ کی فیس ان غریب اور بے بس انسانوں سے وصول کی جاتی ہے جن کے اپنے گھر شام کو کھانا نہیں پکتا اور وہ ایک ایک روپیہ چندہ کے ذریعے اتنی خطیر رقم جمع کرتے ہوتے ایسے مہمان ہو جاتے ہیں کہ الامان و الحفیظ۔

آج اگر کوئی شخص سال بھر میں اصحاب رسولؐ کی محافل منعقد کرکے عامۃ الناس میں صحابہؓ کے افکار کے فروغ کا فریضہ سر انجام دینا چاہتے تو سب سے پہلے یہی فکر اسے دامن گیر ہوگا کہ خطیب صاحب کی فیس کس طرح ادا کرے گا کہ گلے پھاڑ پھاڑ کر حضرت امیر شریعتؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ کا نام لینے والوں کو یہ ضرور سوچ لینا چاہئے کہ حرص و طمع کے باب میں اسلاف کے یہاں بھی ایسی کسی برائی کو دیکھا گیا تھا؟

اخلاص و للہیت کا تقاضا ہے کہ خدا کی ہر عنایت کا بجا طور پر شکر گزار رہنا چاہئے اور تبلیغ دین کے لئے دنیوی منفعت کی بجائے دینی فائدہ ملحوظ رکھنا چاہئے، خطباء اور علماء کی اس سے بڑی کوئی توہین نہیں۔

Scanned by CamScanner

جھنگوی رح کے شہر میں خون ناحق بہتا رہا!

راشد انصاری ایڈیٹر ہفت روزہ "حسرت" لاہور

موجودہ جھنگ کبھی ایک خود مختار ریاست تھی اور یہاں کے معروف قبیلہ [illegible] اس ریاست کا حکمران تھا جس کے سردار کا نام "مل خان" تھا۔ اس کے علاوہ "مگھیانہ قوم" بھی آباد رہی ہے اس کی مناسبت سے سرکاری اور قدیم کاغذات میں اس کا نام "جھنگ مگھیانہ" بھی ملتا ہے۔ قدیم آبادی کا جھنگ شہر کہ ہے جو بہت زیادہ پرانا ہے اس سے متصل ایک زمین دوز قلعہ کے آثار بھی پائے جاتے ہیں۔

آج کا معروف خاندان "شاہ جیونہ" اور قریبی ضلع سرگودھا کا معروف گدی نشین خاندان "پیر آف سیال" اس علاقہ میں ایک ہی وقت میں آباد ہوئے۔ مصدقہ روایات کے مطابق شاہ جیونہ خاندان کی بیعت پیران سیال شریف تھی۔ اس ضمن میں جب شاہ جیونہ خاندان کے ذمہ دار افراد سے پوچھا گیا کہ ان کی ارادت کا سبب کیا ہے تو انہوں نے کہا ارباب سیال شریف نہایت نیک اور بزرگ ترین لوگ ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ

کاظم حسین دہشت گرد تنظیم حیدریہ کا عہدیدار تھا!

خواجہ ضیاء الدین کی اولاد اب روایتی..... صاحبزادگی کا شکار ہو کر ایسی حرکات کر رہی ہے جو اس عظیم مرکز روحانیت کے بالکل منافی ہے۔

انگریزی دور اقتدار میں انگریز مخالف علماء ربانی اور حریت پسند مسلمانوں کے قلع قمع کے لئے جہاں اور کئی اقدام کئے گئے وہاں لاہور کے بھاٹی دروازہ سے متصل ایک عدد "کربلا" بھی بنائی گئی جس کا نام کربلا گامے شاہ معروف ہے صدیوں قبل کی کربلا کی نسبت سے اس مصنوعی جگہ کا مقصد فرقہ واریت کے جذبات بھڑکا کر حریت پسندوں کا زور توڑنا اور علماء کی جدوجہد کو سبوتاژ کرنا تھا کہ "لڑاؤ اور حکومت کرو"

طاہر سیال کی گرفتاری شاہ جیونہ ہاؤس سے عمل میں آئی!

کی فرسودہ پالیسی پر انگریز نے جس خوبصورتی سے عمل کیا اس کی مثال نہیں ملتی۔

کربلا گامے شاہ کا کردار "مسجد مزار والا" تھا اس کو تقویت پہنچانے کے لئے مرکز البلاد لاہور کے ارد گرد مخصوص ذہنیت کے جاگیرداروں کا جال پھیلایا گیا۔ انہی جاگیرداروں کا آگے چل کر شاہ جیونہ خاندان سے عزیز داری کا تعلق قائم ہوا۔ یہ المیہ تھا کہ شاہ جیونہ کے نیک لوگ مادیت کا شکار ہو کر دنیا کی ترقیاں تلاش کرنے اس شجرۂ زقوم سے وابستہ ہو گئے۔

ہوتے ہوتے جھنگ کا سید خاندان انگریزوں کا غلام بن گیا اور یہاں کے رسوائے زمانہ غدار خاندانوں کی طرح انگریز بہادر کو افراد مہیا کرنے کی ڈیوٹی سنبھال لی تاکہ انگریز اس فورس کے ذریعے مقامات مقدسہ کو پامال کرا سکے ان خدمات کے صلہ میں خاندان کے افراد کو جاگیریں، دربار میں کرسی اور اعزاز میسر آئے۔ ذوالفقار اور افتخار بخاری کے والد ہوں یا بی بی عابدہ کے والد سب ان سعادتوں سے نوازے گئے ان لوگوں نے قوم فروشی کی اور اس کا نقد معاوضہ وصول کیا۔ یاد رہے کہ ذوالفقار، افتخار کے والد میجر مبارک اور بی بی کے والد کرنل عابد کوئی بھی باقاعدہ فوجی نہ تھا یہ محض انگریز کی نوازشات تھیں۔ اور بی بی عابدہ ذوالفقار بخاری سے بیاہتے بیلیت ملتان کے ایک خوفناک جاگیردار خاندان کے سمارٹ، پڑھے لکھے اور خوبرو فخر امام کے حرم میں داخل ہو گئیں۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ رشتہ کے اعتبار سے بی بی پر فخر صاحب کا احترام فرض و لازم ہے لیکن ایسا ہے نہیں بلکہ فخر صاحب مظلومانہ زندگی گزار رہے ہیں (واللہ تعالیٰ اعلم) اور بی بی سلیقہ میاں کے گھر ملتان بسنے کی بجائے جھنگ ہی میں راج کر رہی ہیں اور نیک لوگوں کے خون سے ہاتھ رنگ رہی ہیں۔

اس خاندان نے قادیانیوں کو ربوہ کی زمین کوڑیوں کے بھاؤ دلوانے میں بڑا مؤثر کردار ادا کیا۔ بی بی عابدہ

کاکا بلی منشیات کے متعدد مقدمات میں پولیس کو مطلوب تھا!

کے چچا میجر مبارک کی سوانح حیات "خدمت خلق" میں اس کا فخریہ ذکر کیا گیا ہے۔ شہید حق نواز جس کا خوگر فرزند کہلاتا ہے نے اس مسئلہ کو اٹھایا تو انتہائی ہم بی بی عابدہ کے پاس اس کا جواب نہ تھا۔

آج کل شاہ جیونہ فیملی بشمول عابدہ۔ اس بات پہ فخر کرتی ہیں کہ ان کے سر پر انگریز بہادر کا دست شفقت رہا اور وہ مردود عاقل جانتے جانتے جو حکمران ہو گیا ان کی گود میں بھی یہ خاندان اچھا ہی شمار ہوا اور اب تو صحابہ کرام علیہم رضوان کے نام پر روٹی کھانے والے اور اکابرین حریت کا گلہ پھاڑ پھاڑ کر ذکر کرنے والے بھی اس خاندان کی خوشنودی کے حواری ہیں اور حق نواز کی زندگی میں اس سے ناراض تھے تو اس کے شہید ہونے پر اس کے خون سے اس لئے بے وفائی کر

Scanned by CamScanner

رہے ہیں کہ بی بی صاحبہ کے ماتھے پر شکن نہ آجائے۔
تھانہ مسن کی قدیم کاشتکار آبادی مظلومیت کا اس طرح شکار ہے کہ ان علاقوں میں بہنے والی نہر سے پانی صرف شاہ جیونہ خاندان کے افراد کو ملتا ہے جبکہ آبیانہ غریب کاشتکار دیتے ہیں۔ تقی شاہ نامی ایک

نینسی پاؤں جھنگ کی انتخابی مہم میں پُراسرار سرگرمیوں میں مصروف رہی

سابق ایم پی اے رئیس اسی فیملی سے تعلق رکھتے ہیں ان کا بیٹا جونیجو کے دورِ شرافت میں ایم پی اے تھا اور ضیاء کے گیارہ سالہ دورِ دین و شرافت میں مستقل طور پر ٹیوب ویل کی مسلسل بجلی چوری کرتا رہا۔ اسی ذات شریف نے مزارعین کی لڑکیوں کو ننگا نچوایا۔ اسلامی جمعیت طلبہ کے سابق ناظم کے بقول اس جرم پر ملنے والی سزا جماعت اسلامی کے سابق امیر میاں طفیل محمد نے ضیاء سے معاف کرائی۔
یہاں کی سیٹ پر اس کے خاندان کی ہمیشہ اجارہ داری رہی ہے۔ ایوبی دور میں تو اس خاندان کا طوطی بولتا، کرنل عابد حبیب اسمبلی ممبر تھے (بی بی عابدہ کے والد) انہوں نے مطلق ایوب خان کی خوشنودی کے لئے ڈھاکہ سیشن میں عائلی قوانین کی پُرزور حمایت کی اور مفتی محمود مرحوم کے بل کی شدید مخالفت کی۔ ۱۹۷۰ء میں جھنگ کی تینوں سیٹیں پی پی کے ہاتھ سے نکل گئیں اس عرصہ میں شیعہ جاگیرداروں کے پلے بندھوائے "باب عمرؓ" کی توہین کی۔
اس پر چھ برادران اہلسنت شہید ہوئے جس پر وہاں برادران اہلسنت نے متحد ہو کر الیکشن لڑا اور کرنل عابد کے مقابلہ میں پیرانِ سیال کا مرید معروف کامیاب ہو گیا۔ جو بعد میں مرحوم بھٹو کے ہاتھ پر بیعت کر کے مشرف بہ پی پی پی ہو گیا صوبائی اسمبلی کے الیکشن کے موقع پر پیرانِ سیال نے عابدہ کے خلاف ورزی کی جس کا ناقابل تلافی نقصان ہوا۔ بہرحال کرنل عابد صدمے سے جان کی بازی ہار گئے اور ان کی وارث ان کی اکلوتی بیٹی "عابدہ" بنی جو اس وقت بے نظیر کے حصہ میں وہ مقام حاصل کرنا

چاہتی ہے لیکن .... ایک زمانہ میں پنجاب کے جاگیرداروں کے حقوق کے تحفظ کے لئے جماعت بنی اس میں بی بی عابدہ کے میکے اور سسرال بزرگ پیش پیش تھے اور یادش بخیر بابائے جمہوریت نوابزادہ نصراللہ خان بھی اس میں بڑے متحرک تھے۔
کرنل عابد کی بطور وزیر تعلیم کارکردگی کے لئے قدرت اللہ شہاب نامہ سے بڑی رہنمائی میسر آنے کی۔ کرنل عابد نے اپنے دور میں بھلائی کا یہ کام کیا کہ فیصل آباد ڈیرہ اسماعیل خان براستہ جھنگ ریلوے لائن منظور ہوئی لیکن عابدہ بی بی نے باپ کی گدی سنبھالتے ہی اس کو منسوخ کرا دیا۔ پہلے اشارہ ہو چکا کہ جھنگ کے باب عمرؓ کی توہین کرائی گئی۔ یہ ۶۹/۶۸ کی بات ہے اس سفاکانہ اور کمینی حرکت کے باعث نام نہاد سید خاندان تھا جس کی شہ پر جلوس

جانثاروں نے مولانا جھنگویؒ کی کار کاندھوں پر اٹھا لی!

نکالا گیا۔ ابتدا میں مطالبہ ہوا کہ صحابہؓ کے نام چھپا دیئے جائیں بعد میں دو سپاہیوں نے اس پر جوتے مارے اس کا شدید ردِعمل ہوا۔ پھر ضلعی انتظامیہ سامنے آگئی۔ وہاں ہمیشہ یہ ہوتا آیا کہ انتظامیہ کے افراد تنخواہیں سرکاری خزانے سے لیتے لیکن چاکری "سید خاندان" کی کیا کرتے ہیں۔ بدبخت تھانے دار نے خود گولیاں چلائیں ایک نوجوان عالم مولانا شیر [illegible] بھی شہید ہوئے اس تھانے دار کو تحفظ اسی خاندان نے دیا۔ اور اس واقعہ کے عینی گواہ ایک حبیب کو اسی خاندان نے ایک اجرتی قاتل سے مروا دیا۔ اس کا ردِعمل ۷۰ء کے الیکشن میں اس خاندان کی عبرتناک ناکامی کی صورت میں سامنے آیا۔ جس کا ذکر پہلے ہوا۔ اب حال ہی میں مولانا حق نواز شہیدؒ کی یاد میں مشترکہ احتجاجی جلسہ میں جو دھماکہ ہوا جس میں تین مسلمان شہید اور ۲۵ زخمی ہوئے۔ وہ مقام بھی اس مقام سے قریب تر ہے۔ گویا یہ سرزمین برادران اہلسنت کے خون کی برابر پیاسی رہی ہے اور ابھی تک اس

کی سیرابی نہیں ہو رہی۔
حضرت سلطان باہوؒ جیسے صوفی منش انسان کے وطن اور پیرانِ سیال کے مریدوں کے دیس میں ایک باب عمرؓ کی توہین کا ہی نہیں "رتہ مترہ" حتو بلیل، خاک کھچی وغیرہ میں صحابہ کرامؓ کے پتلے جلائے گئے، ان حوادث میں متعدد لوگ شہید ہوئے، مولانا دوست محمد اور محمد نواز نامی نوجوان اسی حوالہ سے تاریخ کا حصہ بنے۔ رتہ مترہ کے علاقہ میں اس خاندان کا ایک مقبرہ آباد ہے۔ وہاں کے ایم پی اے غضنفر علی شاہ کی گاڑی مولانا حق نواز شہید پر قاتلانہ حملہ میں استعمال ہو چکی تھی۔ یہ حملہ مولانا کی شہادت سے کچھ دن قبل پیش آیا۔ روڈو سلطان کے مولانا دوست محمد، مولانا حق نواز کی طرح جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما بھی تھے۔ ان کا جرم وہی تھا جو حق نواز کا تھا۔ یعنی اس خاندان کی سیاسی سیادت کو چیلنج کرنا، چنانچہ وہ شہید کر دیئے گئے اور پھر قاتلوں کی رہائی کے لئے شاہ جیونہ خاندان کے ساتھ رجوعہ فیملی بھی شامل تھی۔ یاد رہے کہ آستانہ عالیہ سیال شریف کے اہم خلیفہ پیر حیدر شاہ صاحب آف جلالپور کی لڑکی پیر برکات احمد جمعیت علماء پاکستان کے والد پیر فضل شاہ نے رجوعہ میں بیاہ دی۔ جس پر اہلسنت برادری میں شدید ردِعمل ہوا۔ مولانا دوست محمد شہیدؒ کے بعد اس علاقہ کے برادران اہلسنت کی قد آور شخصیت مولانا سید سلطان احمد شاہ صاحب تھے۔

سات روزہ ہڑتال نے ڈپٹی کمشنر کو تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا؟

نہایت مخلص، جی دار اور بہادر انسان، انہیں راستہ سے ہٹانے کے لئے مصنوعی ایکسیڈنٹ کا ڈرامہ رچا کر پھر زہر کے ٹیکہ کے ذریعے ٹھکانے لگا دیا گیا۔
جھنگ کے ہی رجوعہ خاندان کا ذکر آچکا ہے یہ معلوم ہوا کہ ایک بڑے پیر خاندان کی چودھراہٹ آج کل سردار زادہ ظفر عباس کے ہاتھ ہے جو بظاہر شاہ جیونہ فیملی کے حریف شمار ہوتے ہیں۔ اور مفادات کی خفیہ تقسیم پر آرام سے زندگی گزار رہے ہیں۔
سردار زادہ ظفر عباس، محترم مسلم لیگ ل جھنگ شاخ

کے سربراہ ہیں۔

پنجاب کے ...... سابق وزیر اعلیٰ جن کی شرافت و نجابت کے بہت سے اکابر علماء صاحبزادگان اور ارباب جبہ و دستار معترف ہیں۔ کے مشیر رہے ہیں اور ان کی کابینہ کے رکن ایک تاریخی روایت بھی نوٹ کر لیں۔ موجودہ صدی کی چوتھی دہائی میں لکھنؤ میں جو

جھنگ کی سرزمین ہمیشہ سُنی قوم کی پیاسی رہی ہے!

تحریک بپا ہوئی۔ جس کا مقصد صحابہ کرام رض کے ذکرِ خیر کو ممنوع قرار دلوانا تھا اس میں سب سے زیادہ خام مال اسی ضلع سے حاصل ہوا۔ حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی کے بقول شیعہ حضرات نے یہاں سے ہی بکثرت لوگ لکھنؤ پہنچا کر گرفتاریاں دلوائیں ...... پیر داد نوح کاشتکار ایک تو سیاسی عہدے پر ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ قارئین کو یاد ہے کہ یہ منظر عباس اپنے سگے بھائی ...... کے قتل میں ملوث رہا ہے۔ اور اس سلسلہ میں جیل میں بھی رہا ہے۔ اس دوران منظر عباس اور عارف خان سیال کی طرف سے اشتعال انگیز کارروائیاں جاری رہیں۔ جس کے خلاف انجمن تاجران کی اپیل پر ضلع جھنگ میں ایک ہفتہ تک کاروباری ادارے مکمل بند رہے۔

۲۳ مارچ کی تاریخ پاکستان کو یوم قرارداد کے حوالے سے انتہائی اہمیت رکھتی ہے۔ مگر جھنگ کے عوام کے نزدیک اس کی اہمیت دہشت گردی کے ایک گھناؤنے واقعہ سے وابستہ ہو گئی ہے۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب جھنگ میں دہشت گردی انتظامیہ کے جانبدارانہ رویہ اور شیعہ جارحیت کے خلاف جامع مسجد اہلحدیث نزد باب عمر جھنگ سٹی میں تمام سُنی مکاتب فکر کا ایک احتجاجی جلسہ ہو رہا تھا کہ مسلم لیگی ایم پی اے شیعہ جاگیردار سردار زادہ ظفر عباس کی تباہ شدہ کار کے اندر سے بم دھماکہ کیا گیا۔ جس سے تین مسلمان موقعہ پر شہید اور ۴۳ افراد زخمی ہوئے۔ جن میں سے چھ افراد شدید زخمی ہوئے جو تادم تحریر زیرِ علاج ہیں۔ دیگر

کے بعد پولیس نے انتہائی بے غیرتی اور حرام زدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، زخمیوں پر آنسو گیس پھینکی اس دوران ڈی سی جھنگ نے کہا کہ میں زخمیوں کے لئے ایمبولینس بھجوا رہا ہوں مگر کوئی ایمبولینس نہ آئی اور زخمی مسلمانوں کو دوسرے کارکنوں کے کندھوں پر بٹھا کر ہسپتال تک پہنچایا گیا۔ اس احتجاج کے دوران ۲۵ مارچ کو پنجاب کے "شریف النفس" نیک نہاد وزیر اعلیٰ کو اپنا جھنگ سٹی میں ہونے والا جلسہ منسوخ کرنا پڑا۔ اس بم کے دھماکہ کے مقدمہ میں سے کمشنر اور ڈی سی کے کہنے پر پولیس نے بیگم عابدہ حسین اور سردار زادہ ظفر عباس کے نام پرچے سے خارج کر دیئے اور نواب امان اللہ سیال کہ جو کہ اس مقدمہ میں واضح طور پر ملوث تھا پولیس اس کے نام کو مقدمہ میں ملوث کرنے سے

جھنگوی کیس میں علماء کرام نے بے وفائی کی!

گریزاں رہی۔ آئی جی پنجاب پولیس نے امیر جمعیت علماء اسلام پنجاب مولانا سید امیر حسین گیلانی سے وعدہ کے باوجود اس بم دھماکہ کا کوئی ملزم گرفتار نہ کیا۔ اس دوران انجمن تاجران نے انتظامیہ کے شدید دباؤ کے باوجود اپنے فیصلے کے مطابق ہڑتال جاری رکھی اور زخمیوں کے علاج معالجہ کے لئے لاکھوں روپے کی ادویات فراہم کیں، مقامی ہسپتال کے عملہ نے زخمیوں کی دیکھ بھال میں بھرپور کردار ادا کیا اور صوبائی انتظامیہ نے ایک ڈاکٹر کا تبادلہ کرنے کی کوشش صرف اس بنیاد پر کی کہ وہ زخمیوں کی دیکھ بھال میں خصوصی دلچسپی لے رہا ہے۔ اس دوران مقامی انتظامیہ کا رویہ علماء، شہریوں اور انجمن تاجران کے نمائندوں سے بڑا توہین آمیز رہا اور بدبخت ڈی سی نے لال مسجد کے واقعہ کے متعلق گفتگو کے لئے آئے ہوئے علماء اور عمائدین شہر کے وفد کو انتہائی حقارت کے ساتھ کہا کہ تم لوگوں نے ڈیڑھ گھنٹے سے ٹرٹر کر کے میرا دماغ کھا لیا ہے یہاں سے چلے جاؤ میرے پاس تم سے گفتگو کے لئے

فضول وقت نہیں ہے" اس واقعہ کے بعد مقامی سنی ایم پی اے کی رہائش گاہ پر بھی بم کا دھماکہ ہوا۔

ان تمام حالات کو دیکھنے کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مولانا حق نواز شہیدؒ کے قاتل پیشہ ور اجرتی قاتل ہیں؟ اس سوال کے جواب سے قبل مولانا کے قتل میں ملوث چاروں ملزمان کا مختصر تعارف کرا دینا ضروری ہے تاکہ دیکھا جا سکے کہ یہ اجرتی قاتل ہیں یا کہ پس پردہ کوئی اور حقیقت کار فرما ہے۔ ان ملزمان میں پہلا نام طاہر سیال کا ہے۔ جس کی عمر تقریباً چالیس سال ہے، یہ تین دفعہ ایران جا چکا ہے۔ اور ایران کا تربیت یافتہ ایجنٹ ہے۔ یہ تعزیہ لائسنس داران کا عہدیدار ہے اور شیعہ حلقوں میں خاصا معروف کارکن ہے۔ یہ اکثر برملا اس بات کا اظہار کرتا رہتا تھا کہ وہ مولانا حق نواز کو قتل کر دے گا۔ اس نے قتل کی واردات کرنے سے قبل اپنے گھر کو پورے کا پورا خالی کر دیا تھا اور خاندان کے تمام افراد کو محفوظ پناہ گاہ یعنی بیگم عابدہ حسین کے خفیہ اڈے پر منتقل کر چکا تھا۔ جھنگ کے عوامی حلقوں میں یہ بات پوری شدت سے سرگرم ہے اور زیر بحث ہے کہ طاہر سیال کی گرفتاری بیگم عابدہ حسین کی رہائش گاہ سے عمل میں آئی۔ دوسرا ملزم فیض اللہ عرف کابلی ہے جو نواب امان اللہ سیال کا چچا زاد بھائی ہے بشری حلقوں میں یہ بات شدت سے گردش کر رہی ہے کہ

جھنگ شہر کے تاریخی دروازوں کو گرانے کی سازش کی جا رہی ہے!

یہ بھی اجرتی قاتل ہے اور تھانہ مسن میں قتل کے ایک جرم کے الزام میں ملوث ہے اور با اثر ملزم ہونے کی وجہ سے گرفتار نہیں ہو سکا، ناجائز اسلحے کا کاروبار وسیع پیمانے پر کرتا رہا ہے۔ منشیات فائرنگ غنڈہ گردی، اور چوری کے متعدد واقعات میں پولیس کو مطلوب رہا ہے۔ تیسرا ملزم محمد نواز ہے۔ جو فیض اللہ عرف کابلی کا دستِ راست ہے یہ بھی علی الاعلان کہتا تھا کہ مولوی حقنواز ہمارے ہاتھوں قتل ہوگا۔ چوتھا ملزم رانا کاظم ہے یہ حیدری یوتھ فورس کا چیئرمین ہے اور مولانا حقنواز شہیدؒ کا محلہ دار بھی ہے اور

Scanned with Ca

اور دہشت گردی کی انڈر گراؤنڈ تنظیم "حیدریہ" کا سرگرم رُکن اور ضلعی عہدیدار ہے۔ اس مختصر تعارف کے بعد قارئین قاتلوں کے بارے میں خود غور کر سکتے ہیں کہ ان کے پیچھے در پردہ کون سے مفادات پوشیدہ تھے۔ مولانا شہید کے سانحہ کے بعد عوام الناس کو اصل حقائق سے ہٹانے اور گمراہ کرنے کے لئے ایک بھرپور مہم کے ذریعے مولانا کا مقدمۂ قتل داخل دفتر کرنے کی کوششیں کی گئیں جو ابھی تک جاری ہیں شہری حلقوں میں یہ بات بھی عام ہے کہ اس سانحہ میں ہمارا ایک ہمسایہ ملک ایران بھی ملوث ہو سکتا ہے کیوں عالمی سطح پر یہ فرقہ وارانہ جنون اور بعض معاملات میں انتہا پسندانہ رویہ اپنانے کی وجہ سے عام طور پر مشکوک رہتا ہے اور برملا مرنے اور مارنے کی دھمکیاں سرکاری سطح پر جاری کرتا رہتا ہے۔ خدشہ یہ ہے کہ یہ ملک مولانا حق نواز شہید کے قتل میں ملوث ہے کیونکہ اس فرقہ پرست جنونی ملک کا سفیر اور دیگر سفارتی نمائندے اکثر بیشتر جھنگ آتے رہتے ہیں۔ مزید برآں یہ بات عوامی حلقوں میں ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ ایران دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ایک خاص باطل فرقے کے لوگوں کی مکمل پشت پناہی کر رہا ہے۔ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان کی اعلیٰ تفتیشی ایجنسیاں تحقیقات کے ذریعے اصل حقائق کو عوام کے سامنے لائیں تاکہ ہمارے ملک کے حالات مزید خراب نہ ہو جائیں مولانا کے سانحہ قتل کے بعد کی تفتیش سے عوام اور جھنگ کے مقامی شہری قطعاً مطمئن نہیں ہیں کیونکہ جن پولیس اہلکاروں کے ذریعے تفتیش کرائی گئی ان کے حق نواز مخالف دھڑوں سے گہرے اور قطعاً ناجائز قسم کے مراسم ہیں۔ پھر دوسری بات یہ کہ دوران تفتیش اگر کوئی چیز سامنے آئی بھی تو اس کو منظر عام پر نہیں لایا گیا اور تا حال مذکورہ قتل کی اس واردات میں استعمال ہونے والا اسلحہ بھی برآمد نہیں کیا گیا۔ انتظامیہ کی بے غیرتی اور جانبدارانہ ہونے کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوگا کہ قبل ازیں بھی مرزا ممتاز اور امان اللہ سیال وغیرہ پر بم دھماکہ اور دہشت گردی کے ذریعے تین افراد کے قتل کے مقدمات قائم ہیں مگر ان مقدمات میں ان کو گرفتار کرنے کی بجائے امان اللہ سیال کو ایس ایچ او کے گھر بم پھینکنے کی گرفتاری ڈال گئی جس میں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا تھا۔ اس طرح اس کو تحفظ فراہم کیا گیا۔ امان اللہ سیال اور اس کے دیگر دہشت گرد شیعہ ساتھیوں سے گرفتاری کے وقت اس کے ڈیرے سے جدید ترین مہلک آتشیں اسلحہ پکڑا گیا جس میں بم وغیرہ بھی کثرت شامل تھے جس کا اعتراف آئی۔ جی پنجاب پولیس نے بھی کیا تھا اس کے باوجود ان دہشت گرد اور ملک دشمن افراد سے جیل میں انتہائی اچھا برتاؤ کیا گیا۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے انتظامیہ نے ان بدمعاش جاگیرداروں کو آصف نذیر کے مظلومانہ قتل کے بعد عوامی ردِ عمل کے خوف سے جیل میں "گل چھرے" اڑانے کے لئے رکھا ہوا تھا۔ ان بدبخت مجرموں کی ابھی تک تفتیش نہیں ہوئی۔ ان کا ریمانڈ بھی نہیں لیا گیا جس سے سابق وزیر اعلیٰ پنجاب کی شرافت اور حب الوطنی کا پول کھل جاتا ہے۔ اگرچہ نواب امان اللہ سیال جن کے قبضے سے بم اور دیگر آتشیں اسلحہ برآمد ہوا اس کو حیرانہ طور پر جیل میں بی کلاس میں رکھا گیا۔ جمعیت علماء اسلام، انجمن تاجران جھنگ اور سپاہ صحابہ کے بھرپور دباؤ اور سات روزہ مکمل ہڑتال نے ڈی۔سی کو تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا شیعوں کی انتہائی دہشت گردی سے جس عوامی ردِ عمل نے ڈی سی کو تبدیل کرنے پر مجبور کیا مگر مقامی انتظامیہ حسب سابق عوام دشمن پالیسیوں پر گامزن ہے اور ڈی۔سی کی تبدیلی فقط طفل تسلی ثابت ہوئی ہے۔ موجودہ ڈی سی کی آمد کے بعد شیعوں سے جو اسلحہ برآمد ہوا وہ جھنگ کے تہہ خانوں میں چھپے ہوئے اسلحے کا عشرِ عشیر بھی نہیں ہے۔ اگر اس چھپے ہوئے اسلحہ کو انتظامیہ نے برآمد کر کے قبضے میں نہ لیا تو امکان غالب ہے کہ جھنگ میں معصوم اور مظلوم سنی عوام کے خون کی ندیاں بہہ جائیں گی اسی دوران بیگم عابدہ حسین اور پنجاب حکومت کی ایما پر ہندو اقلیت کی عبادت گاہ کو گرانے کا عمل شروع ہوا تاکہ مندر گرا کر سندھ کے حالات خراب کئے جائیں اور ہندو مسلم فساد کروا کر شیعہ جاگیرداروں کا تحفظ کیا جا سکے یہ مندر ہندوؤں کی تاریخی قدیمی عبادت گاہ میں شمار ہوتا ہے اور ہندو اس مندر میں عبادت اور یاترا کے لئے اکثر اندرون سندھ اور ہندوستان سے آتے رہتے ہیں۔ دریں اثنا مقامی انتظامیہ ان تاریخی دروازوں کو مسمار کرنے کی سازشیں تیار کر رہی ہے جن پر اصحاب رسولؐ کے اسمائے گرامی کندہ ہیں۔ یاد رہے کہ انہی دروازوں کو مسمار کرنے کی کوشش آج سے بیس سال قبل بھی ہوئی تھی جس کے نتیجے میں نو عدد سات قیمتی جانیں ضائع ہوئیں بلکہ اس کے ردِ عمل میں پورے ضلع جھنگ میں بیگم عابدہ حسین کے والد جمیل طفیل کرنل عابد گروپ کو تاریخی بدترین انتخابی شکست ہوئی۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ مولانا حق نواز کے قتل کی بنیاد مذہبی ہے اور اس کے پیچھے مؤثر سیاسی قوت کار فرما ہے مولانا شہید نے ۱۹۸۸ء کا الیکشن خالصتاً مذہبی بنیادوں پر لڑا تھا اور وہ انتخابی مہم کے دوران اس بات کا برملا اعلان کرتے رہے تھے کہ وہ اسمبلی میں پہنچ کر صحابہ کرامؓ کے خلاف گمراہ کن لٹریچر ضبط کروائیں گے اور ملک کو سنی سٹیٹ بنانے کے حق میں آواز بلند کریں گے اور شیعیت کا مسئلہ اسمبلی میں زیر بحث لائیں گے یہاں ایک بات کا ذکر کر دینا بے محل نہ ہوگا کہ بیگم عابدہ حسین چند وظیفہ خوار مولویوں اور ملاؤں کے ذریعے اپنے اقتدار کو دوبارہ مستحکم کرنے کیلئے اتحاد بین المسلمین کی مہم چلا رہی ہیں۔ لیکن علاقے کے عوام اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ یہ

جاگیردار عوام دشمن ہے اور اس کی سازشیں کامیاب نہ ہو سکیں گی۔ یہاں ایک بات اور بھی قابل ذکر ہے کہ لاہور بم کیس میں شہید ہونے والے افراد کے ورثاء کو فی کس ۵۰ ہزار روپیہ معاوضہ دیا گیا مگر جھنگ میں بم کے دھماکہ میں شہید ہونے والوں کو معاوضہ دینے کا اعلان تک نہیں کیا گیا۔

احمد پور شرقیہ
چوہدری محمد اختر
جبران نیوز ایجنسی

انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کے امیدوار قومی و صوبائی اسمبلی

حضرت مولانا ایثار القاسمی

حلقہ نمبر ۶۸ این اے

اور پی پی ۶۵

امیر عزیمت

حضرت مولانا

حق نواز جھنگوی شہیدؒ

کے مشن کی تکمیل کے لئے

کو

ووٹ دیکر

کامیاب

بنائیں!

* عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی ترویج کے لئے
* اصحابِ رسولؐ کی ناموس کے تحفظ کیلئے
* دشمنانِ اصحابِ رسولؐ کیخلاف آئینی جدوجہد کرنے کیلئے

اس کے ساتھ ساتھ ملک بھر میں سپاہ صحابہؓ کے ہم خیال امیدواروں کو کامیاب کرا کر تاریخ ساز کردار ادا کریں!

مولانا حق نواز شہیدؒ کے دیرینہ اور معتمد رفقا کار

حاجی میاں محمد عابد صوفی ٹینک ٹائلز بھکر روڈ جھنگ صدر

سندھ کا تاریخی اور سیاسی جائزہ

چوہدری محمد اختر

سندھ میں گذشتہ برسوں کے لسانی اختلافات اور معاشرتی فسادات اور قتل و غارت گری کے پس پردہ اصل محرکات و مضمرات کو سمجھنے کے لئے صوبے کے تاریخی پس منظر کو سامنے رکھنا ہوگا۔

پہلی صدی ہجری میں سرزمین سندھ کو باب الاسلام کہلانے کا شرف اس وقت حاصل ہوا جب خلافت بنو امیہ کے ایک نوعمر جرنیل محمد بن قاسم کی قیادت میں مسلمانوں کا ایک لشکر دیبل کے ساحل پر اترا۔ اور اپنے سے کئی گنا بڑی برہمنی عسکری طاقت کو اس کے اپنے ہی گھر میں شکست فاش سے دوچار کیا اور ذات پات کے بندھنوں میں جکڑی ہوئی مخلوق کو عدل و احسان، اخوت و بھائی چارہ کے اسلامی اصولوں سے بہرہ مند کیا۔ معاشرہ پر برہمن کی بالادستی اور اجارہ داری کا خاتمہ ہوا۔ اور عوام الناس نیچ کہلانے والے انسانوں کے اندر عزت نفس کے ابھرنے کے مواقع پیدا ہوئے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اسلام جہاں بھی پہنچا۔ وہاں اس نے اشراف اور رذیل کے فرسودہ اور غیر انسانی تقسیم تصور کو مٹا کر عوام کو اخوت اور مساوات کا سبق دیا اور انہیں اپنانے کی بلا استثنا آزادی بخشی فضیلت کا معیار نسل اور نسبی تعصبات سے ہٹ کر تقویٰ اور نیک اعمال پر رکھا گیا۔ صدیوں کی پیاسی سرزمین سندھ عدل و انصاف کے اسلامی سرچشمہ سے عرصہ تک سیراب ہوتی رہی۔ اظہار تشکر کے طور پر مقامی آبادی نے محمد بن قاسم کو نجات دہندہ سمجھ کر ایک دیوتا کا مقام دیا۔ اور مسلم تسلط کو ایک غیبی رحمت سمجھ کر دل سے قبول کیا۔ لیکن یہ صورت حال اس وقت تبدیل ہو گئی جب ایران سے بھاگے ہوئے اسمٰعیلی باطنی اور قرامطی اس سرزمین میں وارد ہوگئے اور ملتان۔ اور سومرو خاندان کے مقامی حکمرانوں کو شیشے میں اتار کر انہیں اپنا ہم عقیدہ بنانے میں کامیاب ہوگئے۔ سمندری راستے سے ان کے روابط مصر کے اسمٰعیلی ہم عقیدہ حکمرانوں سے قائم رہے جس سے سندھ کے قرامطی اور اسمٰعیلی حکمرانوں کو اسلامی اقدار و شعائر کو بگاڑنے میں خاطر خواہ مدد ملی۔ یہ صورت حال اس وقت ختم ہوئی جب محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری نے ملتان اور سندھ کے ان علاقوں کو فتح کیا۔ یوں تو باطنیت کے مقاصد کبھی واضح نہ رہے۔ لیکن اسلام دشمنی اور مسلم کشی ان کے تمام فرقوں میں قدر مشترک طور پر قائم رہی۔

سندھ کا ہندو قرامطی شیعوں سے ملکر منظم سازش کے تحت پٹھان، پنجابی اور مہاجر مسلمانوں کو آپس میں لڑاتا رہا!

اپنے تاریخی سفر میں ہر اس عقیدے اور عمل کو اپنایا جو جمہور امت اور مسلک کے خلاف پڑتا تھا۔ اس کے عقاید و نظریات پر نظر ڈالیں تو اندازہ ہوگا کہ وہ اسلام کے بالمقابل اور متوازی (PARALLEL) ایک الگ مستقل مذہب ہے۔ اگر ان میں قرامطی کی مثال ہمارے سامنے ہے جس نے چوتھی صدی ہجری میں امام مہدی کا دعویٰ کیا۔ اس نام نہاد امام مہدی نے شہر ہجیرہ میں ایک کعبہ تعمیر کیا۔ اور ایک عرصہ تک لوگوں کو اس نقلی کعبہ کے حج کے لئے بلاتا رہا۔ لیکن کوئی بھی اس کے جھانسے میں آنے پر آمادہ نہ ہوا۔ اس مایوس کن صورت حال نے اس ملعون پر دیوانگی طاری کردی۔ اور کعبۃ اللہ پر حملہ کردیا۔ ہزاروں حجاج کا قتل عام ہوا۔ اس ملعون شخص نے صحن کعبہ میں شراب پی۔ گھوڑے کے پیشاب سے صحن کعبہ کو ناپاک کیا۔ غلاف کعبہ کو تار تار کیا اور حجر اسود اکھاڑ کر عراق لے گیا۔ اور یہ اقدام اس کی طرف سے عقیدتاً عمل میں لائے گئے۔

غرضیکہ سندھ میں تسلط جماتے ہی اسمٰعیلیوں اور قرامطیوں نے معاشرے سے اسلامی اقدار و شعائر کو مٹانے کے لئے یہاں روحانیت اور تصوف کے پردے میں خانقاہیت اور توحید کی جگہ شخصیت پرستی (God man) کو عام کیا۔ اس طرح برہمنی فلسفہ کو ایک مذہب کا رنگ دے کر پیش کیا۔ اخوت اور مساوات کی جگہ طبقاتی تفریق کو رواج دیا۔ آج سندھ میں انہی کی اولاد ہے۔ جو محمد بن قاسم کو غاصب اور لٹیرا اور راجہ داہر کو اپنا ہیرو گردانتی ہے۔ (میں نے جب ہفت روزہ "آواز پنجاب" میں ایک مضمون میں یہی الفاظ لکھے تو بعض سندھیوں جن میں ہندو بھی شامل تھے۔ بڑی دیدہ دلیری سے اس امر کا اعتراف کیا۔ اور بڑے فخر سے میرے مضمون کے جواب میں لکھا کہ ہاں محمد بن قاسم واقعی لٹیرا اور غاصب تھا اور راجہ داہر ہمارا ہیرو۔ ان میں قابل ذکر مضمون ایک ہندو عورت سوکھی دراوڑو کا تھا) اسمٰعیلیوں اور قرامطیوں نے سندھی معاشرہ کو خادم مخدوم پیر مرید۔ وڈیرہ اری کے واضح طبقات میں بانٹ کر راجہ داہر کے دور کے استحصالی سماجی نظام کو ایک بار پھر عملی طور پر رواج دیا جو آج بھی اس بدقسمت خطے کے عوام پر اسی مخصوص عقائد کی حامل اقلیت کے ذریعہ مسلط ہے۔ جو نہیں چاہتی کہ کوئی اصلاحی اسلامی تحریک ان کے پھیلائے ہوئے جال توڑ کر ان کی استحصالی گرفت سے عوام کو آزاد کرائے۔ آج اسی مسلک کے پیروں، مخدوموں اور وڈیروں کی اکثریت ہے جو سندھ کے عوام اور سرزمین کو اپنی آماجگاہ بنائے

ہوگئے ہیں۔ وہ سندھ کے وسیع و عریض علاقوں پر اپنا جاگیردارانہ تسلط قائم کرکے ریاست اندرون ریاست بنا کر اپنی اپنی بادشاہی میں مظلوم اور بے زبان رعیت کو کتے سے بھی کم حیثیت دے کر ان کی عزت نفس اور ان کی عزت و ناموس سے کھیلنے کو اپنا موروثی حق سمجھتے ہیں۔ وہ ان کے خلاف اٹھائی جانے والی ہر اس آواز کو دبانے کے لئے متحد ہوکر تمام تر اوچھے حربے استعمال کرتے رہے ہیں۔ صوبے کے وسیع و عریض علاقے پر ان ہی جاگیرداروں مخدوموں کا اب تک مکمل تسلط ہے جن کی اکثریت اسماعیلی۔ فاطمی اور قرامطی شیعوں کی اولاد ہے۔ جو ایران عراق سے آکر ملتان اور سندھ میں اپنا تسلط قائم کرنے میں کامیاب ہوئے۔ برطانوی دور میں بھی استحصالی طبقہ اپنی مسلم رعایا کے جان و مال اور عزت و آبرو سے کھیلتا رہا۔ پاکستان بننے کے بعد خیال تھا کہ یہاں جاگیردارانہ نظام ختم ہوگا اور مظلوم رعایا ان کے ظلم و جبر سے آزاد ہوسکے گی لیکن حکومت کے بیوروکریٹ طبقہ کی ملی بھگت سے جن میں اکثریت شیعہ افسران کی تھی (جن کا ذکر آگے آئے گا) اور جو انتظامی معاملات میں سیاہ و سفید کے مالک تھے سندھ کا جاگیردار طبقہ اپنے مفادات کے تحفظ میں کامیاب رہا۔ تقسیم ہند کے بعد بھارت کے مختلف صوبوں سے نقل مکانی کرکے جو مسلمان سندھ میں آئے وہ اپنے ساتھ معاشرہ کی قید و بند سے آزاد ہوکر یہاں اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر نئی زندگی گذارنے لگے۔ وہ ایک آزاد معاشرہ کے افراد کی حیثیت سے مقامی ہاریوں۔ مخدوموں۔ سیدوں۔ پیروں۔ وڈیروں کے پھیلائے ہوئے ظلم کی ماہیت سے بخوبی واقف ہونے کی وجہ سے ان کی گرفت میں نہیں آتے تھے اور مقامی مظلوم آبادی کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے لگے۔ مقامی استحصالی قوتوں نے جب حکومتوں میں بیداری کے آثار دیکھے اور ان پر اپنی گرفت ڈھیلی ہوتے دیکھی تو انہوں نے انتظامیہ کے بیوروکریٹ طبقہ سے سازباز کرلی جن میں زیادہ تر ان کے ہم عقیدہ اور با اقتدار تھے۔ چنانچہ سی۔ ایس۔ پی افسران آل رضا۔ ہاشم رضا۔ اسکندر مرزا خلیل اور آل۔ ٹی نقوی وغیرہ نے جہاں مرزا جاوید اور بھارت سے آئے

ہوئے اپنے ہم مذہب (یعنی شیعہ) لوگوں میں قانون اور اخلاق کی ہر بندش کو توڑ کر بے حساب بانٹیں اور برطانوی عہد کے اس روایتی قلاش طبقہ کو راتوں رات متمول کر دیا۔ وہیں انہوں نے اپنے ہم مسلک مخدوموں۔ سیدوں۔ وڈیروں کے مفادات کو تحفظ دیا اور کوئی ایسی زرعی اصلاحات نافذ نہیں ہونے دیں۔ جس سے ان کی جاگیریں ہاریوں کی ملکیت بن سکیں۔ دوسری طرف اس استحصالی باثر اقلیت نے مقامی لوگوں کو ورغلایا کہ ان کے حقوق غصب کرنے والا ہندوستان سے آیا ہوا مہاجر اور پنجابی آبادکار ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مہاجروں کی اکثریت جس کا اس اقلیتی مذہبی فرقہ سے تعلق نہ تھا۔ اسی طرح محروم رہا جس طرح مقامی۔ ہندو

سندھی معاشرہ کو خادم، مخدوم، پیر، مرید، وڈیرہ، ہاری کے واضح طبقات میں بانٹ کر استحصالی سماجی نظام رواج دیا گیا!

اور مسلمان اس طرح انتہائی عیاری سے کام لیتے ہوئے عوام کا غیض و غضب کا رخ اس استحصالی طبقہ نے اپنی طرف سے موڑ کر برملا مہاجروں کی طرف کر دیا۔ سندھی نوجوانوں کو سبز باغ دکھا کر آبادکاروں اور مہاجروں کا جانی دشمن بنا دیا اور خود ان کے ہی خواہ اور ہمدرد بن بیٹھے۔ سندھی طلباء اور نوجوانوں کی اکثریت جی۔ ایم سید اور اس کے مقلدین کے دام فریب میں آگئی۔ اور وہ بھی نادانستہ طور پر وڈیروں سے اپنے حقوق کی بازیابی کی بجائے الٹا ان سے مل کر سندھو دیش کے گیت گانے لگے۔ جبکہ باقی سندھی مسلمان طلبا اور نوجوانوں کو اس کا ادراک نہیں کہ پاکستان سے الگ ہوکر سندھو دیش بھارت کی چھتری کے سائے میں قائم ہوگا جہاں ہندو اور قرامطی جاگیردار مل کر آئندہ بھی ان کا استحصال اسی شدومد سے کرتے رہیں گے۔ کاش وہ سمجھ سکیں کہ ہندو

سامراج نے یہی حکمت عملی اپنا کر مقامی غداروں اور قوم دشمن عناصر کو ملک توڑنے اور بنگلہ دیش بنانے میں ان کی حمایت اور عملی مدد کی جس کا پچھتاوا انہیں اب بھی ہو جائے تو بہت بڑی بات ہوگی۔

سندھ کے شہروں اور دیہات میں پنجابی آبادکاروں اور مہاجروں کی بڑی آبادی موجود ہے جو اپنی حب الوطنی کے باعث علیحدگی پسندوں کے عزائم کی راہ میں دیوار بن کر کھڑی ہے۔ گذشتہ سات سال سے جی ایم سید اور ان کے پیروکار ہر طریقے سے اس سنگ گراں کو اپنے راستے سے ہٹانے میں سرگرداں ہیں۔ جو اسلام آباد کی بجائے دہلی کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔ واضح ہو کہ بھارت سندھ کے ہندوؤں اور مقامی جاگیرداروں کی مدد سے اسے حقیقت میں تبدیل کرنے کے لئے اپنے تمام وسائل کو کام میں لا رہا ہے۔ لسانی اور علاقائی فسادات اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جو سندھ کا ہندو قرامطی شیعوں سے مل کر پٹھانوں۔ پنجابیوں اور مہاجر مسلمانوں کو گذشتہ برسوں میں باہم لڑاتا رہا ہے۔ ثبوت میں جی۔ ایم۔ سید کی طلباء تنظیم جئے سندھ اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے عکسی خفیہ پانچ نکاتی ہدایت نامہ مورخہ ۹ اگست کے اقتباسات ملاحظہ ہوں جس کا ترجمہ کراچی کے ہفت روزہ تکبیر میں شائع ہوا تھا۔

۱۔ "جیسا کہ آپ کو ہدایت دی گئی ہے کہ آپ اپنی جدوجہد کا نشانہ صرف پنجابی کو بنائیں۔ مہاجروں کو اپنے ساتھ ملا کر چلیں۔

۲۔ ہم اپنی پیاری دھرتی سندھڑی کے دشمنوں کو آپس میں لڑانے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ پنجابی سامراج اور مکڑوں (مہاجروں) کی آپس میں نہیں بنتی۔ پٹھان اور بہاری آپس میں لڑ رہے ہیں۔ اب ایسا لگتا ہے کہ یہ سندھ کے دشمن ایک نہیں ہوسکتے۔

۳۔ ہمیں اس پر مطمئن نہیں ہونا چاہیئے۔ جب تک سندھ کے دشمن مہاجر پٹھان اور بہاری کو نہ نکال لیں۔ جب تک یہ سانپ نہ مریں اس وقت تک سندھ آزاد نہیں ہوگا۔

۴۔ تعلیمی اداروں سے غیر سندھیوں کو نکالنے سے متعلق ہے۔

۵۔ جیسا کہ اُوپر ذکر کیا گیا ہے کہ مہاجر اپنے بھائی اور باقی سب دشمن لیکن آپ کو یاد رکھنا ہوگا کہ جیسا دشمن ناگ ایسا ہی دشمن سنڈی "مہاجر" ان سنڈیوں نے سندھ کی تجارت، صنعت اور ملازمتوں تک جتنا سندھ کا استحصال کیا ہے اتنا شیش ناگ سانپوں جیسے دشمن نے بھی نہیں۔ ان سنڈیوں "مہاجر" کو مارنے کے لئے بھی جدوجہد کرنی ہے لیکن وقت سے پہلے نہیں کیونکہ یہ سنڈیاں شہروں میں رہتی ہیں۔" ابھی ہم کو ان کی ضرورت ہے۔ ان دشمنوں "پنجابی اور پٹھان" کو ان سنڈیاں "مہاجروں" ہی کے ذریعہ مارنا ہے۔ کیونکہ یہ قوتی کا زمانہ نہیں کام ایسا کرنا ہے جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی بچ جائے۔ اسی حکمت پر عمل کر کے سندھ کا یہ علیحدگی پسند طبقہ غیر سندھیوں کو باہم لڑاتا رہا۔ اور یہ شیطانی کھیل برسہا برس ان کے حسب منشاء چلتا رہا اور اس عیار دشمن کی چالوں میں آکر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا گلا کاٹتا رہا۔ اس خونیں ڈرامے میں انتظامیہ کے مقامی اہلکار بھی حصہ لیتے ہوئے پائے گئے۔ ہمسایہ ملک کے تخریب کار جو غیر قانونی طور پر ہزاروں کی تعداد میں کراچی دندناتے پھرتے رہے۔ علیحدگی پسندوں کے دست بازو بنے ہوئے تھے۔ اخباری خبروں کے مطابق بارہا ایرانی تخریب کار پکڑے بھی گئے۔ لیکن منافرتی کوششوں اور ساز سے ہمیشہ گلو خلاصی حاصل کرتے رہے۔ مقامی با اثر ہم عقیدہ حلقوں کی طرف سے ان کو ہمیشہ تحفظ حاصل رہا۔ ضیاء الحق شہید کے دور کے آخری سالوں میں تحریک کے اس ٹولے میں الذوالفقار تنظیم کے دہشت گرد بھی شامل ہو گئے۔ جس سے غیر سندھیوں کے خلاف تخریب کاری اور قتل و غارت میں اضافہ ہوا۔ ان کے تخریب کاروں نے بینکوں کو لوٹنے، صاحب ثروت افراد کو اغوا کرنے اور بڑی بڑی رقموں کے عوض رہا کرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ کیا مقصد سب کا ایک تھا کہ غیر سندھی آبادی دہشت زدہ ہو کر نقل مکانی پر مجبور ہو جائے۔ دیہی اور شہری علاقوں سے ایسے افراد نے نقل مکانی اختیار کی جن کا ملک کے دوسرے شہروں سے تعلق رہا تھا لیکن غیر سندھیوں کی اکثریت جو بھارت سے نقل مکانی کر کے یہاں آئی تھی۔ وہ بحالت مجبوری اور بہر صورت حالات کا مقابلہ کرنے کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہ پا کر وہیں رہنے پر مجبور ہوئی۔ دشمنوں کی اس گھناؤنی منصوبہ بندی کا پہلا شکار سندھ کا مہاجر بنا۔ جس نے جی۔ ایم۔ سید اور ان کے مقلدین کے سراب سندھی مہاجر بھائی بھائی میں پھنس کر انجانے میں ہی علیحدگی پسندوں کا کھیل کھیلا اور پٹھان اور پنجابی بھائیوں کے خلاف محاذ آرائی شروع کر دی۔ مہاجروں کو بانجھ قومیت کا احساس دلا کر انہیں پوری قوم سے علیحدہ کرنے والے بھی دراصل مہاجر شیعہ مفکر اور دانشور تھے جو نہیں چاہتے تھے کہ پٹھان۔ پنجابی اور مہاجر مسلمان متحد ہو کر ان کے لئے وبال جان بن جائیں۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ گذشتہ عام انتخابات کے موقع پر

> **برطانوی عہد میں بھی یہی**
> **جاگیردار طبقہ مسلم رعایا کے**
> **جان و مال۔ عزت و آبرو**
> **سے کھیلتا رہا !**

ایم۔ کیو۔ ایم کی قیادت کو ان کی اس گہری سازش کا پتہ چل گیا۔ اور انہوں نے اس گروہ کے افراد کو الگ کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اپنی اسکیم کی ناکامی کے بعد شیعہ طبقہ جو پہلے ایم۔ کیو۔ ایم کے ساتھ تھا۔ اپنے مقصد کے حصول کے لئے من حیث القوم پیپلز پارٹی میں شامل ہو گیا۔ (حال ہی سندھ سے جو سینیٹر منتخب ہوا۔ وہ شیعہ وزیر امیر حیدر کاظمی کا بھانجا اور دہشت گرد ہے۔ جس نے جنرل ضیاء الحق کو قتل کرنے کی کوشش کی۔) جس کی قیادت ان کے ہم عقیدہ افراد کے ہاتھ میں ہے کہ الطاف حسین نے بے نظیر کی چکنی چپڑی باتوں میں اور حسن وصل میں آکر پیپلز پارٹی سے اشتراک کا عمل کیا۔ لیکن اقتدار میں آجانے کے بعد محترمہ نے (جیسا کہ پیپلز پارٹی کا شروع دن سے روایات رہی۔) [illegible] مہاجروں کو ٹھکرا دیا اور الطاف حسین سے مطلب نکل جانے کے بعد آنکھیں پھیر لیں۔

سندھ کے حالات اتنے کشیدہ ہو گئے کہ لوگ خانہ جنگی کا خطرہ محسوس کرنے لگے۔ باوثوق ذرائع کے مطابق ایم۔ آئی۔ سی کی معتبر شخصیات نے میاں نواز شریف کی تحریک پر صدر غلام اسحٰق خان سے ملاقات کی۔ اور انہیں معاملے کی سنگینی سے آگاہ کیا۔ چنانچہ صدر اور مرزا اسلم بیگ کی مداخلت اور رائے عامہ کے دباؤ میں آکر پیپلز پارٹی کو مجبوراً اس خونیں ڈرامہ کو بند کر کے الطاف حسین سے مذاکرات پر آمادہ ہونا پڑا۔ چشم فلک نے انہیں دنوں یہ سفاکانہ منظر بھی دیکھا کہ حیدرآباد میں ہزاروں خواتین جن کے ہاتھوں میں قرآن مقدس اور شہید ضیاء الحق کی تصاویر تھیں اور بھوک سے تنگ آکر کئی دنوں کے بعد گھر سے نکلیں تو انہیں گولیوں سے بھون کر رکھ دیا۔ اس وقت صوبہ سندھ کی انتظامیہ شیعہ گورنر۔ شیعہ وزیر اعلیٰ۔ شیعہ آئی جی شیعہ ڈی۔ آئی۔ جی پر مشتمل ہے۔ اور تخریب کار جن میں گلگت اور بلتستانی شیعہ مقامی ہندو۔ بھارتی جاسوسی ادارہ "را" کے ایجنٹ مقامی شیعہ عسکری تنظیمیں۔ مختار فورس۔ امل ملیشیا۔ امامیہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن اور مہاجر شیعہ دانشور پیش پیش رہے۔ غرضیکہ سندھ میں پیپلز پارٹی علیحدگی پسندوں کا کھیل کھیل رہی ہے۔ اس لئے کہ اسے اقتدار میں رہنے کے لئے اسمبلیوں میں ان کی حمایت درکار ہے۔ پیپلز پارٹی کی قیادت اقتدار میں رہنے کے لئے قومی و ملکی مفادات کو بھارت اور امریکہ کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھانے میں کوئی محسوس نہیں کرے گی۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ پیپلز پارٹی اقتدار سے پہلے مرحوم بھٹو کو پھانسی کا ذمہ دار امریکہ کو گردانتی رہی۔ امریکہ کے پرچم پاؤں تلے روندے جاتے رہے۔ نعرے لگتے رہے۔ امریکہ کا جو یار ہے غدار ہے غدار ہے۔ مگر اب امریکہ کو جمہوریت کا صدر مرکز قرار دیا جا رہا ہے۔ اقتدار میں آنے سے پہلے پی۔ پی کے معمولی کارکن کو چھینک بھی آتی تو امریکہ پر الزام لگا کہ اس کی سازش ہے۔ اب امریکہ کو خوش کرنے کے لئے عالمی بینک کا راز قبول کر کے بجلی، تیل، گیس کی قیمتیں بڑھا دیں۔ [illegible] کی مرضی سے منگوا رہے ہیں

ملازموں کی چھانٹی ہوتی رہی۔ رلیبے کے کرایہ کو بڑھایا گیا۔ افغانستان اور کشمیر کا مسئلہ جو ہمارے لئے موت زندگی کی حیثیت رکھتا ہے۔ مجرمانہ غفلت اور بے اعتنائی برتی جاتی رہی۔ پی پی کی حکومت سندھ میں علیحدگی پسندوں کے کاشانوں پر چلنے کو مجبور رہی۔ کیونکہ نہ وہ بھارت کو اور نہ ہی بھارت نواز۔ جی ایم سید اور اس کی تحریک کو ناخوش کرنے کا خطرہ مول لے سکتی تھی۔

سابق وزیراعظم کے والد نے اُدھر تم اِدھر ہم کا نعرہ لگا کر اکثریتی پارٹی عوامی لیگ کو اقتدار نہ دے کر وطن عزیز کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

اور پی پی والے اس عظیم سانحہ پر ذرہ بھر پشیمان نہیں۔ حالانکہ قومیں تاریخ سے عبرت پکڑتی ہیں۔

گزشتہ ڈیڑھ سال سے ملک و قوم پر شیعہ حکومت کی شکل میں جو عذاب مسلط رہا۔ اس سے مستقل نجات پانے کا واحد راستہ یہ ہے کہ ہم سب علاقائی، نسلی اور مذہبی فروعی اختلافات کو چھوڑ کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ کر یک جان دو قلب ہو جائیں۔ افسوس صد افسوس یہ طرفہ تماشہ نہیں تو اور کیا ہے کہ شیعہ جو ماضی میں بہتر سے زائد فرقوں میں بٹے ہوئے تھے۔ ایران میں خمینی انقلاب کے بعد اپنے تمام تر اختلافات بھلا کر باہم شیر و شکر ہو گئے۔ شیعہ لوگوں کے لئے خمینی مرحوم کا فرمان حکم خداوندی رکھتا تھا۔ خمینی کے حکم پر ہی ان کے پیروکاروں نے حج کے موقع پر بیت اللہ شریف میں کئی دفعہ ہنگامہ کیا۔ جنت البقیع سے حضرت فاطمۃ الزہرہ کا جسد مبارک نکال کر قم لے جانے کی کوشش کی (یہ منصوبہ عاشق رسول ضیاء شہید کی وجہ سے ناکام ہوا) مگر ہم مسلمان جو امت واحدہ ہیں نے خود مختلف ٹکڑوں میں بٹ کر قرآن میں بیان کردہ عذاب الہی کو اپنے اوپر مسلط کر لیا۔ باہمی نفاق و نفرت نے ہمیں کمزور کر دیا اور ہم ۹۸ فیصد اکثریت میں ہونے کے باوجود ۲ فیصد اقلیت کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہیں۔

لٹریچر مفت حاصل کریں

دینی معلومات اور روحانی وظائف پر مبنی لٹریچر ۲ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مفت حاصل کریں
مکتبہ مجددیہ پی ۹۸۹ نزد صدر چوک منصور آباد فیصل آباد

شیعہ کو ووٹ دینا خودکشی ہے!

ابوسلمیٰ سلفی

اسلام میں ووٹ ایک مقدس امانت ہے جس کا غلط استعمال بددیانتی ہے۔ ووٹ ایک گواہی ہے جس میں غداری اور قرابت داری کا لحاظ جرم ہے۔ ووٹ ایک وکالت ہے۔ اور وکالت بھی امت مسلمہ کے حقوق و فرائض کی۔

اب شیعہ مذہب کے چند عقائد حسب ذیل ہیں۔

۱۔ امامت کا درجہ نبوت سے بالاتر ہے۔

(حیات القلوب جلد سوم صفحہ ۱۰)

۲۔ اصل قرآن میں ستر ہزار آیتیں ہیں۔

(اصول کافی صفحہ ۶۷۱)

۳۔ آنحضرتؐ اور تمام انبیاء علیہ السلام انسانوں کی اصلاح و تربیت اور انصاف کے نفاذ میں ناکام رہے

(خمینی اتحاد و یکجہتی صفحہ ۱۵ ایران)

۴۔ امام مہدی حضرت عائشہؓ کو زندہ کر کے کوڑے لگائیں گے۔ (حق الیقین ۳۴۷)

۵۔ امام مہدی ابوبکرؓ و عمرؓ کو قبروں سے نکال کر سولی پر لٹکائیں گے۔ (حق الیقین ۳۴۷ حیات رجعت)

ان مذکورہ عقائد کی بناء پر علماء اسلام اور مشائخ عظام کے متفقہ فیصلہ و فتویٰ کے مطابق شیعہ کافر ہی نہیں بلکہ دشمن اسلام ہیں۔ شیعہ با اثر طبقہ ملک کی ہر سیاسی پارٹی میں سکیم کے تحت شامل ہوتے ہیں۔ تاکہ جو پارٹی بھی برسر اقتدار آ جائے۔ حکومت کے اہم عہدے پر پہنچ کر شیعیت کی تبلیغ میں توسیع کی جائے اور خلفاء راشدین کے نظام کی مخالفت کر سکیں اور اپنے کارکنوں کو پبلک ڈیلنگ محکموں میں ملازمت دلاتے ہیں تاکہ سنی عوام ان کے زیر اثر رہیں۔

شیعوں کا تعاون حلیف ہونا سب سے واضح ہے۔ لیکن ان کی جماعت تحریک نفاذ فقہ جعفریہ نے انتخاب میں اس لئے حصہ لیا تاکہ دوسری جماعتوں کے شیعہ امیدواروں کو معتدل مزاج ثابت کیا جائے حقیقت میں یہ لوگ پہلے شیعہ ہیں پھر پاکستانی۔ آغا مرتضیٰ پویا شیعوں کے تحفظ کے لئے اسلامی جمہوری اتحاد میں شامل ہوا۔ بیگم عابدہ نے ابتدا میں بے نظیر کو اقتدار کا ووٹ دے کر منتخب کیا۔ سیاسی دور اندیشی سے کام لے کر جمہوری اتحاد سے تعاون کرنا شروع کر دیا۔ اطلاعات و نشریات کا محکمہ ملک میں ریڑھ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اب اس کی وفاقی وزیر نامزد ہو گئی ہیں۔ شیعہ امیدوار کو علاقائی و صوبائی یا قومی اسمبلی کا ووٹ دینا ناجائز ہے خواہ وہ کسی سیاسی پارٹی یا اسلامی جمہوری اتحاد کا ٹکٹ لے کر کھڑا ہو کیونکہ وہ گروہ تمہارے ہی ووٹ سے چیئرمین۔ مشیر، وزیر یا وزیراعظم کے لئے منتخب ہو جائے۔ خوف یا طمع سے شیعہ کو ووٹ دینا خودکشی ہے۔ خودکشی اسلام میں حرام ہے۔ تعلیم یافتہ طبقہ جو علماء کے اس متفقہ فیصلہ سے آگاہ ہو جائے اس پر اسلامی فریضہ عائد ہوتا ہے کہ جہاں شیعہ امیدوار کھڑا ہو اس کے حلقہ انتخاب میں گلی گلی قریہ قریہ سنی عوام کو تحریری و تقریری طور پر آگاہ کرے کہ شیعوں کو ووٹ دینا اسلام کائنات اور ام المومنین صدیقہ کائنات سے غداری کا ثبوت ہے۔ ورنہ پاکستان میں وہ موسم آ جائے تو سرکاری سطح پر ٹی وی، ریڈیو، اخبارات اور نجی سطح پر ہر محلہ شیعیت کی لپیٹ میں آ چکا ہے۔ روک تھام نہ کی گئی تو ۹۸ فیصد سنی ملک پر شیعہ آغا کے ذریعہ شیعہ حکومت قائم ہو جائے گی۔

بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث علماء کا اتحاد از حد ضروری ہے اگر شیعیت کی روک تھام کے لئے متفقہ لائحہ عمل اختیار نہ کیا گیا تو شیعیت کے خلاف کام کرنے والے علماء کو علامہ احسان الٰہی ظہیر اور مولانا حق نواز جھنگوی کی طرح دیگر علماء کو بھی شہید کر دیا جائے گا۔

جواب طلب امور کیلئے جوابی لفافہ ضرور ارسال فرمائیے
شکریہ (ادارہ)

Scanned with Cam

امیر شریعت سید عطاء اللہ بخاریؒ اور عظمت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

قاضی محمد اسرائیل گرنگی
مانسہرہ

امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ہر موضوع پر خطاب فرمایا۔ آپ سے فیض یاب ہونے والوں کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے۔ آپ کی تقاریر سے عظمت صحابہؓ پر ایک کرن پیش کرنا چاہتے ہیں چونکہ آج کل عموماً یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ جو شیعہ نہیں وہ سید نہیں۔ ہم دنیا کے عظیم خطیب اور مجاہد فخر السادات کے اقوال پیش کرتے ہوئے قارئین سے دعوتِ انصاف چاہیں گے ہمیں کامل یقین ہے کہ قارئین کرام ان باتوں کو ان سادات تک بھی پہنچائیں گے جو اس مرض میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے آمین۔

مقام عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت شاہ جی کی نظر میں

ایک دفعہ کسی شیعہ نے حضرت شاہ صاحب سے دریافت کیا کہ حضرت خدیجہؓ اور حضرت عائشہؓ میں کیا فرق ہے؟ فرمایا: خدیجہ کا نکاح محمد بن عبداللہ سے ہوا۔ اور عائشہؓ کی شادی محمد رسول اللہ سے ہوئی۔ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زوجہ بنیں یہ رسالت کی زوجہ بنیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا (یادگار بخاری صفحہ ۲۰۳) چونکہ سوال کرنے والا دشمن عائشہؓ تھا اس لئے یہ جواب دے کر اس کے ذہن میں بات بٹھائی ورنہ اہلسنت کے نزدیک تمام وابستگانِ رسولؐ آنکھوں کے نور اور دلوں کے سرور ہیں۔

نزاع معاویہؓ و علیؓ حضرت شاہ جیؒ کا قول فیصل

فرمایا: کہیے سنا کو نشانہ پکڑ کر بھی کہوں گا کہ حضرت علیؓ

حق پر تھے۔ بہر حال دونوں جلیل القدر صحابیؓ تھے اور اسی حیثیت سے ہمیں ان کے باہمی اختلافات کو دیکھنا چاہیے۔ دونوں کی نیت ٹھیک تھی۔ ہمارے لئے دونوں یکساں واجب الاحترام ہیں۔ یہی اہلسنت والجماعت کا مسلک ہے (یادگار بخاری صفحہ ۵۳)

سارے صحابہؓ رسولؐ کے مرید تھے مگر عمرؓ مرادِ رسولؐ تھے!

ایک بار حضرت شاہ جی سے پوچھا گیا کہ علیؓ اور عمرؓ میں کیا فرق ہے؟ آپ نے فوراً ارشاد فرمایا: بڑا فرق ہے علیؓ مرید تھے اور عمرؓ مرید نہیں۔ علیؓ کیا صدیقؓ کیا تمام صحابہ کرامؓ مرید تھے۔ مگر عمرؓ مرید نہ تھے۔

ایک آدمی نے مجمع میں دریافت کیا تو پھر کیا تھے؟ سناٹا چھا گیا۔ سب حیران تھے کہ شاہ صاحب کیا جواب دیں گے۔ حضرت شاہ صاحب نے فوراً جواب دیا۔ سارے مرید تھے مگر عمرؓ مراد تھے۔ باقی خود حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور عمرؓ کو اللہ سے مانگا گیا اور خود چل کر آئے اور عمرؓ کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کی گئی یہ مرید نہیں مراد ہیں۔

پھر فرمایا: میں شاعر کا ہمنوا ہو جاتا ہوں کہ انہی کو سب کچھ کہوں لیکن عمرؓ جیسے تو نہیں وہ خود منوتے ہیں۔ عمرؓ کو نکال دیجئے پھر اسلام کی تاریخ میں کیا رہ جاتا ہے۔ (یادگار بخاری صفحہ ۲۶۰)

سر عمرؓ اسلام را کرد آشکار
بیاراست گیتی چوں باغ و بہار

صحابہؓ کی عصمت حضرت شاہ جیؒ کی نظر میں

اہل تشیع صحابہؓ پر طرح طرح کے بے بنیاد الزامات لگاتے ہیں۔ شاہ جیؒ اپنی زندگی میں روافض کی ان بے سروپا الزام تراشیوں کی خوب قلعی کھولتے رہے۔ فرمایا کرتے تھے۔ صحابہؓ مشعل نبوت کے گواہ ہیں۔ ہمیں دین صحابہؓ کی وساطت سے پہنچا ہے۔ جو لوگ صحابہؓ کے ایمان پر بحث کرتے ہیں۔ وہ دراصل نبوت پر حملہ کرتے ہیں۔ بھلا سوچو تو سہی وہ پیغمبر جو تیئس برس تک صحابہؓ کے جھرمٹ میں رہا۔ یہاں تک کہ ان سے رشتے بھی کئے۔ بعضوں کو اپنی بیٹیاں بیاہ دیں۔ اور بعضوں کی بیٹیاں بیاہ لائے۔ سفر و حضر میں ساتھ رہے۔ جنگ و جدل میں دست و بازو بنے لیکن آپ کو ان کے ایمان کا پتہ نہ چلا۔ لطف یہ کہ وحی بھی آچکی ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ۔

اے نبی جہاد کر کافروں سے اور منافقوں سے اور سختی کر ان پر۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے۔

اب دوسرا پہلو لیجئے:

شاگردوں کی نااہلی بسا اوقات استاد کو بھی مورد الزام بنا دیتی ہے۔ ذرا اندازہ لگائیں تیئس برس تک صحابہؓ انوارِ نبوت سے مستفید ہوتے رہے۔ اور پھر (نعوذ باللہ) کہنے والے کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ کورے کے کورے ہی رہے۔ یہاں تو یہ عالم ہے کہ اگر ایک دن بھی کوئی نصیر الدین چراغ دہلویؒ (یکے از اولیائے دہلی) کی جوتیوں میں بیٹھ گیا تو اس کا رنگ ہی بدل گیا۔ کہاں نصیر الدین چراغ دہلویؒ (انوارِ نبوت سے بالواسطہ فیض یافتہ ایک امتی) اور کہاں فخر موجودات سید الانبیاء کا وجود گرامی۔

تیئس برس کی تعلیم و تربیت کے باوجود درس گاہِ نبوت سے کوئی بھی فیض یاب ہو کر نہ نکلا تو کیا (نعوذ باللہ) نبوت کی تعلیمات اتنی کمزور اور بے اثر تھیں کہ کسی

کلب کو بھی نہ مستور کر سکیں۔

دیکھو! تمہارے ان تصورات سے کہیں نبوت کے دامن پر دھبہ تو نہیں لگتا؟ کہنے والے کیا کہیں گے خدا جانے وہ استاد بھی کیسا تھا جو تیئس برس تک پڑھاتا رہا اور ثمرہ یہ نکلا۔

شاہ جیؒ نے مجمع عام میں اہل تشیع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اگر تم صحابہؓ کے متعلق یہ خیال کرتے ہو کہ (نعوذ باللہ) وہ پیغمبرؐ کی موجودگی میں اور تھے اور پیچھے کچھ اور تھے۔ تو پھر نبوت کا خاتمہ ہے۔ اور اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ نبیؐ کی زندگی میں تو سب ٹھیک ٹھاک تھے۔ حضورؐ کے وصال کے بعد بگڑ گئے۔ تو پھر علیؓ کی ولایت غضب ہے جو سب کچھ دیکھتے رہے اور خاموش رہے۔ بلکہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہونے تک ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے۔ اور امور خلافت میں ممد و معاون بنے رہے۔ حالانکہ یہی حضرت علیؓ تھے جب ان کے زمانے میں باہمی اختلافات نے نزاع کی صورت اختیار کی تو فوراً تلوار نیام سے نکال لی۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ صحابہؓ کا کریکٹر بالکل بے داغ تھا۔ چہ جائیکہ ان کے ایمان پر جرح و قدح کی جائے۔ بصورت دیگر نہ نبی کی نبوت بچتی ہے نہ علیؓ کی ولایت بچتی ہے۔ میرا علیؓ فاتح خیبر تھا جب دیکھا کہ سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے تو خاموش رہے جب کچھ خلل نظر آیا تو ہاشمی خون گرم ہوگیا۔ میرے جسم میں بھی ہاشمی خون دوڑ رہا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ میں برسوں سے برطانیہ جیسی جابر حکومت کے خلاف جوجھ رہا ہوں۔ صدیاں گزر جانے کے بعد میرے ہاشمی خون کا یہ عالم ہے تو حضرت علیؓ کے خون کا خود ہی اندازہ لگائیے۔ کیا آپ کا علیؓ کوئی ایسا ہو کہ جس کے گلے میں رسہ ڈال کر بیعت کیلئے گھسیٹا گیا۔ امیر المومنین حضرت علیؓ کے متعلق ایسا سمجھنا ان کی ولایت کی توہین ہے۔ ان کی شجاعت کی توہین ہے۔ کیا پڑھتے ہو ناسخ التواریخ (استواریخ نہ) التواریخ میں بڑا ادب کردوں گا۔ اگر تم پھر اسے کراچی کناروں کے سمندر کی تہہ میں پہنچا دوں۔ تو اپنے ایمان کی خیر چاہتے ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے متعلق تمام بدگمانیاں اپنے دل سے نکال دو۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۔ پ۲۶ رکوع

محمد رسول اللہ کا اور جو اس کے ساتھ ہیں۔ زور آور ہیں کافروں پر نرم دل ہیں آپس میں تو دیکھے ان کو رکوع میں اور سجدے میں۔ ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور خوشی۔ نشان ان کا ان کے منہ پر ہے سجدے کے اثر سے۔ یہ کہاوت ہے ان کی توریت میں اور کہاوت ان کی انجیل میں۔ جیسے کھیتی نے نکالا اپنا پٹھا۔ پھر اس کی کمر مضبوط کی۔ پھر موٹا ہوا پھر کھڑا ہوا اپنی نال پر۔ خوش لگتا کھیتی والوں کو۔ تا جلاوے ان سے جی کافروں کا۔ وعدہ دیا ہے اللہ نے ان سے جو یقین لائے ہیں اور کئے ہیں بھلے کام معافی کا اور بڑے نیگ کا۔ (ترجمہ شاہ عبدالقادر محدثؒ [illegible] ص ۵۲)

خاتونِ جنت اور حضرت شاہ جیؒ

ایک بار دریافت کیا گیا کہ خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراؓ اور ان کی دوسری بہنوں (حضرت رقیہؓ حضرت ام کلثومؓ اور حضرت زینبؓ) میں کیا فرق ہے۔ فرمایا بڑا فرق ہے۔ وہ نبوت سے پہلے کی صاحبزادیاں ہیں اور خاتون جنت نبوت کے بعد کی۔

(یادگار بخاری ص۲۶)

حضرت علیؓ کا ان ملنگوں سے کوئی واسطہ نہیں

موجودہ زمانے میں عشق و محبت کا دعویٰ کرنے والے مسلمان جس طرح بزرگان دین کی توہین کر رہے ہیں۔ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ میں نے جالندھر میں ایک جگہ دیکھا کہ ملنگ کا دور چل رہا ہے۔ علی علیؓ کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ اور جب پٹے کر کے ملنگ میرے ور گئے (میری سماعت کی) سو گئے منڈ ساتھ ہی میں لئے بھنگ رگڑ رہے ہیں۔ شاہ صاحبؒ نے یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے طنزیہ طور پر فرمایا ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے حضرت علیؓ بھنگ پیتے تھے؟

(یادگار بخاری ص۶۵)

شانِ حضرت صدیقہ کائنات اور حضرت شاہ جیؒ

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا! جانتے ہو کون عائشہؓ؟ وہ عائشہؓ جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیار سے حمیرا کہہ کر پکارتے تھے وہ عائشہؓ جس کے حجرہ مطہرہ میں حضورؐ اب بھی آرام فرما رہے ہیں۔ اور صبح قیامت تک جلوہ افروز رہیں گے وہ عائشہؓ قرآن نے کٹہرے میں کھڑے ہو کر جس کی صفائی پیش کی رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ (بخاری ص ۵۵)

طوفانوں سے ٹکراؤ

محمد ثناء اللہ ساجد شجاع آبادی

اُٹھو اے مسلمانو، ذرا جوش میں آؤ
غیرت کا تقاضا ہے ذرا ہوش میں آؤ
ایرانی دلالوں نے تمہیں پھر للکارا ہے
اب جذبۂ ایمانی کے جوہر دکھلاؤ
اصحابؓ کا ہر دشمن ہر حال میں کافر ہے
قائد کا مشن ہے یہ حق بات پہ کٹ جاؤ
فاروقیؒ کے دشمن کو اسمبلی میں نہ جانے دو
ہر کفر کا منہ توڑ دو، طوفانوں سے ٹکراؤ
سیاست میں نجاست ہے ناپاک مشن جن کا
ان نفسی بٹیروں کو اب خاک پہ تڑپاؤ
وقت آگیا ہے کہ یہ ظالم ایران کو بھاگیں گے
انگریز کے ٹوڈی کو اس موڑ پہ لے آؤ
"ہم خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے"
ان مادہ پرستوں سے ہرگز نہ گھبراؤ

ووٹ کی شرعی حیثیت

قاضی محمد طاہر الہاشمی ایم۔اے

ملک بھر میں قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کی تیاریاں مکمل ہوگئی ہیں۔ مختلف جماعتوں اور آزاد امیدواروں کی سیاسی سرگرمیاں زور شور سے جاری ہیں۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ووٹ کی اہمیت اور اسکی شرعی حیثیت واضح کی جائے۔

ماضی میں مفاد پرست لوگوں کی سیاست نے "الیکشن" اور "ووٹ" کے لفظوں کو اتنا بدنام کر دیا ہے کہ انتخاب کا نام سنتے ہی مکر و فریب، دغابازی، رشوت، جھوٹ، بددیانتی، بدمعاشی اور بدعہدی کا تصور سامنے آجاتا ہے۔ ان حالات کو دیکھ کر اکثر شریف اور دیانتدار لوگ اسے محض ایک رسمی ہنگامہ سمجھ کر کنارہ کشی اور گوشہ نشینی اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ تصور اور سوچ خواہ کتنی ہی نیک نیتی کے ساتھ پیدا ہوئی ہو بہرحال غلط اور دین و ملت کیلئے سخت مضر اور نقصان دہ ہے۔ جب تک راسخ العقیدہ اور مخلص مسلمان اس گندے ماحول کو تبدیل کرنے کیلئے آگے نہیں بڑھیں گے۔ اس گندگی میں اضافہ ہی ہوتا چلا جائیگا۔ لہٰذا میدان سیاست کو قادیانیوں، بہائیوں، رافضیوں، مفاد پرستوں، کذابوں، دغابازوں، بدمعاشوں، بددیانتوں، رشوت خوروں، مکار اور عیاروں کے ہاتھوں سے چھیننے کی کوشش کی جائے۔ اس موقع پر خاموش اور غیر جانبدار رہنا گویا اعدائے اسلام و پاکستان کو تقویت پہنچانے کے مترادف ہے۔

۱۔ امانت

از روئے شریعت ووٹ کی سب سے پہلی حیثیت ایک امانت کی سی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے "ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا" کہ امانتیں انکے اہل لوگوں کے سپرد کرو۔ ہم اگر معمولی رقم امانت رکھنا چاہیں تو اس کیلئے صالح، خدا ترس، قابل اعتماد اور امانتدار شخص کو تلاش کرتے ہیں۔ اسی طرح ہمیں ووٹ جیسی قومی امانت سپرد کرنے کیلئے بھی ایسے ہی افراد کی تلاش کرنی چاہیئے کیونکہ ذاتی نقصان کی بہ نسبت قومی نقصان زیادہ ناقابل برداشت ہے۔

۲۔ شہادت

ووٹ کی دوسری حیثیت شہادت کی ہے۔ ووٹ دینا یہ گواہی دینا ہے کہ یہ امیدوار اس بار امانت کو اُٹھانے کا اہل ہے اور اگر وہ اس کا اہل نہیں ہے تو یہ جھوٹی شہادت ہوگی۔ اور اس کا ذکر قرآن نے شرک کے ساتھ ذکر کیا ہے: "فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور" کہ بتوں کی گندگی اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو۔ قرآن نے اللہ کے نیک بندوں کی ایک یہ صفت بھی بیان کی ہے۔ "والذین لایشھدون الزور" کہ وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ اور حضور اکرمؐ نے جھوٹی گواہی کو شرک کے برابر قرار دیا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں جھوٹی شہادت کو "اکبر کبائر" فرمایا ہے۔ یہ وعید تو ووٹ کے اس غلط استعمال پر صادق آتی ہے۔ جو شخص ذاتی تعلقات کی بناء پر دیا گیا ہو اور پیسے لے کر کسی نااہل کو ووٹ دینے میں جھوٹی گواہی کے علاوہ رشوت کا عظیم گناہ بھی ہے۔ جس طرح جھوٹی گواہی دینا ناجائز اور حرام ہے اسی طرح سچی گواہی چھپانا بھی ناجائز اور حرام ہے۔ "ولا تکتموا الشھادۃ" اور سچی گواہی کو مت چھپاؤ۔

ووٹ بلاشبہ ایک شہادت ہے لہٰذا ووٹ کو محفوظ رکھنا دینداری کا تقاضا نہیں اس کا زیادہ سے زیادہ صحیح استعمال کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

۳۔ وکالت

ووٹ کی تیسری حیثیت وکالت کی ہے۔ ووٹ دیکر امیدوار کو اپنا وکیل بنایا جاتا ہے۔ کہ یہ دینی، قومی اور ملکی معاملات میں ہمارا وکیل ہے۔ دنیاوی معاملات میں فیس کی پرواہ کئے بغیر اچھے، قابل اور لائق شخص کو وکالت نامہ دیا جاتا ہے اور جب مقدمہ دین اور پوری ملت سے متعلق ہو تو اس میں کسی نالائق کو وکیل بنانا دین و ملت سے کھلی دشمنی ہے۔ لہٰذا ووٹ دیتے وقت یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیئے کہ جس کے حق میں ووٹ استعمال کیا جا رہا ہے وہ دین و ملت کی نمائندگی و ترجمانی کی صلاحیت بھی رکھتا ہے کہیں صُم" بکم" اور گونگا چھاپ تو نہیں؟

۴۔ سفارش

ووٹ کی چوتھی حیثیت ایک سفارش کی ہے۔ ایک امیدوار کے حق میں ووٹ دیکر یہ سفارش کی جاتی ہے کہ اسے نمائندہ منتخب کر لیا جائے۔ اگر یہ سفارش جائز اور نیک مقصد کی خاطر ہے تو اس کے اُمور حسنہ کے اجر میں رائے دہندہ بھی برابر کا شریک ہے اور اگر امیدوار کی نااہلی کے باوجود ووٹ دیکر ناجائز سفارش کی گئی تو اس کے غلط کاموں کا وبال ووٹر پر بھی پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے۔ "من یشفع شفاعۃ حسنۃ یکن لہ نصیب منھا ومن یشفع شفاعۃ سیئۃ یکن لہ کفل منھا" جو کوئی اچھی سفارش کرتا ہے تو اس میں سے حصہ پاتا ہے اور جو کوئی بری سفارش کرتا ہے تو اس میں اس کیلئے بھی بوجھ ہے۔

۵۔ مشورہ

ووٹ کی پانچویں حیثیت ایک مشورہ کی ہے۔ ووٹ کے ذریعے امیدوار اپنے بارے میں عوام سے یہ مشورہ لیتا ہے کہ جس منصب کیلئے وہ مشورہ طلب کر رہا ہے۔ وہ اس کا اہل ہے یا نہیں۔ نبی اکرمؐ کا ارشاد ہے "والمستشار مؤتمن" جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہے! لہٰذا حدیث نبویؐ کی رو سے جس آدمی سے مشورہ کیا جائے اس کا فرض ہے کہ وہ صحیح مشورہ دے۔ اب اگر وہ بڑے غور و فکر اور تحقیق کئے بغیر غلط اور نااہل امیدوار کو ووٹ دیا تو وہ خیانت کا مرتکب ہوگا۔ الیکشن کا یہی تو مطلب ہے کہ آپ سے اہل نمائندے کے بارے میں مشورہ کیا جا رہا ہے اگر ووٹر صحیح مشورہ نہیں دیتا تو یہ امانت میں خیانت ہے۔

مسلمانان پاکستان اگر انتخابات میں ووٹ کی شرعی حیثیت کو پیش نظر رکھیں تو ملک میں رائج گندی سیاست دنیا کے کارو بار کی بجائے

دین کا جز بن جائے گی۔ اور یہ سیاست مکر و فریب دغابازی، جھوٹ، رشوت، بد دیانتی، بدمعاشی اور بد عہدی سے پاک ہو جائے گی۔ ہمارے مروجہ نظام میں ایک ایک ووٹ قیمتی ہے۔ ایک ان پڑھ جاہل شخص کا ووٹ بھی ملک و ملت کے لئے فیصلہ کن ہو سکتا ہے۔ اس طرح بعض اوقات صرف ایک جاہل انسان کی معمولی سی غفلت، بھول چوک یا بد دیانتی پورے ملک کو تباہ کر سکتی ہے۔ لہٰذا ووٹ کی پرچی کو ہرگز دنیوی مسئلہ نہ سمجھا جائے۔ یقیناً آخرت میں ہر شخص کو اپنے دوسرے اعمال کے ساتھ اپنے اس عمل کا بھی جواب دینا ہے کہ اس نے اپنے حق امانت، شہادت، وکالت، مشاورت اور سفارش کا استعمال کس حد تک دیانتداری کے ساتھ کیا ہے۔ اس لئے ہر ووٹر کا شرعی، اخلاقی، قانونی، قومی اور ملی فریضہ ہے کہ وہ اپنے ووٹ کو اتنی ہی توجہ اور اہمیت کے ساتھ استعمال کرے جس کا وہ فی الواقعہ مستحق ہے۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں ان امیدواروں کو ووٹ دینا چاہیے جو خوف الٰہی کے ساتھ اس منصب کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت رکھتے ہوں، صاحب علم ہوں، صاحب بصیرت و فراست ہوں، ان کے دل عہدہ اور منصب کے لالچ سے خالی ہوں۔ وہ دینی غیرت و حمیت کا مجسمہ ہوں، انکے دل محبت اصحاب رسولؐ و ازواج رسولؐ سے سرشار ہوں، وہ اعدائے رسولؐ کے خلاف ہر وقت سر بکف ہوں اور انکے دل برادری کے تعصبات سے پاک ہوں۔

پاکستان کے تمام دینی و ملی درد رکھنے والوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ کے تمام مسلمان امیدواروں سے یہ عہد لیں کہ وہ منتخب ہو کر اسمبلی میں نفاذ شریعت کے لئے پیش ہونے والے بل کی تائید کریں گے۔

وہ اصحاب رسولؐ و ازواج رسولؐ کی توہین پر مشتمل دل آزار لٹریچر پر پابندی عائد کرانے کے ساتھ ساتھ انکے ملعون مصنفین، مؤلفین اور ناشرین کو عبرتناک سزا دلوانے کی جدوجہد کریں گے۔

اور وہ قائلین تحریف قرآن، گستاخان انبیاء و رسل اور قائلین تکفیر صحابہؓ و اہلبیت رسولؐ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینے کے لئے بھرپور کردار ادا کریں گے۔

آخر میں مسلمانان پاکستان سے پرزور استدعا ہے کہ وہ اپنا قیمتی ووٹ کسی مرزائی یا مرزائی نواز، کسی شیعہ یا شیعہ نواز کے حق میں استعمال نہ کریں۔

وما علینا الا البلاغ

حضرت صدیق اکبرؓ کا سفرِ آخرت

تحریر مولانا منیر احمد اختر (جہانیاں)

ابھی مسلمانانِ اسلام محسن کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر پریشان تھے کہ اس انجمن کا ایک اور چراغ بھی گل ہو گیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ بہت قلیل عرصہ میں بعد از وصال نبوی اس دنیا میں رہ کر مالک حقیقی کو جا ملے۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکرؓ لاغر اور کمزور ہوتے گئے۔ اس کی ایک وجہ تو امت کے بھٹکنے کا ڈر تھا کیونکہ حضورؐ کے وصال کے بعد ہزاروں فتنوں نے سر اٹھایا ہوا تھا اور ان کے کچلنے کے لئے حضرت صدیق اکبرؓ ہر وقت چوکس رہتے تھے۔ آپ کو یہ گوارا نہ تھا کہ اسلام کے صاف اور ستھرے پیرہن پر کسی قسم کا داغ لگ جائے یہ فکر صدیق کو ہر وقت دامن گیر رہتی تھی۔

ان تمام کے باوجود اصل حضرت ابوبکرؓ کی موت کا سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہی ہوا اس صدمہ سے آپ برابر ہر روز نحیف ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ سفر آخرت اختیار کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کی وفات کی خبر سنی تو بے حد روئے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے کاشانہ صدیق اکبرؓ پہنچ گئے اور فرمایا آج خلافت نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔

آپ کی بیماری کی نسبت کئی روایتیں ہیں۔

ایک تو یہ کہ کسی شخص نے آپ کی خدمت میں کچھ پکا ہوا گوشت بھیجا تھا۔ آپ نے حارث بن کلدہ کو بھی کھانے میں شریک کیا اس زہر کا اثر ایک سال بعد ظاہر ہوا اور دونوں صاحب ایک برس کے بعد ایک ہی روز فوت ہوئے اور دوسری روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اس طرح منقول ہے۔ کہ ۷ جمادی الثانی سوموار کے روز آپ نے غسل کیا اس روز چونکہ سردی زیادہ تھی آپ کو بخار ہو گیا ۱۵ پندرہ روز آپ نماز کے لئے بھی نہ نکل سکے۔ بالآخر منگل کی رات ۲۲ جمادی الثانی کو بعمر تریسٹھ ۶۳ سال انتقال فرما گئے۔ ایام خلافت ۲ برس ۳ مہینے ۱۰ دن خلافت راشدہ کے تھے۔ وفات سے قبل بیت المال سے جو وظیفہ لیا حکم دیا میری فلاں زمین فروخت کر کے بیت المال کا روپیہ واپس کر دینا۔ آپ کے پاس جو وفات کے بعد جو مال تھا اس میں ایک اونٹنی اور ایک حبشی غلام اور چادر تھی۔ فرمایا وفات کے بعد یہ چیزیں حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا دینا۔ حضرت عائشہؓ کو فرمایا کہ میری دو استعمال شدہ چادریں دھو کر انہیں میں مجھے کفن دے دینا اور وصیت فرمائی مجھے غسل میری زوجہ ہی دے۔

ایک روایت کے مطابق سنہ ۱۳ھ مغرب اور عشاء کے درمیان وفات پائی۔ آپ کی وفات کی خبر آن واحد میں تمام مدینہ میں پھیل گئی اور کہرام مچ گیا وصال نبوی کے دن کا نقشہ دوبارہ لوگوں کے سامنے آ گیا جنازہ حضرت عمرؓ نے پڑھایا اور روضہ رسولؐ میں ہی دفن کیا گیا۔

جھنگوی شہیدؒ کے مشن کو پھیلانے کا عزم

امیر عمر فاروقؓ لائبریری دریاخان کا قیام

دینی کتب اور رسائل کے علاوہ نقد عطیات دیکر اس کار خیر میں حصہ لیں

الحاج محمد اکرم فاروق ناظم امیر عمر فاروقؓ لائبریری دریاخان ضلع بھکر

نو مسلم شیعہ مجتہد سید ابوالحسن فیضی کے قتل کا منصوبہ

انہیں مار مار کر لہولہان کر دیا گیا

انیس احمد منصورہ آباد

گذشتہ ماہ نو مسلم شیعہ مجتہد حضرت مولانا سید ابوالحسن فیضی کو ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت قتل کرنے کی کوشش کی گئی۔ سید ابوالحسن فیضی پندرہ برس تک شیعہ مذہب کے بہت بڑے خطیب و مجتہد رہے۔ انہوں نے قم یونیورسٹی سے سند فراغت حاصل کی۔ خمینی کے براہ راست شیعہ راہنما خمینی سے تھے۔ چند سال پیشتر خداوند کریم نے انہیں ایمان کی روشنی سے منور کیا۔ تو انہوں نے شیعہ مذہب سے برأت کا اعلان کر کے اسلام قبول کیا۔ شاہ صاحب اگر اسلام قبول کر کے خاموشی کے ساتھ ایک کونے میں بیٹھ کر اللہ اللہ شروع کر دیتے تو ان کی جان کو کوئی خطرہ نہ تھا۔ لیکن انہوں نے اسلام کی حقانیت تسلیم کر لینے کے بعد بقیہ زندگی گوشہ تنہائی میں گذارنے کی بجائے شیعہ کے کفر کے خلاف جہاد کرنا اپنا فرض منصبی سمجھا۔ اسی مقصد کیلئے انہوں نے کئی کتابیں اور پمفلٹ شائع کئے۔ جن میں ان کی کتاب "نقاب کشائی" اہل علم میں بہت مقبول ہوئی۔ شاہ صاحب اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ میں شیعہ کے خلاف کتابوں کی شکل میں تحریری جہاد کر کے پیشتر زندگی کا کفارہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ اسی جرم کی پاداش میں ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت ظہر کے وقت شاہ صاحب کو گھر سے اغوا کیا گیا۔

شاہ صاحب نے ہمارے نمائندہ کو اپنے اغوا کی روئیداد بتاتے ہوئے کہا کہ قریبی گاؤں پنڈ بھٹیاں میں ہمارے مرید اصغر علی بھٹی رہتے ہیں۔ ان کے والد صاحب نے وفات سے قبل اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو میرا جنازہ سید ابوالحسن فیضی صاحب پڑھائیں۔ وہ بزرگ عید سے چند روز قبل وفات پا گئے۔ تو وصیت کے مطابق مجھے جنازہ پڑھانے کی اطلاع ملی۔ میں ظہر کے وقت وہاں جانے کیلئے تیار تھا۔ اسی اثنا میں بادامی رنگ کی بغیر نمبر پلیٹ کے کار میں سوار چار نوجوان آئے۔ ان میں سے ایک کا نام اصغر علی جو انکی آپس کی گفتگو سے مجھے معلوم ہوا۔ باقی نام میں نہیں جانتا۔ انہوں نے مجھے اسی شخص کی نماز جنازہ پڑھانے کے سلسلہ میں ساتھ چلنے کو کہا۔ میں بالکل تیار تھا۔ اس لئے انکے ساتھ گاڑی میں سوار ہو گیا۔ گاڑی چل پڑی کافی وقت گذرنے کے بعد بھی مذکورہ چک نہ آیا تو سب نوجوان ہنسنے لگے۔ میرے ساتھ فحش مذاق کرنے لگے۔ اور نعوذ باللہ اصحاب رسول کو ننگی گالیاں دینے لگے۔ تب مجھے اصل حقیقت کا علم ہوا۔ میں نے خداوند کریم کیطرف

دوبارہ شیعہ بن جاؤ، ہم تمہیں خمس کی تمام رقم ادا کرینگے۔ اسکے علاوہ تمھاری ہر خواہش پوری کی جائیگی

مکمل توجہ شروع کر دی۔ دل میں خداوند کریم سے دعا کرنے لگا۔ وہ لوگ مجھے چونیاں سے ہو کر ڈھلانے کے ساتھ جنگل میں لے گئے۔ جنگل کے درمیان جا کر انہوں نے گاڑی روک دی۔ ایک لڑکے نے میری ڈاڑھی پکڑ کر گھسیٹنا شروع کر دیا۔ دوسرے لڑکے نے کہا ٹھہرو پہلے اس سے پوچھ گچھ کر لیتے ہیں۔ "انہوں نے کہا تم دوبارہ شیعہ ہو جاؤ، ہم تمہیں خمس کی تمام رقم دینگے۔ اس کے علاوہ تمہارے ہر قسم معاشی مسائل کے بھی ہم ذمہ دار ہیں۔ میں نے برملا انکے سامنے برملا کہا مجھے جو لذت شیعہ مذہب ترک کر کے حاصل ہوئی میں اسے کھونا نہیں چاہتا۔ لہذا آپ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں میں دوبارہ شیعہ مذہب قبول نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد اصغر علی نے مجھے گھسیٹ کر ایک گڑھے میں ڈال دیا۔ لاٹھیوں سے مارنا شروع کر دیا۔ میرا سر پھٹ گیا۔ جسم لہولہان ہو گیا۔ میں نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب مجھے ہوش آیا۔ عجب منظر دیکھا میرے اردگرد ڈنگروں کا بہت بڑا ریوڑ تھا۔ تین جنگلی قسم کے آدمی میرے منہ میں پانی ڈال رہے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ہم اس جنگل میں اونٹ چراتے ہیں۔ ہمیں ایک چیخ کی آواز سنائی دی ہم اس طرف آئے تو وہ تین چار نوجوان ہمیں دوڑتا ہوا دیکھ کر کار میں سوار ہو کر بھاگ گئے۔ ہم نے ١٢ بور کا فائر بھی کیا۔ لیکن کار دور نکل چکی تھی۔ انہوں نے میرے زخموں سے خون صاف کیا۔ میرے سر پر کپڑا باندھ کر مجھے چونیاں تک پہنچا دیا۔ میں نے اپنے چک پہنچ کر ساری کاروائی انتظامیہ کے گوش گذار کی۔ تھانہ والوں نے پرچہ درج کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

سٹی مجسٹریٹ مظفر عباس اور ایس پی ننکانہ سردار محمد سے بھی بات ہوئی۔ انہوں نے ملزمان کے خلاف کاروائی کرنے کی یقین دہانی کروائی لیکن ابھی تک کوئی ملزم گرفتار نہیں ہو سکا۔ میں اس وقت جامع مسجد شیخاں والی ننکانہ میں بطور خطیب خدمات سرانجام دے رہا ہوں۔ میں اب بھی اسی مشن پر کاربند ہوں۔ جس کے تحت میں نے شیعہ مذہب سے برأت کا اعلان کیا تھا۔ مجھے اب بھی دھمکیاں مل رہی ہیں۔ لیکن حق بات کہنے کی پاداش میں تکالیف میری راہ نہیں روک سکتیں خداوند کریم مجھے استقامت عطا فرمائے۔

ہزاروں منزلیں ہوں گی ہزاروں کارواں ہوں گے
نگاہیں ہم کو ڈھونڈیں گی نہ جانے ہم کہاں ہوں گے

(حق نواز جھنگوی شہید)

فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا محمد مکی مدظلہ — استاذ مسجد الحرام مکہ مکرمہ

۲۰ سال سے کعبہ کے سائے تلے قرآن و سنت کے موتی بکھیرنے والے منفرد اور بے مثال پاکستانی خطیب سے ملاقات

(قسط نمبر ۲)

حج کے موقع پر پاکستانی حکومت کی شرمناک کارکردگی سے پہلے ایک ملاقات کا ذکر کریں گے۔

حرم کعبہ میں قیام کے دوران راقم کی ملاقات محدث اعظم حضرت مولانا خیر محمد بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے نامور فرزند محمد خیر محمد حجازی المعروف مولانا محمد مکی سے ہوئی حضرت مولانا خیر محمد بہاولپوری پاکستان کے عظیم المرتبت عالم شیخ الحدیث اور نواب آف بہاولپور کے روبرو حق و صداقت کے علم بلند کرنے والے عبقری صفت مجاہد تھے۔ آپ شاہ فیصل کے خصوصی حکم پر حرم کعبہ میں ایک عرصہ تک قرآن و حدیث کا درس دیتے رہے

۱۹۸۰ء کے بعد جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ کے فرزند حضرت مولانا محمد مکی نے حرم کعبہ میں درس قرآن کا آغاز کیا، عرصہ بیس سال سے شیخ مکی بعد مغرب اردو اور بعد فجر عربی میں درس دے رہے ہیں۔

حضرت مکی کے درس میں دنیا بھر کے ہر طبقے کا مسلمان نہایت شوق اور دلچسپی سے حاضری دیتا ہے۔ حرم کے مین سامنے جب یہ پاکستانی عالم خطابت کی گرہیں کھولتا ہے اور قرآنی آیات کے بحر بے کراں میں غواصی کر کے جب یہ شخص طلاقت لسانی ہوتا ہے تو سامعین کے قلوب پر سحر کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

نصف صدی میں کسی پاکستانی عالم کو حرم میں بطور خطیب ایسی عظمت نصیب نہیں ہوئی جو شیخ مکی کے حصے میں آئی ہے،

یہاں ایک طرف کفر و شرک کی دبیز تہوں کے نیچے چھپی ہوئی کثافت دور ہوتی ہے تو دوسری طرف حکمت و معرفت کی شمعیں فروزاں ہو جاتی ہیں۔

فریضۂ حج سے فراغت کے بعد ہم بھی ان کے حلقہ درس میں شریک ہوئے، اسی وقت آپ مسائل حج پر مختلف سوالوں کا جواب دے رہے تھے،

اگلے روز ان کی قیام گاہ پر حاضری ہوئی، کسی موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی۔ دوران گفتگو اور کھلے دماغ کے حامل شیخ نے پاکستانی سیاست پر وارد ہونے والے لادینی خطرات اور الحاد کی بھڑکتی ہوئی آگ پر گہرے افسوس کا اظہار کیا،

مولانا محمد مکی تحصیل حمزہ تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان کے زمیندار ہیں۔ آپ بلوچ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

ٹھیٹھ سرائیکی مزاج عالم ہونے کے باوجود عربی، فارسی اور اردو میں آپ فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔

حضرت مولانا محمد مکی نے ملاقات میں جب جذبات کا اظہار کیا تو کہا کہ آپ نے سعودی عرب میں شاہ فہد کی اسلامی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

اس وقت حرمین شریفین کی ترقی اور دینی خدمات کے سلسلے میں خادم الحرمین ملک فہد کی خدمات تاریخ ساز ہیں۔

شیخ مکی نے کہا۔

۱۔ قرآن کی اشاعت کیلئے مجمع الفہد کے بے مثال ادارہ کے قیام کے ذریعے ہر ماہ ایک لاکھ سے زائد قرآن شائع کر کے دنیا بھر میں پھیلائے جا رہے ہیں۔

۲۔ شیخ الہند محمود الحسن کا اردو ترجمہ پانچ لاکھ کی تعداد میں شائع کر کے دنیا بھر کی ایشیائی اقوام ایک پھیلایا گیا۔

۳۔ توسیع حرمین شریفین کیلئے ۲۲ ارب ڈالر خرچ کئے گئے۔

۴۔ توحید و سنت کے فروغ کیلئے کروڑوں ریال سالانہ خرچ کئے جا رہے ہیں۔

۵۔ ہر سال رمضان المبارک سے محرم تک بیس لاکھ انسانوں کے قیام و طعام کے انتظامات بے مثال کارنامہ ہے۔

حضرت شیخ مکی کے علاوہ حرم کعبہ کے نائب خطیب شیخ طلال اور فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالحفیظ مکی اور الشیخ سعید احمد سے دن رات ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ ان حضرات کی محبت اور خصوصی شغف کے باعث دل سے ہر وقت دعائیں نکلتی رہیں، مولانا عبدالحفیظ مولانا حق نواز شہیدؒ کے مشن سے گہری وابستگی رکھتے ہیں۔ مولانا عبدالحفیظ اور شیخ سعید احمد کی خصوصی توجہ سے حجاز سب سے قدیم روزنامہ "الندوہ" کے دفاتر کا معائنہ ہوا، مکہ کے اس کثیر الاشاعت اخبار میں راقم کا انٹرویو اور انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کا مکمل تعارف شائع ہوا۔

الندوہ کے اس انٹرویو حج کے بعد دوسرے جمعہ شام کو سعودی ٹیلی ویژن نے نشر کیا۔

ابوریحان فاروقی

بقیہ: انقلابی تحریک

ملا۔ ان حالات میں انجمن سپاہ صحابہؓ کے مشن کی تکمیل کے لئے ایک بہت بڑا خلاء پُر کرنے کی بظاہر کوئی سبیل نظر نہیں آتی تھی۔ لیکن خداوند کریم کے فضل اور اس کی خاص عنایت سے مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی کی قیادت میں اس خلاء کو پُر کرنے کی امید نظر آنے لگی۔

مولانا فاروقی کی محنت کاوش اور لگن کی وجہ سے امید کی جانے لگی۔ کہ خداوند کریم اس خلاء کو پُر فرمادیں گے جس کی نمایاں مثالیں ٭ ماہنامہ خلافت راشدہ کا اجراء ٭ مختلف اقسام کے لٹریچر کی اشاعت ٭ ضرب حق سنی ہفتہ سے لیکر اعلیٰ افسران تک انجمن کے موقف کی تقریری، تحریری اشاعت ٭ سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں کے ساتھ انتہائی خوش اسلوبی اور خندہ پیشانی سے پیش آنا ٭ جماعتی مشن اور کاز کو جرأت کے ساتھ بیان کرنا۔ لیکن اس کے باوجود شہید ناموس صحابہؓ مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ تو اپنی مثال آپ ہی تھے۔

اب تمام جماعتی کارکنوں سے گذارش ہے کہ اپنے مشن میں اخلاص اور لگن پیدا کریں اور قائدین مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی، مولانا ایثار القاسمی، مولانا ضیاء القاسمی کی قیادت پر مکمل اعتماد کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔

شیعہ جارحیت کے شکار انجمن سپاہ صحابہؓ کے نوجوان

شہید ناموسِ صحابہؓ محمد صدیق بٹ شہید رحمۃ اللہ علیہ

ان سے قبل سپاہ صحابہؓ کے کارکن محمد اشفاق کو بھی انتہائی بے دردی کیساتھ شہید کیا گیا

محمد اختر فاروق

سپاہ صحابہؓ کے محمد اشفاق اور محمد صدیق کو انتہائی بے دردی کیساتھ شہید کر دیا گیا؟

۱۱ اگست کی صبح سپاہ صحابہؓ کے نوجوان کی شہادت کا پیغام بن کر طلوع ہوئی۔ احمد پور سیال ضلع جھنگ کا ایسا علاقہ ہے۔ جہاں پر ہزاروں ایکڑ اراضی کے مالک شیعہ جاگیر سالہا سال سے غریب سُنی ... عوام سُنی ... مزارعین اور مزدوروں پر ظلم و ستم، جبر و تشدد کا بازار گرم کئے ہوئے تھے۔ ان جاگیرداروں کے نوخیز لاڈلے غریب مزارعین کی عزت مآب معصوم بچیوں کی عزت آبرو پر حملہ کرنا اپنا حق سمجھتے تھے جس نوجوان نے بھی جاگیرداروں کی غنڈہ گردی کے خلاف آواز اٹھانے کی کوشش کی موت اس کا مقدر بنا دی گئی۔ ان جاگیرداروں کے خلاف غریب سُنی تھانے میں رپورٹ تک لکھوانے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔

میں جان دے سکتا ہوں لیکن اصحابِ رسولؐ کی توہین نہیں کر سکتا۔ محمد صدیق شہید

حتیٰ کہ اس علاقے کی بد قسمتی کی انتہا تھی کہ ہر سال محرم کے دوران امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کا پتلا جلایا جاتا اور اصحابِ رسولؐ پر تبرا بازی کی جاتی (نعوذ باللہ) غریب سُنی خون کے آنسو روتے لیکن شیعہ جاگیرداروں کی اس انتہائی ذلیل اور قبیح حرکات کے خلاف حرف تک زبان پر نہیں لا سکتے تھے پھر جھنگ کی سرزمین سے حق نواز جھنگوی کے نام سے ایک مردِ قلندر اٹھا اس نے غریب سُنیوں کی زبانوں پر لگے ہوئے قفل توڑے۔ انہیں اپنے حقوق کا احساس دلایا۔ ان کے ہاتھ میں سپاہ صحابہؓ کا پرچم دے کر ظالم شیعہ جاگیرداروں کے مقابلہ میں لا کھڑا کیا۔ غریب سُنی عوام انجمن سپاہ صحابہؓ کے پرچم تلے شیعہ جاگیرداروں کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرنے لگے اور اعلان کر دیا۔ جو شخص اصحابِ رسولؐ کے خلاف کسی قسم کی بکواس کرے گا۔ سزا سے نہیں بچ سکے گا سُنی عوام میں بیداری کی لہر سے شیعہ جاگیردار بوکھلا گیا اور اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آیا۔ ... اس نے ... کرائے کے ... بدمعاشوں کے ذریعے سُنیوں پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی سُنیوں کی دکانوں اور مکانوں کو نذرِ آتش کیا گیا۔

گزشتہ سال ۱۲ جون ۱۹۹۱ء کو سپاہ صحابہؓ کے ایک نوجوان محمد اشفاق ولد منظور احمد کو شیعہ جاگیردار زوار شاہ نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ملتان خانیوال روڈ کوپچ کے اڈہ کے سامنے گولیوں سے چھلنی کر کے شہید کر دیا۔ پرچہ درج ہوا پولیس نے شیعہ جاگیردار کی گرفتاری میں سرد مہری دکھائی تو سپاہ صحابہؓ سراپا احتجاج بن گئی اور ملزمان کو گرفتار کر لیا گیا۔ لیکن ملزمان اپنے اثر و رسوخ کی وجہ سے چند ماہ بعد رہا ہو گئے۔

شیعہ جاگیردار اپنی گرفتاری کی وجہ سے سپاہ صحابہؓ کے خلاف انتقامی کارروائیوں پر اتر آئے۔

چنانچہ ۵ اگست کو انجمن سپاہ صحابہؓ تحصیل شورکوٹ کے صدر چوہدری فتح محمد کو منصوبہ بندی کے تحت ... کے قریب خودکار ہتھیاروں سے مسلح شیعہ نے گھیر کر مارنا شروع کر دیا۔ بعد ازاں انہیں زبردستی اغوا کر کے ایک کمرے میں بند کر دیا۔ جنہیں پولیس نے برآمد کیا۔ لیکن کسی شیعہ کو اغوا کا پرچہ درج ہونے کے باوجود گرفتار نہیں کیا گیا۔ پولیس کی طرف سے اس حوصلہ

شیعہ نے ۱۹ گھنٹے تک کرفیو لگائے رکھا۔
دکانوں کے تالے توڑ کر ۴ لاکھ روپے
کا سامان لوٹ لیا؟

افزائی کی وجہ سے شیعہ کی غنڈہ گردی بڑھتی چلی گئی۔ اور انہوں نے سپاہ صحابہؓ کے ایک کارکن الٰہی بخش کے گھر داخل ہو کر عورتوں کی بے حرمتی کی۔ پھر مسجد میں نماز کے دوران نمازیوں پر فائر کھول دیا۔ جس سے ایک سُنی کارکن شدید زخمی ہو گیا۔ انتظامیہ نے ... بھرپور انداز ... میں ... شیعہ ... کی سرپرستی کی جس کی وجہ سے شیعہ کے حوصلے اتنے بڑھے کہ ۵ اگست کو انہوں نے سپیکر پر اعلان کر دیا۔ کہ "آج ہم نے شہر کی ناکہ بندی کر دی ہے۔ کوئی سرکاری یا غیر سرکاری آدمی گھر سے باہر نہ نکلے جو شخص گھر سے باہر نکلے گا اسے گولی مار دی جائے گی۔ ہم نے علم کے نیچے قسم کھائی ہے۔ کہ سپاہ صحابہؓ کو ختم کر دیں گے" اس کے بعد فائرنگ شروع ہو گئی۔ کئی گھنٹے تک مسلسل فائرنگ ہوتی رہی۔ قریباً ڈیڑھ بجے سپیکر پر دوبارہ اعلان کیا گیا۔ کہ

• شیعیانِ حیدر کرار بازار لوٹ لو شہ آپ سے کوئی

مزاحمت کی کوشش نہ کرے؟

اعلان کے فوری بعد انہوں نے سنیوں کی دکانوں کے تالے توڑنے شروع کر دیئے ۳۰ دکانوں سے قریباً ۴ لاکھ روپے کا سامان لوٹ لیا۔

سپاہ صحابہؓ کا ایک کارکن محمد صدیق بٹ جو چوہدری فتح محمد کی بیٹھک سے اٹھ کر گھر کی طرف جانے لگا تو شیعہ غنڈوں نے گھیر لیا۔ اسے بازار میں لا کر کہا نعوذ باللہ ابوبکرؓ و عمرؓ کو گالی دو تمہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ اس نے کہا میں مر تو سکتا ہوں لیکن ان مقدس ہستیوں کی توہین نہیں کر سکتا۔ پھر دیکھتے دیکھتے اسے گولیوں کا نشانہ بنا دیا گیا۔ اس کے سر، گردن اور سینے میں گولیاں لگیں۔ اس نے بلند آواز میں اللہ اکبر کہہ کر جام شہادت نوش کر لیا۔

محمد صدیق بٹ کی شہادت کے بعد پورے علاقے میں اشتعال پھیل گیا۔ پولیس نے سپاہ صحابہؓ کی نشاندہی پر ستر کے قریب مسلح شیعہ کو گرفتار کیا تو شیعہ جاگیرداروں نے لاہور، اوکاڑہ، ساہیوال، ملتان سے بازاری عورتیں منگوا کر پولیس اور انتظامیہ کے خلاف جلوس نکلوایا۔ ان عورتوں نے روڈ بلاک کر کے ٹریفک بند کر دی۔ کپڑے اتار کر برہنہ حالت میں سڑک پر دھرنا مار کر بیٹھ گئیں۔ اس کے ساتھ ہی شیعہ نوجوانوں نے خودکار اسلحہ کے ساتھ پولیس پر فائرنگ شروع کر دی۔ پولیس کی بکتر بند گاڑیوں کے شیشے توڑ دیئے۔

پولیس کی طرف سے جوابی فائرنگ پر گھبرو والا اور ملتان کے دو شیعہ نوجوان موقع پر ہلاک ہو گئے۔ شیعہ جاگیرداروں نے پولیس مقابلے میں ہلاک شدگان کا پرچہ سپاہ صحابہؓ کے خلاف درج کروانے پر اصرار کیا۔ اور وارننگ دی کہ اگر سپاہ صحابہؓ پر قتل کا مقدمہ درج نہ کیا گیا تو ہماری عورتیں یونہی برہنہ سڑک پر بیٹھی رہیں گی۔ تب پولیس نے سپاہ صحابہؓ کے خلاف سراسر ناجائز ۳۰۲ کا مقدمہ درج کر دیا۔ جو تا حال برقرار ہے۔ لیکن تا حال کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی کیونکہ پولیس جانتی ہے کہ یہ مقدمہ سراسر جھوٹا اور دباؤ کے تحت درج کیا گیا ہے۔

شہید ناموس صحابہؓ
سلطان محمود شہید رحمۃ اللہ علیہ

شیعہ ایم پی اے مہدی بھٹی کے بھائی لیاقت علی اور افضل دو دو نے سر بازار گولیوں سے چھلنی کر دیا۔

حافظ آباد کی تاریخ میں ۹ محرم کا دن ہمیشہ غنڈہ گردی، دہشت گردی کے ذریعے غریب سنی عوام پر ظلم و ستم کی یاد دلاتا رہے گا۔ یہی وہ دن ہے جب انجمن طلباء اسلام کے معصوم ۱۸ سالہ ایف اے کے طالب علم سلطان محمود شہید رحمۃ اللہ علیہ کو شیعہ گماشتوں نے اصحاب رسولؐ کی عظمت کے تحفظ کی صدا بلند کرنے کے جرم میں سرعام چوک میں خودکار ہتھیاروں سے فائرنگ کر کے خون میں نہلا دیا۔ مذکورہ قاتل متعصب شیعہ سابق ایم پی اے مہدی بھٹی کا بھائی اور بھتیجہ دہشت گرد ہے۔

۹ محرم سے قبل حافظ آباد کے مسلمانوں نے احتجاجی طور پر اسسٹنٹ کمشنر حافظ آباد احمد افضال کو مطلع کیا کہ شیعہ حضرات خنجر بردار ماتمی جلوس غیر قانونی طور پر بغیر لائسنس نکالنا چاہتے ہیں۔ ان کو لائسنس کے بغیر خنجر بردار جلوس نکالنے سے منع کیا جائے۔ احمد افضال چونکہ شیعہ مذہب سے تعلق رکھتا ہے اس نے واضح طور پر طلباء کی موجودگی میں کہا "میں لاہور کا غنڈہ ہوں؟ میں بدمعاشی سے بغیر لائسنس جلوس نکلواؤں گا؟"

قبل ازیں مذکورہ جلوس اسلحہ کے زور پر نکالا گیا تھا۔ اس دفعہ سنیوں نے متفقہ فیصلے سے انتظامیہ کو آگاہ کیا کہ اس روٹ میں شیعہ کی تعداد انتہائی قلیل ہے اس لحاظ سے سنی اکثریت کے جذبات مجروح نہ کئے جائیں۔ ان تمام قرار دادوں اور متفقہ فیصلوں کا انتظامیہ نے کوئی نوٹس نہ لیا بلکہ اسسٹنٹ کمشنر نے شیعہ کی مکمل طرفداری اور جانبداری کرتے ہوئے ان کو جلوس نکالنے کی شہ دی حالانکہ شیعہ خود جلوس نہ نکالنے کا فیصلہ کر چکے تھے۔ آخر کار ۹ محرم کو شیعہ نے جلوس نکالنے کی کوشش کی۔ سنیوں نے اس غیر قانونی جلوس کی مخالفت کی تو ملک منظور علی اور مہدی بھٹی دونوں شیعہ ایم پی اے صاحبان نے اپنے رشتہ داروں کو خودکار ہتھیاروں سے مسلح کر کے بھیجا۔ شیعہ کا خنجر بردار ماتمی جلوس ابھی پیچھے تھا شیعہ ایم پی اے مہدی بھٹی کا بھائی لیاقت علی اور افضل دو دو آگے آ کر سنیوں کے ایک گروہ پر خودکار ہتھیاروں سے فائر کھول دیا۔ سلطان محمود اور دیگر سنی نہتے سنی نوجوان زخمی ہو کر گر پڑے۔ سلطان محمود کی حالت انتہائی نازک تھی۔ انہیں لاہور لے جایا گیا لیکن وہاں ہسپتال میں زخموں کی تاب نہ لا کر سلطان محمود نے جام شہادت نوش کر لیا۔

ایم پی اے کے اثر و رسوخ کی بنا پر قتل کے ملزمان کے خلاف پولیس نے کوئی کارروائی نہ کی۔ آئی ایس او کے نوجوانوں کی طرف سے سلطان محمود کے والد، رشتہ داروں اور سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں کو دھمکیاں دی جا رہی ہیں کہ اگر ملزمان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی کوشش کی تو ہم تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

سلطان محمود شہید رحمۃ اللہ علیہ کا والد انتہائی غریب پاورلوم کا کاروبار کرتا ہے۔

شہید ناموس صحابہ
قاری اللہ دتہ
شہید رحمۃ اللہ

مسلح شیعہ کلہاڑیوں سے شہید کر کے لاش کی بے حرمتی کرتے رہے۔

۲۸ اگست اتوار کا دن بھی چشم فلک نے دیکھا جب انتہائی شریف النفس سبعہ عشرہ کے قاری عظیم المرتبت حضرت قاری رحیم بخش ملتانی رح کے خاص شاگرد ۳۵ سال سے قرآن پڑھانے والے ۵۰ سالہ قاری اللہ دتہ رح کو چوک میں چائے کی دوکان پر بیٹھے ہوئے پچاس کے قریب مسلح شیعہ نے کلہاڑیوں سے وار کر کے انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا۔

قاری اللہ دتہ شہیدؒ ۳۵ سال سے مونڈ کے رشید مدرسہ تعلیم القرآن تحصیل و ضلع مظفر گڑھ میں قرآن پاک پڑھا رہے تھے۔ قاری صاحب کا شمار مذکورہ بستی کے انتہائی شریف لوگوں میں ہوتا ہے۔ ہر مکتب اور مسلک کا مسلمان تہہ دل سے انکی تکریم کرتا تھا۔ انہوں نے کبھی فروعی مسائل پر بھی کسی کے ساتھ جھگڑا نہ کیا۔ بلکہ ہمیشہ قرآن کی تعلیم کی طرف ہی توجہ دی۔ قاری صاحب نے لواحقین میں چار لڑکے دو لڑکیاں اور بیوہ چھوڑی ہیں۔ دو بڑے صاحبزادے قاری ثناء اللہ اور

Scanned with Ca

ایران میں بین الاقوامی اہل بیت کونسل کا قیام

سعودی حکومت کے خلاف "وہابی ازم" کا پروپیگنڈہ کر کے عالم اسلام کو گمراہ کرنا اس کی اولین ترجیح ہو گا

علی طاہر مولازادے، تہران

گذشتہ دنوں ایران کے دارالحکومت تہران (اوصلاذ) کے مقام پر اہل بیت کے عنوان سے ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں تریپن سے زائد ممالک سے آئے ہوئے شیعہ مندوبین نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں ایک قرارداد پیش کی گئی۔ کہ پورے عالم اسلام میں شیعہ کے کفریہ عقائد کی بنا پر) خلاف نفرت کی تحریک شروع ہو چکی ہے۔ خصوصاً پاکستان میں اس تحریک نے بہت زور پکڑ لیا ہے۔ لہٰذا ایسا لائحہ عمل وضع کیا جائے جس سے اس تحریک کو دبایا جا سکے۔ مختلف زعماء نے اپنی تجاویز پیش کیں۔

پاکستانی وفد کے لیڈر نے کہا کہ پاکستان کی حد تک اس تحریک کو دبانے کیلئے دو تجاویز پر فوری عمل کیا جانا ضروری ہے۔

۱۔ مختلف فرقوں کے علماء کو خریدا جائے اور انہیں استعمال کیا جائے۔

۲۔ دیوبندی، بریلوی، اختلافات کو زیادہ سے زیادہ ہوا دی جائے۔

دیگر ممالک کے شیعہ مندوبین نے واضح کیا کہ سعودی حکومت شیعہ کے خلاف مختلف تحریکوں کی مکمل حمایت کر رہی ہے۔ لہٰذا سعودی حکومت کے خلاف پراپیگنڈہ کے لئے کوئی موثر نحو وضع کیا جائے جس سے عالم اسلام میں سعودی حکومت کے خلاف نفرت کی فضا پیدا کی جائے۔

چنانچہ اسی ضمن میں کانفرنس کے آخری اجلاس میں ایک بین الاقوامی اہل بیت کونسل کے قیام کا اعلان کیا گیا۔

کانفرنس کے چیئرمین آیت اللہ جلبی نے بین الاقوامی اہل بیت کونسل کے اغراض مقاصد بیان کرتے ہوئے شیعہ راہنما خمینی کی تقریر کا ایک اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں خمینی نے کہا ہے۔

"دنیا کے اسلامی و غیر اسلامی ممالک میں ہماری قوت اس وقت تک تسلیم نہیں ہو سکتی جب تک مکہ اور مدینہ پر ہمارا قبضہ نہیں ہو جاتا۔ چونکہ یہ علاقہ مہبط الوحی اور مرکز اسلام ہے۔ اس لئے اس پر ہمارا غلبہ و تسلط ضروری ہے۔"

آیت اللہ جلبی نے کہا۔ کونسل ہر ملک میں شیعہ کی کلچرل، پراپیگنڈہ، تبلیغ، اقتصادی، سماجی اور سیاسی سرگرمیوں کی نگرانی کرے گی۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا۔ کہ شیعہ کی تمام ذیلی تنظیموں،

> **ہم اپنی مشترکہ اجتماعی کوششوں اور مسلح جدوجہد کے ساتھ ہی وہابی پروپیگنڈہ کی زہریلی لہر کا مقابلہ کر سکتے ہیں**

آئی۔ ایس۔ او۔ جمعیۃ طلباء جعفریہ، تحریک نفاذ فقہ جعفریہ، شیعہ ایل ملیشیا پر خصوصی توجہ دی جائے اور کارکنوں کی مکمل حوصلہ افزائی کی جائے۔ تاکہ وہ سعودی حکومت کے خلاف پروپیگنڈہ مہم میں کامیابی حاصل کر سکیں۔ انہوں نے شیعہ کے عقیدہ امامت کی تشریح کرتے ہوئے کہا۔ ہمارے آئمہ معصومین کے فرمودات کے مطابق امام انبیاء کی طرح معصوم اس کی تعلیمات انبیاء کی طرح واجب ہوتی ہے۔ اسی لئے آیت اللہ خمینی کے فرمودات ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

انہوں نے دنیا کے تمام شیعہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ وہابی ازم (سعودی حکومت) اپنے وسیع مالی وسائل کی طاقت مساجد کی تعمیر کرنے کی صلاحیتوں، کتابوں کی اشاعت اور تقسیم، لاکھوں کی تعداد میں قرآن کی اشاعت، حج کے دوران وسیع تر انتظامات کی وجہ سے دنیائے اسلام میں مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ وہابی ازم کی ان تمام سرگرمیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ملت شیعہ میں اتحاد ضروری ہے۔ اور ہم اپنی مشترکہ اجتماعی کوششوں اور مسلح جدوجہد کے ساتھ ہی وہابی پروپیگنڈہ کی زہریلی کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہمیں ان کے کھلے الزامات کا بھرپور جواب دینا چاہیئے۔

انجمن سپاہ صحابہؓ ایک انقلابی تحریک

قاری منور حسن لیہ

۲۲ فروری مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی جدائی کے روح فرسا واقعہ کے بعد ملک اور بیرون ملک میں چہ منگوئیاں کی جانے لگیں کہ اب سپاہ صحابہؓ ختم ہو جائے گی۔ اخبارات و رسائل سے لیکر سینہ گزٹ افواہوں تک ایک منظم سازش کے تحت یہی پروپیگنڈہ کیا جاتا رہا ہے۔ اس سازش میں غیروں کے علاوہ اپنوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں کی آواز کو برسرعام جلسوں میں دبانے کی کوشش کی گئی۔ مولانا جھنگوی شہیدؒ کارکنوں کو ایک مشن لائحہ عمل دے گئے تھے۔ جس لائن پر چل کر کارکن شیعہ کے علاوہ سب کو اپنا سمجھنے لگے۔ وہ سب کو اپنا سمجھ کر جلسوں کی رونق بڑھانے لگے لیکن ان "اپنوں" نے ان غریب کارکنوں کی حوصلہ افزائی کی بجائے ان کی حوصلہ شکنی کی۔ "اپنی" مسجدوں میں سپاہ صحابہؓ کو جلسہ تک کرنے کی اجازت نہ دی بلکہ نعرہ تک کی ممانعت کر دی۔

اس کے ساتھ ساتھ حکومت کی جانب سے سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں پر ظلم و ستم کا ہر حربہ آزمایا گیا۔ ۱۶ ایم پی او سے لیکر ۳۰۲ تک کے مقدمات کی بھرمار کر دی گئی۔ شیعہ نے اسلحہ کے زور پر سپاہ صحابہؓ کے نوجوانوں کو اپنا موقف بدلنے کے لئے ظلم کا ہر طریقہ استعمال کیا لیکن ناکامی کے سوا کچھ نہ

جھوٹے مقدمات اور جیلیں ہماری راہ نہیں روک سکتیں!

کراچی کینٹ پر شیخ حاکم علی کا تاریخی استقبال

رپورٹ: شفقت الرحمٰن کراچی

انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کے مرکزی صدر شیخ حاکم علی مرحوم تین سال تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرکے جیل سے رہائی کے بعد پہلی مرتبہ ۲ ستمبر کو دوپہر ایک بجے پشاور ایکسپریس کے ذریعہ کراچی کینٹ پہنچے تو انجمن سپاہ صحابہؓ کے ہزاروں کارکنوں نے ان کا پُرجوش استقبال کیا۔ انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کے سینئر نائب صدر قاری محمد رفیق الخلیل مرکزی ڈپٹی جنرل سیکرٹری مولانا محمد اعظم طارق صوبہ سندھ کے سرپرست قاری تاج محمد سندھ کے صدر مولانا علی شیر حیدری سندھ کے جنرل سیکرٹری قاری جمشید اقبال، طارق محمود مدنی، محمد فاروق آزاد، قاری امیر حمزہ صفدر، ابو معاویہ صفدر اور انجمن سپاہ صحابہؓ کراچی کے سیکٹر انچارج، یونٹ انچارج حضرات نے ان کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے گھیرے میں استقبالیہ ٹرک تک لائے اور صدر صاحب کو ٹرک پر سوار کیا گیا جہاں انہوں نے ہاتھ ہلا کر کارکنوں کے نعروں کا جواب دیا۔

مولانا اعظم طارق صاحب نے قاری محمد رفیق الخلیل نے خطبات استقبالیہ پیش کرنے کے بعد اعلان کیا کہ آج شیخ حاکم صاحب کی قیادت میں آئی آئی چندریگر روڈ پر امریکہ کی سعودی عرب آمد پر اور خلیج میں مداخلت کے خلاف مظاہرہ کیا جائے گا۔ جلوس جب اپنی منزل کی طرف روانہ ہونے لگا تو معلوم ہوا کہ اسٹیشن پر موجود تقریباً دو ہزار فٹ لمبی ٹی وی انٹینا پر کارکن جھنڈا لگا رہے ہیں جب یہ کارکن کافی محنت اور مشقت کے بعد نیچے اترے تو قاری محمد رفیق الخلیل مولانا علی شیر حیدری اور دیگر کارکنوں نے ان کا پُرجوش تالیوں نعروں اور ہوائی فائرنگ سے ان کا استقبال کیا اور یہ جلوس اپنی منزل کی طرف روانہ ہوا یہ جلوس جیون جیون کل کل حاکم علی حاکم علی، جھنگوی کا پیارا [illegible] حاکم علی حاکم علی، جھنگوی تیرے خون سے انقلاب آئے گا، جھنگوی تیرا وعدہ سر آنکھوں پر، ضیاء الرحمٰن ضیاء الرحمٰن، تیرا شیر حاکم شیر، علی شیر حیدری شیر، تیرا طارق میرا طارق، اعظم طارق اعظم، شیر جوان مجاہد اعظم محمد اعظم محمد اعظم کے نعرے لگاتا ہوا دس منٹ کا سفر دو گھنٹے میں طے کرکے جنگ پریس کے سامنے پہنچا جلوس میں شریک ٹرکوں، بسوں، منی بسوں، ویگنوں، کاروں، موٹر سائیکلوں اور سائیکلوں پر سوار کارکن نعرے لگاتے ہوئے چوک میں پہنچے اور احتجاجی مظاہرہ میں شریک ہوگئے۔

قائدین نے ٹرک پر کھڑے ہوکر تقریریں کیں۔ مولانا شبیر احمد صدیقی قادری تاج محمد مولانا محمد احمد مدنی مولانا علی شیر حیدری محمد ہارون القاسمی، مولانا محمد اعظم طارق نے خطاب کیا آخر میں صدر محترم جناب شیخ حاکم علی نے تاریخ ساز خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ جھوٹے مقدمات اور جیلیں ہماری راہیں نہیں روک سکتیں۔ اپنے خطاب کے دوران شیخ صاحب شہید قائد کا تذکرہ کرتے ہوئے شدت جذبات سے آبدیدہ ہوگئے اور سکتہ طاری ہوگیا اور مجمع سے بھی آہوں اور سسکیوں کی آوازیں آنے لگیں۔ صدر صاحب نے اعلان کیا کہ جس طرح شہید قائد نے کشمیر کے لئے پچاس ہزار کارکن دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اسی طرح آج میں پھر اعلان کرتا ہوں کہ شاہ فہد امریکہ واپس بھیجیں ہم ایک لاکھ کارکن حرمین شریفین کے تقدس کے لئے بھیجنے کو تیار ہیں۔

بقیہ: قاری اللہ دتہ شہیدؒ

قاری سیف الرحمٰن حفظ قرآن کے بعد ملتان خیرالمدارس سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان کی شہادت کا اصل واقعہ اس طرح کہ شہادت سے تین چار روز قبل شیعہ نے چوک میں کھمبے پر نصب انجمن سپاہ صحابہؓ کا جھنڈا اتار کر جلادیا اور اپنا سیاہ رنگ کا جھنڈا جسے یہ لوگ علم کا نام دیتے ہیں۔ مذکورہ ٹیلیفون کے کھمبے پر نصب کردیا اس بات کا سپاہ صحابہ کے نوجوانوں کو بڑا دکھ پہنچا۔

لہٰذا انہوں نے بھی وہی کارروائی دہرائی سپاہ جھنڈا اتار کر جلا دیا اور دوبارہ انجمن سپاہ صحابہ کا جھنڈا لگا دیا۔ انتظامیہ کو متنبہ کرنے کیلئے احتجاجی جلسہ کیا۔ اسی چپقلش کے دوران شیعہ نے کرایہ کے بدمعاش منگوا کر سپاہ صحابہؓ پر مسلح حملہ کا پروگرام بنالیا۔ لہٰذا ۲۸ اگست اتوار کے دن صبح نو بجے قاری اللہ دتہ صاحب مدرسہ کے طلباء کو ناشتہ کی چھٹی دیکر موند کا چوک میں دودھ والی دکان پر آکر چائے پینے لگے۔ اسی دوران ۵ کے قریب مسلح شیعہ وہاں پہنچے اور انہوں نے قاری اللہ دتہ صاحب کو مارنا شروع کردیا قاری صاحب نے ان سے وجہ دریافت کرنا چاہی تو کمبل شاہ اور نبی شاہ وغیرہ نے کلہاڑیوں کے وار کئے۔ قاری صاحب کا سر پھٹ گیا۔ جسم لہولہان ہوگیا۔ قاری صاحب نے دوڑ کر قریبی مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا لیکن دروازہ نہ کھلا۔ پورے گاؤں کے لوگ دہشت زدہ ہوکر گھروں میں چھپ گئے تاہم ایک دوسرے دروازہ پر دستک دی۔ لیکن کامیابی نہ ہوسکی مذکورہ شیعہ اسے تماشا سمجھ کر ہنستے رہے پھر انہوں نے فائر کرکے قاری صاحب کو ڈھیر کردیا۔ قاری اللہ دتہ شہید کے علاوہ تین اور آدمیوں پر فائرنگ کی گئی۔

قاری اللہ دتہ شہید کی لاش گھسیٹ کر ..اگر تک لے گئے کہ اچانک پولیس کی ایک گاڑی آگئی۔ گاڑی سے دو سپاہی اترے تو شیعہ نے ان پر بندوقیں تان لیں۔ تب دونوں سپاہی اپنی گاڑی میں بیٹھ کر واپس چلے گئے۔ شیعہ لاش گھسیٹتے رہے۔ وہ لاش گھسیٹ کر امام باڑے لے جاکر آگ لگانا چاہتے تھے۔ اسی دوران پولیس کی بھاری تعداد موقع پر پہنچ گئی۔ پولیس کی زیادہ نفری دیکھ کر شیعہ لاش چھوڑ کر بھاگ گئے۔ پولیس نے کچھ ملزمان کو گرفتار کرلیا ہے۔

Scanned with Ca

پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی

الیکشن میں کسی شیعہ اُمیدوار کی حمایت نہ کی جائے خواہ وہ آپ کی پسندیدہ جماعت کی طرف سے نامزد ہو!

(الطاف حسین کراشد)

وطن عزیز اول روز سے ہی اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس شخصیات پر تبرا بازی کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ یہودی النسل عبداللہ بن سبا کا فیض یافتہ ایک شیعہ اقلیتی فرقہ بلا روک ٹوک پوری بے حیائی اور ڈھٹائی کے ساتھ اسلام کی ان مقدس اور بابرکات شخصیات پر تبرا کرنے کو اپنا مذہبی اور دینی مقدس فریضہ سمجھتا ہے۔ باوجود اس واضح اور کھلی بے حیائی کے اس غیر مسلم اقلیتی گروہ کا مطالبہ بھی یہی رہا ہے کہ مسلم معاشرے میں بحیثیت مسلمان ان کی حیثیت تسلیم کی جائے۔ انہیں مسلمان گروہ سمجھ کر ان کے مذہبی حقوق دیئے جائیں۔ دینی معلومات سے کافی حد تک بے بہرہ افراد اس اقلیتی گروہ کو اپنی کم علمی یا دانستہ طور پر ان کے حامی نظر آتے ہیں کہ واقعی ایک مسلمان کی حیثیت سے انکے مذہبی حقوق دیئے جائیں۔ مسلمانوں کے جتنے بھی مطالبات ہیں انتہائی جائز اور معقول ہیں۔ لیکن آج تک کوئی ایک بھی مطالبہ تسلیم نہیں کیا گیا۔ ہمارا یہ مطالبہ رہا ہے کہ شیعوں کے خنجر بردار ماتمی جلوس فساد کی جڑ ہیں ان پر پابندی لگائی جائے۔

ہر سال محرم الحرام آنے سے قبل ہی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ملک میں ہنگامی حالات نافذ کر دی گئی ہے۔ معمول کے کام توقف ہو جاتے ہیں۔ حکومت دشمنانِ صحابہؓ کے ہر ناجائز مطالبہ کو پورا کرنے میں امن سمجھتی ہے۔ اسلئے مسلمانوں پر انتہائی دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ اکثر مقامات پر انتظامیہ کی نااہلی اور بے جا حمایت کی بناء پر پُرامن فضا مکدر ہو جاتی ہے حتیٰ کہ نوبت جانی نقصانات تک پہنچ جاتی ہے۔ پاکستان کو معرض وجود میں آئے ہوئے تینتالیس سال کا ایک طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ ہزاروں آدمی ہلاک و زخمی ہو چکے ہیں۔ لیکن آج تک اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود اس کا مستقل حل تلاش نہیں کیا گیا۔ آخر کیوں؟

....

مطالبہ یہ تھا کہ شیعوں اور مسلمانوں کا نصاب تعلیم الگ نہ کیا جائے ورنہ قادیانی اور عیسائی بھی مطالبہ کریں گے کہ ہمارا بھی نصاب تعلیم الگ کیا جائے یہ بھی نہ مانا گیا۔ اُمتِ مسلمہ کے نامور سیرت اور قابل فخر شخصیات خلفائے راشدینؓ ہیں۔ ان کے بارے میں حضورؐ نے فرمایا ہے کہ میری اور میرے خلفائے راشدینؓ کی سنتوں کو لازم پکڑو۔ انہیں مضبوط داڑھوں اور دانتوں سے مضبوطی سے پکڑ لو۔ مطالبہ یہ رہا ہے کہ ان کے ایام سرکاری سطح پر منائے جائیں۔ اس دن ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر ان کے فضائل اور مناقب سے نوجوان نسل کو روشناس کرانے کے لئے نشر اور ٹیلی کاسٹ کئے جائیں۔ اخبارات خصوصی ایڈیشن شائع کریں اور اس دن پورے ملک میں عام تعطیل ہو لیکن یہ بھی نہ مانا گیا۔ مطالبہ یہ رہا ہے کہ پاکستان ایک واضح سنی اکثریتی آبادی پر مشتمل ہے اس کو سنی سٹیٹ قرار دیا جائے کیونکہ یہ ہمارا پیدائشی جمہوری اور بین الاقوامی حق ہے۔ اس کو بھی تسلیم نہیں کیا گیا۔ مطالبہ یہ تھا کہ پاکستان میں ایسے قوانین وضع کئے جائیں جن کے تحت کوئی شیعہ صحابہ کرامؓ اور اہلبیتؓ عظام پر تبرا کرنے کی کوئی جرأت نہ کر سکے۔ اور اگر کرتا ہے تو اسے ایسی کڑی سزا دی جائے کہ اس کی آنے والی نسلیں یاد رکھیں۔ لیکن یہ مطالبہ بھی سرد خانے میں پڑا رہا۔ ظاہر ہے کہ اگر ایک عام آدمی درخواست دیتا ہے کہ فلاں شخص نے مجھے ماں بہن کی گالی دی ہے اور میری ہتک عزت ہوئی ہے تو دفعہ ۵۰۰ کے تحت اس پر مقدمہ چلتا ہے۔ اور عدالت پانچ سال کی سزا سناتی ہے۔ لیکن اگر کوئی بدقماش اور بدفطرت انسان ابوبکرؓ و عمرؓ پر تبرا کرتا ہے تو اس کو تین سال کی سزا ملتی ہے۔ وہ بھی اس صورت میں جبکہ پولیس نے گورنر سے منظوری حاصل کرلی ہو۔ اگر پولیس گورنر سے اجازت نہیں لیتی اور عدالت میں مقدمہ پیش کرتی ہے تو بحث کی سماعت کے بعد عدالت اس کو باعزت طور پر بری کر دیتی ہے کیونکہ قانون اور آئین کے مطابق اس پر مقدمہ چل ہی نہیں سکتا۔ مقدمہ تو تب ہی چلے گا جبکہ پولیس نے گورنر سے منظوری حاصل کی ہو گی۔ اس سے بڑھ کر اصحابِ رسولؐ اور اہلبیتؓ پر اور کیا ظلم ہو سکتا ہے کہ گھٹیا درجے کا ایک قانون بھی بنایا مگر اس میں بھی کوئی جان نہیں۔ شیعوں کا اصحابِ رسولؐ و اہلبیت پر غلیظ لٹریچر جو کہ نئی نسل کو صحابہؓ و اہل بیتؓ سے نفرت دلانے اور ان کو اسلام سے دور کرنے کے لئے لکھا اور تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کے بارے مطالبہ یہ ہے کہ اس پر پابندی لگائی جائے اور ایسی حرکات کرنے والے کو سخت سزا دی جائے لیکن یہ بھی تسلیم نہ کیا گیا۔ اس کے برعکس شیعہ اقلیت نے اپنا ہر مطالبہ دھونس دھاندلی، جلاؤ اور گھیراؤ کی زبان استعمال کر کے تسلیم کروایا ہے۔ عشر و زکوٰۃ سے اپنے آپ کو مستثنیٰ کروایا۔ مسلمانوں سے اپنا نصاب تعلیم علیحدہ کروایا۔ نو اور دس محرم کو ٹو کی تیاری میں نکلنے والے خنجر بردار ماتمی جلوسوں کے لئے دو چھٹیاں کروائیں [illegible]

ہم اپنے پچھلے الیکشن میں اسلام کے دوست اور دشمن کی پہچان کر لیتے تو قومی اسمبلی میں ۳۲ اور صوبائی اسمبلیوں میں ۸۰ سے زائد شیعہ ممبران کبھی نہ پہنچ سکتے

سے منع کرنے اور ان کے پشتان کا شرم کے باوجود
اپنے مجرم لانگ مارچ کا اعلان کر کے رہا کروا لیے
اسی کوئٹہ کے واقعہ میں مسلمانوں کے شیعہ قاتل جو
۳۰۲ کے تحت سزا بھگت رہے تھے۔ لانگ مارچ
کا اعلان کر کے رہا کروا لیے۔ اس سال بھی محرم الحرام
میں خود محسوس ہوتا تھا کہ جیسے پاکستان پر شیعیت کا قبضہ
ہو گیا ہے۔ ملک کے کونے کونے سے کوئٹہ بجائے اور
مرثیے جن کا گروہ پریس۔ جنگ، انیوز اور مسروق
پہرے ہو گئے کہ ریسٹورنٹوں میں بٹھا دیے گئے یا ان
کی ریکارڈنگ دکھائی گئی۔

جہاں تک مسلمانوں کی مذہبی سرگرمیوں کا تعلق ہے
کہ ان کے مدارس بھی بہت ہیں۔ مساجد کی بھی کمی
نہیں۔ سالانہ جلسے اور کانفرنسیں بھی بہت منعقد
ہوتی ہیں۔ ان کے پاس چوٹی کے علماء، فضلاء اور
خطباء کی ایک بڑی کھیپ موجود ہے۔ لیکن اس
قوت کے باوجود آج تک مسلمانوں نے اپنے مذہبی
حقوق حاصل کرنا تو درکنار بات تک نہیں کی۔

ابھی سپاہ صحابہؓ پاکستان دیوبندی مسلمانوں کے تمام
مکاتب فکر دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث کی
نمائندہ تنظیم ہے۔ اس نے تمام تر صورت حال
کا جائزہ لینے کے بعد یہ راستہ اختیار کیا کہ مسلمان
بھی اپنا حق لینے کے لئے اب وہی کی زبان استعمال
کریں۔ اپنے مطالبات تسلیم کروانے کے لئے بڑی
پیٹے گا۔ اپنا حق لینے کے لئے اسمبلیوں کا گھیراؤ
کرے گا۔ اب مسلمان احتجاج نہیں ہو رہے گا۔ اب
اپنی بات منوانے کیلئے سربکف ہو کر سڑکوں پر نکل
آئے گا۔ اور پھر ہم دیکھیں گے کہ کس طرح حکومت
وقت ہمارے مطالبات تسلیم نہیں کرتی۔

مبارکباد کے مستحق ہیں سپاہ صحابہؓ کے قائدین
اور کارکنان جنہوں نے اس سال ۱۹۹۰ء میں ماہ جولائی
کے دوران ۲۲ روزہ احتجاجی روڈ بلاک کر کے مظاہرے
..... اور گرفتاریاں پیش کر کے اپنے مطالبات تسلیم
کروائے اور مسلمانوں کو بیداری بخشی اور ثابت
کیا کہ تم بھی اپنی قوت کا مظاہرہ کر کے اپنے حقوق منوا
سکتے ہو اگر لیڈر بنانا چھوڑ دو۔

صدر مملکت کے اسمبلیوں کو توڑنے اور ۲۴ اکتوبر
کو عام انتخابات کا اعلان کرنے کے بعد ہر طرف انتخابات کا
ہلچل ہے۔ لوگ اپنے مفادات کی خاطر
سیاسی وفاداریاں تبدیل کر رہے ہیں۔ بھولی بھالی

عوام کو سبز باغ دکھائے جا رہے ہیں۔ امیدوار حضرات
بجلی، پانی، سوئی گیس، ملازمتوں اور سڑکوں کی سہولتیں
دلوانے کے لئے پر تول رہے ہیں۔ بجلی اور پانی
کی بات تو کرتے ہیں لیکن شاید ہی کوئی امیدوار شیعہ
اپنے منشور کی طرح واضح کفر جاننے کے باوجود
یہ کہے کہ اگر کل کو اسمبلی میں شیعہ کے کفر کی قرارداد
پیش ہوئی تو میں اس کا ساتھ دوں گا۔ سوئی گیس
کی باتیں تو ہوتی ہیں مگر شاید کوئی امیدوار یہ کہے کہ
خلفائے راشدین کے ایام سرکاری سطح پر منانے اور
اس دن عام تعطیل کروانے کے لئے میں عملی جدوجہد
کروں گا۔ ملازمتوں کے چکر تو دیئے جا رہے ہیں
مگر شاید ہی کوئی کہتا ہو کہ صحابہ کرامؓ و اہلبیت عظامؓ
کی شان میں غلیظ لٹریچر پر پابندی لگوانے کی سرتوڑ
کوشش کروں گا۔ سڑکوں کے بارے میں تو عوام کے
ذہنوں میں سنہری جال بچھائے جا رہے ہیں۔ لیکن
شاید ہی کوئی کہے کہ میں شیعوں کے خنجر بردار جلوس
بند کروانے کیلئے اہم کردار ادا کروں گا۔

اگر کوئی منتخب ہونے والا امیدوار بجلی، پانی،
سوئی گیس، ملازمتیں اور سڑکیں منظور کرا بھی دے
تو یہ اسلام کی خدمت تو نہ ہوئی۔ کیونکہ یہ کام تو
ایک غیر مسلم ہندو اور عیسائی بھی کروا سکتا ہے
اسلام کی خدمت تو تب ہی ہوگی جب کوئی امیدوار
مسلمانوں کو ان کے مذہبی حقوق دلوائے۔

غیور مسلمانو! یہ ہماری غفلت کا ہی نتیجہ تھا کہ
۱۹۸۸ء کے انتخابات میں ہم شیعہ اور مسلمانوں کے
درمیان واضح فرق ثابت نہ کر سکے۔ اگر ہم اسلام کے
دوست اور دشمن کی پہچان کرتے تو وفاقی حکومت
میں شیعہ ارکان کی تعداد ۴۲ اور صوبائی اسمبلیوں میں
۸۰ سے تجاوز نہ کرتی۔ اگر ان انتخابات پر بھی ہوش
سے کام نہ لیا تو اس کے نتائج خوفناک اور بھیانک

ہوں گے یہی تو صرف یہی کہوں گا۔
نہ جاگو گے تو مٹ جاؤ گے غافل مسلمانو!
تمہاری داستاں تک نہ ہوگی داستانوں میں

خلفاءِ راشدینؓ

انساں کی زندگی کے عناصر ہیں چار
اطرافِ کائنات کے مظاہر بھی چار
بندہ کے حرف چار مولیٰ کے حرف چار
دُنیا کے حرف چار عقبیٰ کے حرف چار
اللہ کے حرف چار رسولؐ کے حرف چار
حدیث کے حرف چار قرآن کے حرف چار
کعبے کے حرف چار مسجد کے حرف چار
مُسلم کے حرف چار سجدہ کے حرف چار
سائل کے حرف چار داتا کے حرف چار
خالق کے حرف چار رازق کے حرف چار
حرفِ جلال چار حرفِ جمال چار!
حرفِ فراق چار حرفِ وصال چار
کوثر کے حرف چار تسنیم کے حرف چار
آمنہؓ کے حرف چار مریمؑ کے حرف چار
حرفِ مزار چار حرفِ رفیق چار
ہجرت کے حرف جنت کے حرف چار
حرفِ جہاد چار حرفِ شہید چار
حمزہؓ کے حرف چار حرفِ حسینؓ چار
اسی لئے قبول ہیں نبیؐ خلیفہ بھی چار
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ مَن شمار

☆

مولانا ضیاء الرحمن فاروقی کی شہرۂ آفاق کتاب
سیدنا امیر معاویہؓ کا مطالعہ فرمائیں
مکتبہ اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد
فون نمبر ۳۱۱۲۴

۲۹ مئی ۱۹۸۸ء کے بعد ۶ اگست ۱۹۹۰ء

دسمبر ۱۹۸۸ء میں غیر متوقع اقتدار کی دیوی کو ہاتھ میں لیتے ہی ـــــ معزول وزیر اعظم صاحبہ کی کرپشن ان کی حکومت کا خاصہ ٹھہری۔ ماضی قریب میں مختلف حیلے بہانوں سے قومی خزانہ کو تاریخی انداز کی طرح منظم ہو کر لوٹا گیا۔ نااہل افراد کی بھرتیوں کا سلسلہ جیس منٹ۔ بیوروکریسی کو اپاہج کیا گیا۔ سرکاری محکموں کو بدعنوان افسروں کے زیر عتاب لانے کیلئے میرٹ سے ہٹ کر پالیسیاں مرتب کی گئیں ـــــ ان خصوصیات کو صوبہ کی سربراہ حکومتوں نے بھی تقلیدی عمل سے اپنے اندر سمویا۔ نتیجتاً قوم ایک خطرناک بحران سے دوچار ہو گئی۔ مہنگائی گرانی کا عفریت غریب کے گھر .... عوام کو نگلنے کیلئے بے قرار ہو گیا ـــــ بدعنوانی اور رشوت ستانی کے زور پر بحران کو سہارا دیا گیا۔ جمہوری اقتدار کی پامالی کا کام بااحسن طریقے سے دونوں حکومتوں نے بے دریغ کیا ـــــ ان تمام حالات و واقعات کی موجودگی میں جمہوریت کے نونہال کی پرورش ہو رہی تھی ـــــ ایسے ناخوشگوار ماحول میں تو اس کا دم گھٹ رہا تھا ـــــ اس کی بے چینی اور بے قراری کی چیخیں فوج اور صدر صاحب تک بھی پہنچ رہی تھیں۔ نوزائیدگی کے عالم میں اسے قتل کرنے کی سازشیں پروان چڑھ رہی تھیں ـــــ جمہوریت کے مزاج کی نفی آمریت کی راہ ہموار کر رہی تھی ـــــ تماشہ گر بھرپور تماشہ برپا کرنے کے بجائے اپنی کٹھ پتلیوں کی ڈوریوں پر اپنی انگلیوں کا لمس بے توازن ہوتا ہوا محسوس کرنے لگے تھے۔ ان کو یہ خوف لاحق ہوتا جا رہا تھا کہ ان کٹھ پتلیوں میں سچ مچ کی جان پیدا ہو جائے۔ اور یہ ہماری انگلیوں کی گرفت سے آزاد ہونے میں کامیاب نہ ہو جائیں ـــــ

ان تمام حقائق کے پیش نظر اقتدار کی کھینچا تانی اپنے عروج پر پہنچ گئی تھی۔ وفاق اور صوبوں کی باہمی رنجشیں قومی المیہ کی صورت میں نمایاں ہو رہی تھیں۔ نظریات کا بعد اور انا کا اختلاف قومی زندگی کے حسن کو قبیح بنا رہا تھا۔ ۲۰ ماہ تک اس ڈرامے کو مختلف کرداروں کے ذریعے سیاست کے سٹیج پر روا رکھا گیا۔ پروڈیوسر پردے کے پیچھے سکرپٹ سے ہٹ کر اپنے کرداروں کو آزاد ہوتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ گو ان تمام کرداروں کی باغیانہ روش کو اپنے تصرفی اثرات کی آسیب زدہ کہنہ مشقی سے کسی حد تک اپنے اختیار میں رکھے ہوئے تھا ـــــ یہ اقتدار کا چولا پہنے ہوئے تماشہ گر خود کسی اور کی انگلیوں کی حرکات و سکنات کے محتاج ہوتے ہیں۔ اپنے تئیں پر اپنی ذات تک بے بس نظر آتے ہیں ـــــ جب اپنے بنائے ہوئے بت راستے کے پتھر بننے

توڑ پھوڑ

ابنِ غنی کے قلم سے

شروع ہو جائیں۔ تو ان کی خوبصورتی و حسن کی بنا پر چھوڑا نہیں جاتا۔ بلکہ توڑا جاتا ہے ـــــ زندگی اور اقتدار بلکہ کم سنی میں بھی جوانی کی جولانیاں مٹا دیتی ہیں ـــــ

پاکستانی جمہوریت اپنی میعاد پوری کرنے میں ہر دفعہ ناکام رہی ہے۔ اس کی وجہ شاید ہر وقت آئینی بحران ٹھہرتا ہے۔ آئین تو ایسے ضابطوں کا مجموعہ ہوتا ہے جو اقتدار کے باسیوں کو بے لگام ہونے سے روکتا ہے۔ لیکن پاکستانی آئین اپنی ترمیم کی بنا پر اپنی اصل سے ہٹ کر شکل بگاڑ چکا ہے جس کی بنا پر یہ حکومتی مشینری سے منسلک افراد کو بے لگام کر دیتا ہے اور اس کے مزاج میں ترمیم کی شمولیت کی وجہ سے آمریت کے پڑاؤ ڈالے نمایاں نظر آتے ہیں ـــــ آئین کو تمام امور حکومت پر بالادستی حاصل ہوتی ہے لیکن ہمارا آئین صرف اور صرف ایک ماہ قبل اگر جمہور کا شکار ہو جاتا تو [illegible] یہ ایک ایسا سامری بن جاتا ہے جس کی جان ایک طوطے میں اٹکی ہو اور یہ طوطا صدر صاحب کے ہاتھ میں آ جاتا ہے۔ اس طوطے کو قابو کرنے کے بعد [illegible] کر سامری سے ہر جائز و ناجائز کام لینے کی پوزیشن میں آ جاتے ہیں ـــــ جمہوری اداروں کی تشکیل کا مقصد آئین کی پاسداری کرنا ہوتا ہے۔ مگر ترامیم کے ذریعے اس کی حیثیت کو بگاڑنا ـــــ مرحوم جنرل ضیاء الحق نے زنگ کر جب اقتدار کے پہلو میں دیا تو ایک آمر نے جنم لیا۔ اس آمر کی آمد اور جالندھرنے آئین کو آٹھویں ترمیم کا کھلونا بنا دیا ـــــ انتخابات کی ریل پیل کے بعد غیر سیاسی ایوان کو اپنی مرضی کے تابع بنانے کے بعد سیاست میں دھکیلا۔ اس میں انہوں نے اپنی رضا و رغبت کرنے کے لئے کٹھ پتلیوں کی تشکیل کیلئے مسلم لیگ کا فارم کو ٹھیکہ دیا۔ نتیجہ سامنے آیا۔ تو ایک فوجی جرنیل آٹھویں ترمیم کے ذریعے اختیار و اقتدار کا ہمو جرنیل سمندر اپنے اندر گم کر چکا تھا ـــــ اسی آٹھویں ترمیم کا لوالہ پہلے خود ساختہ وزیر اعظم محمد خان جونیجو بنے اس کے بعد اسی کی بھینٹ جناب محترمہ چڑھیں۔ اقتدار کی ہوس گیری دونوں کی معزولی کا باعث بنی۔ دونوں کے محرکات ایک جیسے ...... معزول وزیر اعظم محمد خان جونیجو نے جب اقتدار کے نشے میں اختیار و غالب کا روپ دھارا۔ صدر پاکستان جناب محمد ضیاء الحق (دونوں عہدوں [illegible] جرنیل) ایک جھٹکے میں چلتا کر دیا۔ تو جناب [illegible] کی بھواریں، بدعنوانی، اقربا پروری، رشوت ستانی عروج کو پہنچ گئے۔ یہی صورت حال جب جناب محترمہ بے نظیر نے پیدا کرنا چاہی۔ یعنی ۸ اگست کے اجلاس کے ایجنڈے میں شریعت بل، عدم تعاون کی تحریک، ناکامی کی صورت میں آٹھویں ترمیم کو ختم کرانے کی کوشش ـــــ تو جناب صدر [illegible] کو [illegible] ایک [illegible] کٹھ پتلی بن کر نہیں رہنا چاہتے۔ ۲۰ ماہ

(باقی صفحہ پر)

بھٹو خاندان کا وھائٹ پیپر

مسلمانو! اگر پاکستان کی خیر چاہتے ہو، پاکستان میں اسلام دیکھنا چاہتے ہو تو آئندہ انتخابات میں اپنا ووٹ کسی شیعہ کو یا کسی عورت کو مت دو۔ عورت کی حکمرانی بھی موت ہے، مگر شیعہ کی حکمرانی موت سے بھی بدتر ہے۔ بینظیر بھٹو عورت بھی ہے اور شیعہ بھی۔

تعارف:-

بھٹو خاندان عموماً سُنی العقیدہ ہے مگر ذوالفقار علی بھٹو نے ایرانی نسل کی عورت نصرت بھٹو سے شادی کی تو اس خاندان میں شیعہ مذہب کی ابتداء ہوئی جس وجہ سے بینظیر بھٹو کی شادی زرداری خاندان میں ہوئی۔ ان کا نکاح شیعی مجتہد نے شیعہ طریقہ پر پڑھا۔ اسی وجہ سے "بلاول ہاؤس" پر کالا جھنڈا لہرا رہا ہے اور بھٹو خاندان اب شیعہ بن رہا ہے۔

دورِ حکومت:-

قیصرِ روم کی بیٹی کو حکومت ملی تو اس کی اطلاع جناب نبی کریمؐ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ جس قوم کی باگ ڈور عورت کے ہاتھ میں ہو وہ فلاح نہیں پا سکتی۔ اس کے باوجود پاکستانی عوام نے عورت کو ووٹ دیا۔ اس عورت نے پاکستان کا جو حشر کیا سب نے دیکھ لیا۔ مگر شکر ہے کہ جناب عمر رسیدہ صدرِ پاکستان کو ایک خیر کی بات سوجھی اور یہ ملک ایک بار بچ نکلا۔ یہ ایک قہرِ خداوندی تھا جس سے ابھی قوم کو نجات ملی۔

کابینہ:-

یوں تو اس درخت کا باہر پھل بہت خوبصورت تھا پھر بھی عوام میں جو حقائق واضح ہوئے ان کے مطابق خود بینظیر کو بی پی پی کہا جاتا ہے۔

اور مسٹر حاکم زرداری کو مسٹر ٹین پرسنٹ (۱۰ فیصد) جو رقم حکومت سے چاہو لے لو ۱۰ فیصد موصوف کو دو۔ پرائز بانڈ کی بلیکنگ کی رشوت پر ہوئی۔ نصف سے زیادہ کابینہ شیعہ افراد پر مشتمل تھی جو سُنی شیعوں کے ہاتھوں پر ناچتے تھے۔ خان بہادر خان نے حاجیوں کو گوبر کے بھاؤ بیچا۔ سی ڈی اے کے چیئرمین وزیرِاعظم کے اشاروں پر ہزاروں کنال زمین جیالوں کو بانٹ گیا۔ فیصل صالح حیات اور اعتزاز احسن ملک میں شیعیت کی نفیس

ٹھونک رہے تھے۔

سوئی گیس:-

بینظیر بھٹو نے پاکستانی معیشت کو داؤ پر لگایا اور ایران سے ہندوستان کو بارہ سو میل لمبی سوئی گیس کی پائپ لائن کی اجازت دی جو حقیقت میں پاکستانی گیس ہے۔ اس طرح پاکستان میں گیس کے ذخائر دس سال کے اندر ختم ہو جائیں گے۔

بے حیائی:-

جب بینظیر کی وزیرِاعظم کے لئے نامزدگی ہوئی تو امریکی صدر کا ہونٹ چومنے والی نصرت بھٹو نے اعلیٰ عہدیدار کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کا منہ چوم لیا جسے ہزاروں نے دیکھا۔ پھر ٹیلیویژن پر "میوزک" کے نام سے اس اسمبلی وزیرِاعظم کے ماضی و مستقبل کی تصویر کشی کی گئی۔ کئی وزیروں کو زنا کے جرم میں پکڑا گیا۔ عدالتوں میں بات گئی مگر کچھ نہ ہوا۔

علماء اور اسلام کی توہین:-

اس کا زرّیں اور اہم کارنامہ علماء کرام کی تذلیل اور اسلام کی توہین تھی۔ مولانا حق نواز جھنگوی کو ایرانی ایجنٹوں نے اس کی شہ پر دن دہاڑے شہید کیا۔ مولانا محمد عبداللہ اسلام آباد والوں کو رسوا کرنے کی جسارت کی انہیں گرفتار کیا۔ اسلام میں چور کی سزا ہاتھ کاٹنے کو ظالمانہ سزا کہا۔ سندھ میں علماء کو قتل کرایا، تعزیوں کو فوج سے نکلوایا۔

جشنِ غدیر:-

یوں تو شیعہ ذاکرین حضرات صحابہؓ پر طعن و تبرا کی بوچھاڑ کرتے ہی رہتے ہیں مگر ۲۲ رجب کو حضرت امیر معاویہؓ کی وفات کے موقع پر عموماً ہر سال کونڈے کے نام سے عید مناتے آئے ہیں اور اس سال نبی کریمؐ کے دوہرے داماد سیدنا حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی شہادت کے دن ۱۸ ذی الحجہ کو ملکی سطح پر جشنِ غدیر منایا گیا۔ اسلام آباد میں چراغاں اور

آتش بازی کی گئی۔ ایران کے شاہی نوجوان ان تقریبات میں شامل ہوئے۔ تیز طوفان و سیلاب کی طرح متعہ (زنا) کہ بقول ان کے عبادت کی گئی۔ یومِ عاشورہ پر پرائم منسٹر ہاؤس میں مجلس کرائی گئی۔

اسلامی نظریاتی کونسل:-

۱۸ مارچ ۱۹۹۰ء کو وزیرِاعظم نے کونسل کے نئے ممبران کو خطاب کیا اور پانچویں فقہ جعفریہ کی اہمیت پر زور دیا۔ **الغرض پاکستان کو شیعی مملکت** بنانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ اب اللہ تعالیٰ نے دوبارہ انتخاب کا موقع دیا ہے۔ اب بھی ہم نہ سمجھے اور ووٹ پیپلز پارٹی کو دے تو گلشن کا خدا حافظ۔

بقیہ۔ توڑ پھوڑ

کے عرصے میں سیاسی دھینگا مشتی اور دیگر قومی المیوں نے انہیں بیدار نہ کیا۔ بلکہ وہ اپنے سیاسی عمل کا ایک حصہ سمجھتے رہے ہیں۔ جو جمہوریت کا جزو لاینفک ہوتا ہے۔ مگر اچانک اس انگڑائی کے بعد بیداری نے اسمبلیوں کو روسی انقلاب کی طرح کچل کے رکھ دیا۔ دونوں صدور نے ایک جیسی تقاریر کے بعد اسمبلیوں کے ایوانوں کو فتح کیا۔ ۲۹ مئی ۱۹۸۸ء اور ۶ اگست ۱۹۹۰ء کی صدارتی تقاریر تک ایک دوسرے کی روح کی موجودگی کا احساس شدت سے ہوتا ہے۔ ہندوؤں کا مذہبی عقیدہ آواگون اس پر صادق آتا ہے۔ یعنی مرحوم ضیاء کی روح زبان سمیت جناب صدرِ پاکستان کے جسم میں ۶ اگست کو تحلیل کر گئی تھی ——— اس دفعہ بھی ایوانِ صدر کے پیشگی اطلاع دینے والے خفیہ ادارے بڑے حساس نکلے جس کی بدولت ملک ایک دفعہ پھر جمہوری اور آئینی بحران کا شکار ہو گیا۔

بزمِ انجمن

ترتیب:
قاری خطیب الرحمٰن شاکر

ساہیوال ضلع سرگودھا

صدر، حافظ محمد جمشید: نائب صدر اول، چوہدری محمد اشرف، نائب صدر دوم، رانا افتخار احمد سرپرست، جنرل سیکرٹری، رانا محمد سعید، ڈپٹی سیکرٹری، مہر محمد اقبال جائنٹ سیکرٹری، رانا محمد فاروق، سیکرٹری مالیات: شتاق احمد، معاون، حافظ محمد ارشد ریمبر، نائب معاون، حافظ تنویر احمد، سیکرٹری نشر و اشاعت، چوہدری زاہد جمشید، معاون، رانا سجاد احمد۔ نائب معاون، رانا محمد اشرف، سالار اعلیٰ: چوہدری محمد یوسف سالار اول، مہر لطیف دلدار۔ معاونین سالار، محمد یونس، رانا محمد اسلم، رانا مصطفیٰ، ذوالفقار علی۔ رانا محمد سلیم، پراپیگنڈہ سیکرٹری۔ چوہدری ارشاد احمد، معاونین: رانا عبدالمجید، رانا محمد احمد، رانا مطلوب احمد۔

سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس ضلع جھنگ

ناظم جناب محمد عامر صاحب، سالار جناب محمد اسحٰق چوہدری صاحب روڈ سلطان، خازن، جناب غضنفر عباس، شعبہ نشر و اشاعت، جناب امجد آمین۔

یونٹ چھنی ہنجرانواں

تحصیل حافظ آباد، ضلع گوجرانوالہ

عہدیداران، حاجی محمد نذیر (سرپرست) صدر حافظ محمد افضل، نائب صدر، صاحب خان ہنجرا، جنرل سیکرٹری، حافظ عبدالرزاق، خزانچی، خالد محمود، سالار، منظور احمد ہنجرا۔

یونین کونسل کرم علی والا تحصیل شجاع آباد

سرپرست اعلیٰ، حاجی رحیم یار خان لنگاہ، صدر، مولانا حفیظ اللہ صاحب فاروقی، نائب صدر اول، مولانا

غلام اللہ صاحب، نائب صدر دوم، محمد اکرم صاحب جنرل سیکرٹری، چوہدری سلیمان صاحب، ڈپٹی سیکرٹری، محبوب احمد خان صاحب، جائنٹ سیکرٹری، ارشاد احمد خان صاحب، سیکرٹری نشر و اشاعت، محمد افضل خان اکرار صاحب، سیکرٹری مالیات، حاجی نذر محمد صاحب ارائیں۔ سالار اعلیٰ، حاجی عظمت علی نوحی صاحب نائب سالار، حبیب اللہ خان صاحب۔

یونٹ محلہ حسین آباد ساہیوال (سرگودھا)

سرپرست، صوفی محمد حسین، صدر، مہر محمد اقبال نائب صدر اول، حافظ احمد خان، نائب صدر دوم ملک ضیاء اللہ، جنرل سیکرٹری، طارق محمود، جائنٹ سیکرٹری، حافظ عبداللطیف ڈپٹی سیکرٹری، مہر محمد ... سیکرٹری نشر و اشاعت، حفیظ الرحمٰن، پریس سیکرٹری، غلام محی الدین سیکرٹری مالیات، عبدالخالق وحیدی سالار اعلیٰ، ناصر عباس انجم، نائب سالار، محمد شیر۔

یونٹ بستی بہاولپور کے عہدیدار

سرپرست اعلیٰ، قاری نذیر احمد، سرپرست دوم، مہر رب نواز سراج۔ صدر، محمد عرفان صاحب، نائب صدر سینئر، قاری محمد ذوالفقار، نائب صدر دوم، مستری محمد یوسف، جنرل سیکرٹری، مہر محمد یٰسین نگران جوائنٹ سیکرٹری، محمد معظم انجم ڈپٹی سیکرٹری، محمد یونس سلیم نگران، ناظم نشر و اشاعت، شکیل انجم، خزانچی، صوفی حمید اللہ، سالار اول، شبیر محمد آرائیں، سالار دوم، مستری محمد علی منتخب ہوئے۔

یونٹ فروٹ مارکیٹ کوئٹہ

زیر صدارت، قاری مہر اللہ، مولانا محمد علی بڑیچ، صدر، محمد شریف، سرپرست، عبدالقیوم توحیدی

نائب صدر: عبدالکبیر، نائب صدر: عبیداللہ، نائب صدر: حاجی عبداللہ، جنرل سیکرٹری، محمد خان، ڈپٹی سیکرٹری: دولت خان، پریس سیکرٹری شاہ محمد، ناظم مالیات، محمد اسحاق، سالار محمد طاہر، نائب سالار، امان اللہ، نائب سالار: عبدالمنان

جھنگوی شہیدؒ نے سُنی قوم کو بیدار کر دیا ہے۔

مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کے مشن، شجاعت، بہادری اور پاک خون کو سلام جس نے سنی قوم کے حقوق کے تحفظ کے لئے آواز اُٹھائی اور سُنیوں کو بیدار کر دیا۔ (حافظ عبدالسلام فاروقی پشاور)

رسالہ خلافت راشدہ اسلام دشمن قوتوں کے لئے ننگی تلوار ہے

موجودہ دور میں جبکہ کفر اور بے دینی چھائے جا رہی ہے اسلام دشمن قوتیں اسلام کو مٹانے کے لئے بھرپور کوششیں کر رہی ہیں۔ اس وقت رسالہ خلافت راشدہ اسلام دشمن قوتوں کے لئے ننگی تلوار ہے۔
(ماسٹر افتخار احمد ساجد حاصل پور)

عظمت صحابہؓ کی خاطر خون بہانے سے دریغ نہیں کرینگے۔

آپ لوگوں نے رسالہ شائع کر کے بہت سے لوگوں کی آنکھیں کھول دی ہیں ہم ہر قسم کے تعاون کے لئے حاضر ہیں۔ عظمت صحابہؓ کی خاطر خون کا آخری قطرہ تک بہانے سے دریغ نہیں کریں گے۔
(محمد اشرف ہوالائی)

زخمیوں کیلئے دعا!

انجمن سپاہ صحابہؓ کے تمام کارکنوں سے درخواست ہے کہ سانحہ کبیر والا کے زخمی شیخ محمد آصف اور دیگر زخمیوں کے لئے دعا فرمائیں۔ خداوند کریم انہیں اپنی خصوصی رحمت سے صحت کاملہ نصیب فرمائے۔
(شیخ خرم شہزاد، شیخ محمد ایوب کبیر والا)

بزمِ قارئین

ترتیب: قاری شبیر احمد

شہادت کے بعد

مولانا حق نوازؒ کی شہادت کے بعد پنڈی گھیب میں ایک بہت بڑا احتجاجی جلوس جو کہ خلفائے راشدینؓ سے شروع ہوا۔ حافظ فیاض شاہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یا الٰہی آج زمین انسان درخت غرضیکہ ہر چیز رو رہی ہے تیرا آسمان خاموش کیوں ہے بیک خدا کی قسم چند لمحوں بعد بارش شروع ہو گئی۔ شرکائے جلوس کی زبان پہ انتقام انتقام کے نعرے گونج رہے تھے جلوس جب کیمبل پور چوک پہنچا۔ تو وہاں بارش کے دوران قاری جاوید اقبال، مولانا محمد عبداللہ نے خطاب کیا۔

(علی احمد تبسم پنڈی گھیب)

سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں کے نام

پرزور التماس ہے کہ جب مرکزی قیادت کوئی حکم صادر فرمائے بلا چوں چراں گھریلو مجبوریوں کو بالائے طاق رکھ کر حکم کی تعمیل فرما دیں اور یہ شمارہ آپ کے پیغام رسانی کا بھی کام دے رہا ہے۔ لہٰذا اس کے ذریعے کسی اہم معاملے میں ایک دوسرے کی مدد کر سکتے ہیں۔ اسلئے چاہیئے انجمن کا ہر کارکن انفرادی طور پر رسالے کا ممبر بنے تاکہ مرکز کو مالی معاونت بھی ہو سکے اس کے علاوہ ضلع راولپنڈی و اسلام آباد میں اگر کسی کارکن کے پاس مولانا حق نواز شہیدؒ کی ویڈیو فلمیں ہوں تو اس پتہ پر اطلاع فرما دیں۔ کاپی کر کے واپس دے دی جائے گی۔

(ذوالفقار علی قریشی معرفت اسلم شاہ
نان شاپ آئی ٹین اسلام آباد)

جرأت کو سلام

علامہ کی جرأت کو سلام پیش کرتے ہیں۔ علامہ جھنگوی کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ جھنگوی تیرے

خون سے انقلاب آئے گا۔

باقی ہم مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اور اُس کے اشارے پہ جان دینے کو تیار ہیں۔

(حافظ امیر حمزہ ڈگر ادکھو)

یہ اس کا اپنا انداز ہے

یہ رسالہ صحابہ کرامؓ کی عظمت و ناموس کو جس جیسا کہ ہے بیان کر رہا ہے۔ اور جس طرح شیعہ کے کفر کا پردہ چاک کر رہا ہے یہ اس کا ایک اپنا ہی انداز ہے۔ علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ کے مشن کی تکمیل میں انشاء اللہ یہ رسالہ بہت ہی اہم کردار ادا کر رہا ہے اور کرتا رہے گا۔

(نصیر احمد ناصر کھاوڑ کلاں ککھ)

شیعیت کو نیست و نابود کر دیں گے

شہید ناموس صحابہؓ امیر عزیمت حضرت مولانا حق نوازؒ شہید ہمیں روتا تڑپتا چھوڑ کر اپنی دلی خواہش کے مطابق جام شہادت نوش فرما گئے ان کی عظیم قربانی کے بعد تمام ذمہ داری مولانا فاروقی، یوسف مجاہد صاحب پہ ہے اور وہ ان ذمہ داریوں کو انشاء اللہ نبھائیں گے اللہ ان کو ثابت قدم رکھے آمین ہمیں مولانا فاروقی کی قیادت پر مکمل اعتماد ہے ان کی ولولہ انگیز قیادت میں ہم شیعیت کو نیست و نابود کر دیں گے۔

(اے کنول عبدالحکیم)

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا!

ہم آپ کی وساطت سے مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم جھنگوی شہیدؒ کے مشن کو

زندہ رکھیں گے۔ ہم فاروقی کی قیادت پہ مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہیں۔

(محمد افضل عاصم انگوری)

ہم قائدین کے حکم کے منتظر ہیں

مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کے قاتلوں کو سبق سکھائے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے ہم قائدین کے حکم کے منتظر ہیں۔ وقت آنے پر اللہ کے فضل سے عملی طور پر ثابت کر دیں گے۔ اساتذہ کرام مولانا شہیدؒ کی تحریک میں بھرپور شرکت کر رہے ہیں۔

(محمد لعل اللہ چانڈیہ ہمام پور)

مولانا شہیدؒ کے اصل قاتل کب گرفتار ہونگے

جلسے جلوسوں اور مطالبات کے باوجود ابھی مولانا شہیدؒ کے اصل قاتل کیفر کردار تک نہیں پہنچے۔ بلکہ آئے دن جھنگ میں فسادات کروا کر اصل کیس سے توجہ ہٹائی جا رہی ہے۔

(عبیداللہ خان اویسی کھلابٹ)

مولاناؒ کی تقریر سے دل کی دنیا بدل گئی

ہم انجمن سپاہ صحابہ کو تخریب کار جماعت سمجھتے تھے لیکن جب مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ دریا خان تشریف لائے تو تقریر سن کر دل کی دنیا بدل گئی۔ حقیقت روشن ہو گئی کہ سپاہ صحابہؓ کا مشن وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ (رب نواز خان نیازی، دریا خان)

مظلوم قوم کی ترجمانی پر مبارکباد

جس دن مولانا حق نواز جھنگوی کو شہید کیا گیا۔ خدا کی قسم ایسا محسوس ہوتا تھا کہ زمین آسمان، درخت، چرند، پرند اور ہر چیز پہ سکوت طاری ہے۔ ہر انسان بیمار دکھائی دے رہا ہے۔ دلی دعا ہے۔ پاکستان کو سُنی سٹیٹ قرار دیا جائے۔

(خواجہ محمد واحد فرید بہاولپور)

سپاہ صحابہؓ کا تمام لٹریچر چھپ چکا ہے
مرکزی دفتر سے حاصل کریں!

شکریہ

ضمیر کا خطیب

محمد سعید انجم توحیدی

> میں صدیقؓ کی صداقت، فاروقؓ کی عدالت، عثمانؓ کی سخاوت، علیؓ کی شجاعت، معاویہؓ کے تدبر تمام جماعت رسولؐ کا پاسبان اور امی عائشہؓ کے دوپٹے کی پاسداری کرتے ہوئے اپنی جان قربان کر جاؤں گا ــــــ (حق نواز شہیدؒ) ــــــ

جمعیت علماء اسلام پنجاب کے امیر اور انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کے سرپرست اعلیٰ، شہیدِ ناموسِ صحابہؓ، سالارِ اعظم قافلۂ محبانِ رسولؐ، راہِ وفا کے مسافر، شیرِ اسلام حضرت علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ فطرتاً ایک سرکف مجاہد تھے۔ ان کی بلند پایہ شخصیت کو جس زاویۂ نظر سے دیکھا جائے یہی خصوصیت سامنے آتی ہے کہ کفر اور ہر قسم کی طاغوتی قوتوں کے مقابلہ میں جہادِ مسلسل، انہیں جہاں کہیں باطل کے آثار نظر آئے وہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر میدانِ عمل میں کود پڑے۔

ایک حقیقی، مخلص اور حق گو قائد کیلئے جہاں مکرمتِ کردار، شخصی وجاہت اور وسعتِ نظر ضروری ہے۔ وہاں اس کے لئے خطابت بھی حسن اگر یہ ہے حقیقی خطابت دل سے نکلنے والی اس سچائی کا نام ہے کہ جو جس زبان اور جس انداز میں بھی ادا ہو سامعین کو متاثر کئے بغیر نہیں رہتی اور بڑی آسانی سے اللہ کے بندوں کے دلوں کی گہرائیوں میں اتر جاتی ہے۔

جن دوستوں کو علامہ حق نواز شہیدؒ کے ساتھ کچھ لمحات میسر آئے وہ جانتے ہیں کہ علامہ موصوف مرحوم کے ہر دلعزیز ملک کے شہنشاہ، شخصیت میں بے داغ، سادگی کے پیکر، دینی غیرت کا مرقع اور آتش بجاں شخص کے لئے اپنے دل میں تڑپ رکھنے والے انسان تھے۔ ان کی ساری توانائیاں اصحابِ رسولؐ و ازواجِ رسولؐ کی وکالت کیلئے وقف تھیں۔ ان کی تقریر میں شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کا جوشِ جہاد، حکیم الامت حضرت اشرف علی تھانویؒ کی حکمت، امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی غیرت و حمیت اور شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ کی حق گوئی کا ملا جلا رنگ ہوا کرتی تھی۔ وہ بولتے نہیں موتی رولتے تھے۔ مقرر نہیں ساحر تھے۔ وہ دلائل و براہین اور شواہد و بینات کی ایسی استدلالی قوت رکھتے تھے کہ باطل ان کے مقابلہ میں سر پیٹ لیتا تھا۔

ان کی ساری زندگی اصحابِ رسولؐ کے دفاع اور ان کے منکرین کا رد کرنے میں گزری۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں صدیقؓ کی صداقت، فاروقؓ کی عدالت، عثمانؓ کی سخاوت، علیؓ کی شجاعت، معاویہؓ کے تدبر علیٰ ھذا القیاس تمام جماعتِ رسولؐ کا پاسبان اور امی عائشہؓ کے دوپٹے کی چوکیداری کرتے ہوئے اپنی جان قربان کر جاؤں گا لیکن صحابہؓ کی آبرو پر آنچ نہیں آنے دوں گا۔ علامہ حق نواز شہیدؒ ایک ایسے انسان تھے جنہوں نے سب سے پہلے پاکستان کی سرزمین پر شیعہ، اصحابِ رسولؐ کو اعلانیہ کافر کہا۔ ورنہ اصحابِ رسولؐ کے خلاف غلیظ مواد مارکیٹ میں آ رہا۔ سارے مولوی خاموش رہے۔ اصحابِ رسولؐ کو معاذ اللہ مرتد، منافق اور کافر کہا جاتا رہا، سارے پیر خاموش رہے اور مریدوں کی جیبیں خالی کرنے میں مصروف رہے۔ اصحابِ رسولؐ کو ماں، بہن، بیٹی کی گالی نکالتی رہی، سارے سیاست دان چپ رہے اور حصولِ اقتدار میں کوشاں رہے۔ ازواجِ رسولؐ خصوصاً سیدہ عائشہ صدیقہؓ و سیدہ حفصہؓ کو منافقہ کہا جاتا رہا۔ ہمارے حکمرانوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی تھی۔ یہ پہلا عالم تھا جو میدانِ عمل میں کود پڑا جس نے مصلحت پسند علماء، پیروں، مشائخ اور سیاستدانوں کو ایمانی غیرت دلائی۔ حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی جو ناموسِ صحابہؓ کے لئے ملک کے کونے کونے میں دیوانہ وار پھرتا رہا۔ پابندیوں کو توڑتا رہا۔ گالیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتا رہا۔ کردار کشی کو برداشت کرتا رہا لیکن جماعتِ رسولؐ کی عظمت و عصمت و عزت اور ان کی پاکدامنی کو پاکستان کی گلی گلی، قریہ قریہ، شہر شہر، نگر نگر بیان کیا۔ اس دوران یہ اخلاص کا پیکر حوصلوں کا کوہ گراں مسلمانانِ اہلسنت کے دلوں میں گھر کر گیا اور بلا امتیاز تمام مکاتبِ فکر دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔

اسی دوران ملکی صورتِ حال یکسر بدل گئی کہ صدرِ مملکت جنرل محمد ضیاء الحق بہاولپور کے قریب ایک فضائی حادثہ میں ہلاک ہو گئے۔ ملک میں ہنگامی حالات کا اعلان ہو گیا۔ غلام اسحاق خان نے صدرِ مملکت کا حلف اٹھا لیا۔ ساتھ ہی ملک میں ۱۶ نومبر ۱۹۸۸ کو جماعتی الیکشن کرانے کا اعلان کر دیا گیا۔ جمعیت علماء اسلام کے ٹکٹ پر علامہ شہیدؒ جھنگ میں ایک فرعون صفت شاہ جیونہ کے جاگیردار خاندان کے مقابلہ میں الیکشن میں کھڑے ہو گئے۔ جھنگ شہر کے ہر پولنگ اسٹیشن سے علامہ موصوف کامیاب ہوئے لیکن کچھ دیہات میں دھاندلی کی وجہ سے وہ کامیاب نہ ہو سکے اور یوں بیگم عابدہ سے چند ہزار ووٹوں کی کمی کی وجہ سے قومی اسمبلی میں نہ جا سکے۔ اسی وجہ سے علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ ان کے لئے ہر میدان میں خطرہ بن گئے۔ لہٰذا اب انہوں نے اس درویش کو راستے سے ہٹانے کی کوششیں تیز کر دیں۔ کئی دفعہ پہلے بھی انہیں قتل کی دھمکیاں دی گئیں۔ ان پر قاتلانہ حملے کئے گئے لیکن اس مردِ قلندر کے پائے استقامت میں ذرہ بھر بھی لغزش نہیں آئی۔ وہ ہر میدان اور ہر موڑ پر دشمنانِ صحابہؓ کو کائنات کا بدترین کافر اور مرتد کہتے رہتے۔ انہیں عدالت میں آنے کا چیلنج کرتے رہے۔ لیکن عبداللہ ابن سبا معنوی کی ناپاک ذریت میں اتنی سکت کہاں تھی کہ وہ اس درویش سے آنکھ ملاتا۔ بالآخر انہوں نے اپنے ارادوں کی تکمیل کا پروگرام مکمل کر لیا۔ اور

Scanned with CamScanner

بے چند انسان نما درندوں نے اپنے آقاؤں کے اشارے پر ملتِ اسلامیہ کے قلب و جگر میں اپنے نیچ ہاتھوں سے خنجر گھونپ دیا اور ناموسِ صحابہؓ کے علمبردار، ملتِ اسلامیہ کے دل کی دھڑکن علامہ حق نواز جھنگوی کو گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ لیکن ان کا خیال تھا کہ حق نواز کے رستے سے ہٹا دینے سے کوئی صحابہؓ کا نام لیوا نہیں رہے گا۔ کوئی شیعیت کے کفر کو بیان کرنے والا نہیں رہے گا۔ لیکن یہ دشمنوں کی غلط فہمی ہے حق نواز جھنگوی تو خاموشی کے ساتھ چلے گئے لیکن ان کے جانے کے بعد ملک کا بچہ بچہ حق نواز بن گیا ہے

شیعو! تم نے تو ایک حق نواز کو راستے سے ہٹایا لیکن رب العالمین نے حق نواز شہید کے دشمنوں سے ایسا انتقام لیا کہ لاکھوں ایرانی شیعوں کو حق تعالیٰ نے چند ہی ایک اداؤں سے جھٹکے میں ہی اتار کر دیا۔ یہ میرے قائدؒ کی کرامت ہے اور اس کے پاک خون کی برکت ہے۔

شیعہ کیوں مسلمان نہیں؟

(عبداللہ نسیم المدنی مدینہ منورہ)

بہت سے لوگوں کے ذہن میں اب تک یہ بات باقی ہے کہ شیعوں کو کافر نہیں کہنا چاہیئے، کچھ لوگ تو وہ ہیں جن کو شیعوں کے کفریہ عقائد کا علم نہیں اور کچھ وہ ہیں جو شیعوں کے عقائد جانتے ہوئے بھی صرف اس لئے ان کو کافر کہنا درست نہیں سمجھتے کہ شیعہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔

بعض سیاسی لیڈر بھی اسی غلط فہمی کا شکار ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولؐ اور قرآن کو تو شیعہ بھی مانتے ہیں پھر کیوں اس فرقہ کو کافر کہا جاتا ہے۔ یہ علم نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔! اگر قرآن و حدیث کا علم ہوتا تو ایسا نہ کہتے۔ شیعہ اس قرآن مجید کو نہیں مانتا جس کو مسلمان مانتے ہیں۔ شیعہ کہتا ہے کہ یہ قرآن تو خلفاء راشدین نے بدل ڈالا ہے (باقر مجلسی) (والعیاذ باللہ)، اور شیعہ یہ بھی کہتا ہے کہ یہ قرآن عثمان نے اپنے پاس سے لکھ دیا ہے۔ (العیاذ باللہ) یہ بات یہودی اور نصرانی بلکہ قادیانی بھی نہیں کہتا یہودی اور نصرانی ہندو اور قادیانی بھی اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ قرآن مجید میں آج تک کوئی رد و بدل نہیں ہوا، یہ

مقدس کتاب ہر قسم کی تحریف، تبدیلی سے محفوظ ہے، لیکن کائنات کا بدترین کافر شیعہ کہتا ہے کہ نہیں یہ قرآن بدل دیا گیا ہے۔ کیا پھر بھی ہم شیعہ کو مسلمان کہہ سکتے ہیں ......؟ ہرگز نہیں!

خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جن کے ایمان کی اور صحابیت کی قرآن گواہی دیتا ہے اور جن کے جنتی ہونے اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ ہونے کا قرآن اعلان کرتا ہے۔ شیعہ اُن کو بھی منافق کہتا ہے اور اُن سے بغض رکھتا ہے۔ کیا ہم پھر بھی شیعہ کو مسلمان کہیں ......؟ ہرگز نہیں! امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ! جن کو اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیارے رب سے مانگا تھا۔ اور جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ شانہٗ نے اپنے دین کو قوت اور شوکت عطا کی۔ شیعہ اُن کو بھی منافق کہتا ہے اور اُن سے بغض رکھتا ہے۔ کیا ہم پھر بھی شیعہ کو کافر نہ کہیں ــــ؟ اُم المومنین صدیقہؓ بنت الصدیق عائشہ رضی اللہ عنہا جن کی پاک دامنی کو طہارت و عفت کا قرآن اعلان کرتا ہے۔ جن پر منافقین نے تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک پڑھی جانے والی الٰہی مقدس کتاب میں ان کی براءت کا اعلان فرمایا اور انہیں مغفرت اور رزق کریم کی بشارت دی۔ اور تہمت لگانے والوں کو شدید اور دردناک عذاب میں گرفتار رہنے کی خبر دی۔ ہاں جس نے توبہ کر لی وہ اس عذاب سے بچ گیا۔ شیعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی

کرتا ہے اور انہیں بُرا کہتا ہے اور تہمت لگاتا ہے۔ شیعہ قرآن کو جھٹلاتا ہے۔ وہ اصحابِ رسولؐ سے دشمنی رکھتا ہے۔ وہ زنا کو متعہ کا نام دے کر جائز کہتا ہے۔ یقیناً وہ کائنات کا بدترین کافر ہے!

شیعہ مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا

معاویہ کالونی نزد فاروقہ کے محمد سرفراز اور غلام عباس دسویں جماعت کے طالب علم ہیں۔ اُن کو عبدالستار جس کا تعلق ASS سے ہے نے ایک عدد کتاب حقیقت مذہب شیعہ دی جب سرفراز نے کتاب دیکھی تو بہت غصے ہوا لیکن اسکو عبدالستار نے کہا بھائی پڑھ تو بعد میں غصے ہونا جب اُس نے کتاب پڑھی تو وہ بہت پریشان ہوا اور کہنے لگا کہ اگر شیعہ کا یہ عقیدہ ہے تو پھر تو وہ کافر ہیں۔ پھر سرفراز وہ کتاب اپنے گھر لے گیا اس کی ایک بہن جو کہ پڑھنا لکھنا جانتی تھی اس کو پڑھائی پھر دوسرے بھائی کو پڑھائی وہ بھی مسلمان ہو گئے۔

جب ان کے والد کو پتہ چلا تو پھر ان کے والد نے انکو بہت مارا۔ لیکن لڑکوں نے کہا چاہے جان سے مار دو اسلام نہیں چھوڑ سکتے پھر انہوں نے اپنی والدہ کو تمام باتیں سنائیں وہ بھی مسلمان ہو گئی۔ اور کہا میں اپنے خاوند کو روٹی پکا کر نہیں دوں گی۔ تب وہ تنگ آ کر گھر چھوڑ گیا۔ اب عبدالستار اُن لڑکوں کو نماز یاد کرا رہا ہے۔

میں انجمن سپاہ صحابہؓ کی حمایت اعلیٰحضرتؒ کی تعلیمات کی روشنی میں کر رہا ہوں

قاری شفاعت رسول نوری

• انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کے رہنما ممتاز بریلوی عالم مولانا متکلم قاری شفاعت رسول نوری نے انجمن سپاہ صحابہؓ شجاع آباد کے بیس ہزار کے جلسہ عام میں اعلان کیا کہ وہ مولانا حق نواز شہیدؒ کے مشن کی تکمیل کے لئے آخری دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے!

قاری شفاعت رسول نے واضح کیا شیعہ کے خلاف میری جدوجہد اعلیٰحضرتؒ مولانا احمد رضا خان بریلوی کی تعلیمات کی آئینہ دار ہے۔

اُنہوں نے کہا اس وقت کا سب سے اہم تقاضا ہے کہ بریلوی، دیوبندی، اہلحدیث اختلاف کو بالائے طاق رکھ کر صرف اور صرف ناموسِ صحابہؓ کیلئے کام کیا جائے .... اگر ایسے کٹھن وقت شیعہ جارحیت کو نہ روکا گیا کوئی سُنی مرکز محفوظ نہ رہے گا۔

قاری شفاعت رسول نوری نے پاکستان کے تمام بریلوی علماء سے اپیل کی کہ وہ انجمن سپاہ صحابہؓ کا ساتھ دیں۔ یہی جماعت پاکستان سُنی نوجوانوں کی نمائندگی کر رہی ہے

Scanned with Ca

پندرہ ۱۵ کروڑ کا اسلحہ اسلام آباد ائیرپورٹ پر پکڑا گیا!

انجنیئر طاہر محمود

قریباً ڈیڑھ ماہ قبل اسلام آباد ائیرپورٹ پر آئی ایس آئی نے چھاپہ مار کر بھاری تعداد میں اسلحہ پکڑ لیا۔ تمام اخبارات نے جلی سرخیوں کے ساتھ درج ذیل خبریں شائع کیں۔ روزنامہ نوائے وقت نے لکھا۔

" قابل اعتماد ذرائع کے مطابق انٹر سروسز انٹیلی جنس کی ایک خصوصی ٹیم نے اسلام آباد کے ہوائی اڈے پر واقع کسٹم کے گودام سے تقریباً ۱۵ کروڑ روپے کی مالیت کے ہتھیار اور دھماکہ خیز مواد تیار کرنے کے لئے استعمال ہونے والا سامان قبضہ میں لے لیا ہے۔ جسے افغان مجاہدین کے لئے امدادی سامان کی شکل میں بتایا گیا تھا۔ یہ سامان ایک ایشیائی ملک سے چارٹر کئے ہوئے طیارے کے ذریعے اسلام آباد پہنچا تھا۔

روزنامہ جنگ لکھتا ہے۔

" اسلام آباد کے بین الاقوامی ہوائی اڈے پر چھ ہزار کے لگ بھگ کلاشنکوف رائفلیں پکڑی گئی ہیں۔ اس معاملے کی تحقیقات ایک حساس ادارے کے سپرد کر دی گئی ہے...... چک لالہ ائیرپورٹ کے ذرائع نے بتایا کہ یہ کلاشنکوف رائفلیں بڑے بڑے صندوقوں میں بند تھیں۔ ذرائع نے شبہ ظاہر کیا کہ کلاشنکوفوں کی یہ بھاری تعداد کسی خاص مقصد کیلئے تھی۔ اب تک سامنے آنے والے حقائق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلحہ اسمگل کرنے کی یہ کوشش دہشت گردوں کے کسی بڑے منصوبے کا حصہ ہے۔

" تقریباً چھ ہزار کلاشنکوف اور دوسرا اسلحہ ملک میں اسمگل کرنے کی کوشش کے پیچھے دہشت گردی کے خوفناک اور سنسنی خیز منصوبے کے انکشاف کا امکان ہے...... ماہرین کی ایک ٹیم کو اس واقعہ میں ملوث عناصر کے ملزم اور دوسرے حقائق معلوم کرنے کا فرض سونپ دیا گیا۔"

لیکن اتنے بڑے اسلحہ کی برآمدگی اور مشتبہ ملزمان کی گرفتاری کو دو ماہ کا عرصہ بیت چکا ہے ماہرین کی کئی ٹیمیں تفتیش کر رہی ہیں لیکن ابھی تک اصل ملزمان اور ان کے پیچھے خفیہ ہاتھ کو بے نقاب نہیں کیا جا سکا۔ ہمارے ملک کی ہمیشہ بدقسمتی رہی ہے۔ جب بھی کسی سکینڈل کا انکشاف ہوا، کوئی بہت بڑا حادثہ رونما ہونے کا بروقت علم ہوا، اسلحہ کے ذخیرے پکڑے گئے، کسی اہم شخصیت کے قتل کے منصوبے کا انکشاف ہوا۔ تو ان واقعات کے اصل ملزمان تک پہنچنے اور بے نقاب کرنے کی بجائے ہمیشہ ان کیسوں کو کمیشن کی بھینٹ چڑھا دیا گیا۔ جب تفتیش مکمل ہو جاتی ہے تو وزیر داخلہ صاحب کا بیان آ جاتا ہے: "ہم اس تفتیش کو منظر عام پر نہیں لا سکتے۔ کیونکہ پڑوسی ملک کے ساتھ تعلقات خراب ہونے کا اندیشہ ہے"۔ اکثر اوقات کمیٹیوں کی تفتیش اتنی لمبی ہو جاتی ہے کہ اس کی تکمیل تک سارا نظام ہی تبدیل ہو چکا ہوتا۔ ہمارے ملک کی تاریخ میں سانحہ بہاولپور سب سے بڑا حادثہ تھا اس حادثہ میں ایران کی شیعہ حکومت براہ راست ملوث تھی کیونکہ مرحوم ضیاء الحق شہید کے صاحبزادے محترم اعجاز الحق نے ۱۲ مارچ کو مینار پاکستان پر انجمن سپاہ صحابہ پاکستان کے زیر اہتمام دفاع صحابہ کانفرنس کے بہت بڑے اجتماع میں واشگاف الفاظ میں اعلان کیا تھا۔

" میرے والد کے قاتل بھی وہی لوگ ہیں۔ جنہوں نے مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کیا ہے۔" مولانا حق نواز شہید نے اپنے قتل کے منصوبے کا انکشاف اپنی شہادت سے قبل ہی کر دیا تھا جس میں انہوں نے ایرانی حکومت کے ملوث ہونے کی نشاندہی کی تھی۔ شیعہ امام خمینی نے اپنے انقلاب کے شروع میں ہی اعلان کر دیا تھا کہ پاکستان کے عوام کو چاہیئے کہ ضیاء الحق کی حکومت کا تختہ الٹ دو۔

اس کے علاوہ ایران کے دارالحکومت تہران کے ایک چوک میں مرحوم صدر ضیاء الحق شہید کی ایک قد آدم تصویر نصب کی گئی جس کے نیچے جلی حروف میں لکھا ہوا تھا سگ امریکہ یعنی "امریکہ کا کتا"۔

اس کے علاوہ حج کے دوران ایرانی تخریب کاری کی بہت سی ایرانی مثالیں موجود ہیں۔

اخبار نے لکھا ہے کہ مذکورہ اسلحہ لانے والا طیارہ ایک ایشیائی ملک کی طرف سے چارٹر کیا گیا تھا لیکن انتہائی مکاری کا ثبوت دیتے ہوئے اس ایشیائی ملک کا نام نہیں لیا گیا۔

دو ماہ گزرنے کے بعد بھی نہیں بتایا گیا کہ وہ ایشیائی ملک کون سا ہے؟ جو پاکستان کے اندر اسلحہ کی اس قدر بھرمار اور خانہ جنگی کا میدان گرم کرنا چاہتا ہے؟ کیا یہ وہی ملک تو نہیں جس نے ۱۹۸۵ء کی پاکستان قومی اسمبلی کے نومنتخب شیعہ اسپیکر فخر امام کو سب سے پہلے مبارکباد بھیجی تھی۔ اسی کے بعد اس ملک نے ۱۹۸۸ء کے انتخابات میں ایک سرکلر کے ذریعے تمام شیعوں کو پیپلز پارٹی کو ووٹ دینے کی ہدایت کی۔ پھر بے نظیر نے برسر اقتدار آکر ملک بھر کی شیعہ اقلیت کو فوقیت دی۔ اسلام آباد میں امام بارگاہوں کے لئے ہزاروں پلاٹ الاٹ کئے۔

اب اس شیعہ حکومت کے اختتام پر اسی ایشیائی ملک ایران کو سب سے زیادہ تکلیف پہنچی۔ اسی کے ساتھ ۲۳ اگست کو شیعہ نے اس مذموم سازش پر عمل کرنے کے لئے خمینی اور عارف الحسینی کی برسی کا ڈھونگ رچا کر پورے ملک سے تمام شیعوں کو خاص مقصد کیلئے اکٹھا کیا۔ حالانکہ ۲۳ اگست نہ خمینی اور نہ عارف الحسینی کا یوم وفات ہے۔

دراصل "خاص مقصد" والی دہشت گرد تنظیم [illegible] کی قیادت میں سیکرٹریٹ پر قبضہ کر کے شیعہ [illegible] بے نظیر کو دوبارہ اقتدار پر قابض کرانا تھا

الحمدللہ [illegible] کو ایران کی حکومت کی یہ سازش آئی ایس آئی نے [illegible] کی وجہ [illegible]

[illegible]

ایک ہندو نوجوان کے قبولِ اسلام، کفرستان سے نکلنے اور جہادِ افغانستان میں شرکت کی رُوح پرور داستان۔

گنگا سے زمزم تک

(قسط نمبر ۱)

بھارت کے صوبہ اترپردیش میں اعظم گڑھ خاصا معروف ہے۔ اس ضلع کی تحصیل گوسی میں مافی پور اُسنا نام کا ایک گاؤں ہے جو دریائے گنگا سے چوبیس پچیس کلو میٹر دور واقع ہے۔ گاؤں ڈیڑھ دو سو گھروں پر مشتمل ہے جن میں اکثریت مسلمانوں کی ہے جبکہ ہندوؤں کے گھر بمشکل سولہ سترہ ہوں گے۔ مسلمان زیادہ تر زمیندار ہیں یا پھر باہر کے ممالک میں ملازم ہیں۔ پٹھان اور شیخ برادریوں سے ان کا تعلق ہے جبکہ ہندو آبادی کا تعلق کمہار اور بنیا ذاتوں سے ہے۔ مافی پور اُسنا کے اردگرد شودروں اور ہریجنوں کے گاؤں ہیں۔

مافی پور اُسنا میں ایک ہندو بنیے جمنا داس کے ہاں اُس کا تیسرا بیٹا رام چندر ۱۹۶۶ء میں پیدا ہوا۔ ۱۳ اپریل ۱۹۸۲ء کو رام چندر مسلمان ہوگیا۔ مسلمان ہونے کے بعد اُس پر جو مصائب و مشکلات کا شکار ہوا اور ظلم کے دریاؤں میں سے اُسے گزرنا پڑا۔ اُس کی داستان سُن کر ذہن میں حضرت بلالؓ، حضرت خبیبؓ اور حضرت مصعبؓ بن عمیر کی داستانوں کی فلم چلنے لگتی ہے۔ اُس کے ایمان افروز سفرِ آزمائش کی رُوداد اُسی کی زبانی سُنیے۔

ہمارے گاؤں میں زیادہ تر گھر مسلمانوں کے تھے۔ وہاں تبلیغی جماعت والے اکثر آیا کرتے۔ سات آٹھ سال کی عمر میں میرا ان سے واسطہ پڑا۔ میرے والد کی پرچون کی دکان تھی۔ وہ مجھ سے کہتے کہ تم تبلیغی جماعت والوں کی خدمت کرو اور [illegible] ضرورت کے لیے سودا سلف [illegible]۔ اپنے والد کی اس ہدایت کے مطابق میں ان لوگوں کے ساتھ رہتا۔ ان کے لیے پانی بھر کر لاتا، انہیں [illegible] خرید کر دیتا۔ [illegible] کے ساتھ مسلمانوں کے گھر [illegible] ان کے علاوہ بھی [illegible]۔ تبلیغی جماعت والے اس سے بہت خوش ہوتے اور مجھے شاباش دیتے۔ میرا نام پوچھتے۔ میں بتاتا [illegible] تو [illegible] تعجب کا اظہار کرتے۔ [illegible] حیرت ہے اس گاؤں میں مسلمان ہمارے ساتھ تعصب کا مظاہرہ کرتے ہیں جبکہ ایک ہندو بچہ ہمارے ساتھ اتنا تعاون کرتا ہے۔ تبلیغی لوگ بھی ہماری دکان سے سودا سلف خریدتے۔ بیماری کے وقت ہم لوگ ان سے تعویذ بھی لیتے۔ اس طرح مجھے تبلیغی جماعت والوں کے قریب آنے کا مسلسل موقع ملتا رہا۔

گاؤں کی اکثریت مسلمانوں کی تھی اس لیے مسلمانوں کے ہم عمر [illegible] میرے کوئی تھے نہ تھے مگر تبلیغی جماعت والوں سے جب واسطہ پڑا تو میں شعوری طور پر مسلمانوں کی طرف کچھ زیادہ ہی توجہ دینے لگا۔ ان کے متعلق میری سوچوں کے دائرے پھیلتے چلے گئے۔ [illegible] چھوٹی عمر تھی مجھ پر یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم اور احسان تھا کہ میں نے [illegible] اسلام کے بارے میں سوچنا [illegible] وہ سب باتیں میں [illegible] جگہ پکڑ گئیں [illegible] صرف [illegible] کرنے کی ہوتی ہے۔

میں نے جب پہلی بار تبلیغی مسلمانوں کو اکٹھے بیٹھ کر ایک ہی برتن میں کھانا کھاتے دیکھا تو مجھے بڑی حیرانی ہوئی۔ ہم ہندوؤں میں اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھانے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ وہاں تو چھوت چھات کا رواج ہے۔ جب میں نے پہلے دن تبلیغی جماعت والوں کو اکٹھے کھاتے دیکھا تو میرا خیال تھا کہ ایک دوسرے کی بیماریاں ان سب کو لگ جائیں گی اور کل وہ لوگ بیمار ہو جائیں گے۔ دوسرے دن میں انہیں غور سے دیکھتا رہا، مگر ان میں سے کوئی بھی بیمار نہ پڑا تھا۔ وہ جتنے دن بھی رہے تندرست رہے مگر مجھے حیرانیوں اور پریشانیوں میں ڈال گئے۔ میں اپنے والدین سے پوچھتا تو وہ ٹال جاتے مگر میں سوچتا رہتا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہندو اکٹھے کھائیں تو انہیں ایک دوسرے کی بیماریاں لگ جائیں مگر مسلمانوں کو کچھ بھی نہ ہو۔ میں ابھی انہی سوچوں میں گم اپنے ذہن میں اُٹھنے والے سوالوں کے جواب ڈھونڈ رہا ہوتا کہ دوسری تبلیغی جماعت آجاتی اور وہ میرے ذہن میں اسلام کی کوئی نئی بات ڈال جاتی۔

تبلیغی جماعت کے جانے کے بعد میں اُن کی بتائی ہوئی باتوں کا مقابلہ اپنے مذہب سے کرنے لگ جاتا مگر میرا چھوٹا سا ذہن کسی نتیجے تک نہ پہنچ پاتا۔ یہ باتیں میرے ذہن میں گردش کرتی رہتیں مگر زبان پر نہ آتیں۔

میں عجیب کش مکش میں مبتلا تھا۔ مجھے ہندومت سے محبت تھی، پیار تھا، عشق تھا۔ ہندومت میرا ایمان تھا۔ مجھے اپنے دیوتاؤں اور بھگوان کی مورتیاں اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تھیں لیکن تبلیغی جماعت والوں کی باتیں مجھے پریشان کردیتیں۔ میں فیصلہ نہ کرپاتا کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔ انہی سوچوں میں دن گزرتے رہے۔

ہمارے گاؤں کے اکثر لوگ شیعہ تھے۔ محرم میں وہ تعزیے نکالتے۔ ہندو عورتیں بھی تعزیوں کو بہت مانتی تھیں۔ جن کے اولاد نہ ہوتی وہ تعزیوں کے نیچے سے گزرتیں، منتیں مانتیں اور نذرانے پیش کرتیں۔ میں بھی دیکھا دیکھی تعزیے کے جلوسوں میں شریک ہوتا اور مسلمان لڑکوں کی آواز میں آواز ملا کر مرثیے پڑھتا۔

ہمارے گاؤں سے کوئی سوا کلو میٹر دور چھپرا گاؤں کے قریب شنکر مندر تھا جہاں میں اکثر جایا کرتا۔ وہاں کرشن اور گائے ماتا کی مورتیاں بھی رکھی ہوتی تھیں۔ گائے ماتا کا منہ اور سری کرشن کا پاؤں آپس میں ملتے تھے۔ عورتیں دودھ لاتیں اور دونوں کے چرنوں میں ڈالتیں۔ سادھو دودھ اکٹھا کرکے فروخت کردیتے۔

تبلیغی جماعت والے اسلام کی نئی نئی باتیں میرے ذہن میں ڈالتے اور میں پریشان ہونے لگتا تو مندر چلا جاتا مگر وہاں بھی ذہن کو سکون نہ ملتا۔ مجھے ایسے محسوس ہوتا کہ میں جنگل میں بھٹک رہا ہوں۔ دور سے کسی کی آواز سنائی دیتی ہے۔ میں آواز کی طرف بھاگنا چاہتا ہوں مگر کوئی راستہ سجھائی نہیں دیتا۔ میں مزید پریشان ہو جاتا۔

میرے ماں باپ مجھے سری کرشن، رام چندر، لچھمن، سیتا اور سادھوؤں کی کہانیاں سنایا کرتے۔ کبھی میں وہ کہانیاں سن کر جھوم اٹھتا تھا (باقی آئندہ)

بقیہ: پندرہ کروڑ کا اسلحہ

ص ۱۵

نہ ہوسکی۔ اور ملک کو اللہ نے ایک خوفناک بحران سے بچا لیا۔ اب وزارتِ داخلہ کی ذمہ داری ہے کہ اس سازش کو بے نقاب کرکے مجرمان کو قرار واقعی سزا دے۔ اگر ان مجرمان کو سزا نہ ملی تو عنقریب بحران آرہا ہے۔

۲۴ اکتوبر پاکستان کے عام انتخابات میں حصّہ لینے والے متوقع شیعہ امیدواران

سنہ ۸۸ کے مقابلے میں سنہ ۱۹۹۰ میں شیعہ کی کامیابی مشکوک ہو گئی ہے ؟

اسلامی اتحاد نے سنہ ۸۸ میں ۵۶ اور [illegible] انتخابات میں صرف ۱۳ شیعہ کو ٹکٹ دیئے ہیں

پاکستان میں شیعہ کی کل آبادی ۲ سے ۳ فیصد ہے ضلع جھنگ کی بیس لاکھ کی آبادی میں سے صرف ڈیڑھ لاکھ شیعہ ہیں جو ضلع کی کل آبادی کا ساڑھے سات فیصد ہے حالانکہ جھنگ میں شیعہ کی تعداد پاکستان کے تمام علاقوں سے زیادہ ہے۔ آبادی کے اس تناسب کے مقابلے میں جب ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان کے ۲۵ فیصد سے زائد کلیدی عہدوں پر شیعہ براجمان ہیں اور ۱۹۸۸ء کے عام انتخابات میں قومی اسمبلی کی ۲۰۷ نشستوں میں ۴۳ اور صوبائی اسمبلیوں کی ایک ہزار کے لگ بھگ سیٹوں میں ۸۳ سیٹوں پر شیعہ کامیاب ہو کر اسمبلیوں میں پہنچ گئے تھے۔

یہ درست ہے کہ پاکستان میں کوئی حلقہ ایسا نہیں جہاں سے شیعہ بطور امیدوار انتخاب جیت سکے اسی لئے ۱۹۸۸ء میں تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کا ایک نمائندہ بھی اسمبلی میں نہیں جا سکا تھا۔

شیعہ کے دجل و فریب کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ انہوں نے جاگیرداروں کے بھیس میں کبھی پیپلز پارٹی اور کبھی اسلامی اتحاد کا لیبل لگا کر اپنے مذہب کو چھپا کر۔ تقیہ کر کے سنیوں کے سامنے صحابہ کرام کی تعریف کر کے کامیابی حاصل کی اور کبھی فریب کے ذریعے خود کو سنّی کہہ کر ایوان میں گھس گئے۔ لیکن جب بھی شیعہ مفادات کا مسئلہ اٹھا تو شیعہ نے سب سے پہلے اپنے مذہب کی حمایت میں آواز بلند کی۔

مولانا حق نواز شہید شیعہ کے اس دجل و فریب پر بہت پریشان تھے۔ وہ بار بار فرماتے تھے شیعہ اہلسنت کی سیٹوں پر فریب کے ذریعے قبضہ کر کے ۴۲ سال سے ہمارے حقوق سے کھیل رہے ہیں۔

۲۲ فروری سنہ ۱۹۹۰ء کو مولانا حق نواز کی شہادت کے بعد صورتحال یکسر تبدیل ہو گئی۔ ملک بھر میں شیعہ کے خلاف نفرت کا وہ طوفان اٹھا کہ آج سے ایک سال قبل تک شیعہ اس کا اندازہ بھی کر سکتے تھے۔

۶ اگست سنہ ۱۹۹۰ء کو پیپلز پارٹی کی حکومت کے خاتمے کے بعد ۲۴ اکتوبر کے عام انتخابات کا اعلان ہوا تو شیعہ جاگیردار پھر سے اقتدار میں آنے کیلئے ہاتھ پاؤں مارنے لگے۔ انجمن سپاہ صحابہ کے مرکزی شوریٰ نے فیصلہ کیا کہ اس مرتبہ شیعہ مذہب کی پارلیمانی سیاست کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن کرنے کیلئے ملک بھر میں دورے کئے جائیں۔ ہماری کوشش کے باوجود مختلف شیعہ اسلامی اتحاد سے ٹکٹ لینے میں کامیاب ہو گئے۔ بلاشبہ سنہ ۱۹۸۸ء کے انتخابات کے مقابلے میں انہیں ٹکٹوں کا تناسب بہت کم ہے۔

۵۶ امیدواروں کے مقابلے اس مرتبہ صرف صرف ۱۳ شیعہ کو ٹکٹ ملا۔ جبکہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی طرف سے پیپلز پارٹی کے ساتھ اتحاد کے اعلان کے بعد پیپلز پارٹی نے ان کے آدمیوں کو ٹکٹ دے کر رہی سہی کسر پوری کر دی۔

تاہم پاکستان بھر میں شیعہ کے خلاف نفرت میں ۵۰ فیصد تک اضافہ ہو چکا ہے مولانا حق نواز جھنگوی کی شہادت کے بعد سے ملک بھر کا سُنی شیعہ کے خلاف نبرد آزما ہو چکا ہے۔

ہر حلقہ میں جہاں شیعہ امیدوار الیکشن میں حصہ لے رہا ہے سنیوں کی اکثریت انجمن سپاہ صحابہ کے ساتھ اس کو ناکام بنانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے تاہم شیعہ امیدوار کھلم کھلا اپنے ائمہ کی کفریہ عبارات سے انحراف کا اعلان کر رہے ہیں۔

ہماری اطلاع کے مطابق پاکستان بھر میں آئی جے آئی اور پیپلز پارٹی کی طرف سے ۸۰ سے زائد شیعہ نے قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں کاغذات جمع کرائے ہیں مختلف تخمینہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ میاں اعجاز چیمہ قومی اسمبلی ڈسکہ (پی پی پی)
۔۔۔ چوہدری صداقت علی پی پی پنجاب صوبائی اسمبلی سیالکوٹ (آئی جے آئی)
۱۔ عابد حسین قومی اسمبلی جھنگ (آئی جے آئی)
۔۔۔ فیصل صالح حیات قومی اسمبلی جھنگ (پی پی پی)
۱۔ فخر امام قومی اسمبلی کبیر والا (آئی جے آئی)
۲۔ سید سجاد حیدر ۔ رینالہ خورد اوکاڑہ (آئی جے آئی)
۔۔۔ عون محمد بخاری صوبائی اسمبلی اوچ شریف (پی پی پی)
۱۔ دیوان عاشق حسین قومی ۔ شجاع آباد (آئی جے آئی)
۔۔۔ جاوید حسین شاہ صوبائی ۔ (آئی جے آئی)
۔۔۔ امیر حسین شاہ قومی ۔ چنیوٹ (پی پی پی)
۔۔۔ ریاض حسین پیرزادہ قومی ۔ حاصل پور (پی پی پی)
۔۔۔ سجاد بخاری پنجاب صوبائی ۔ (آئی جے آئی)
۔۔۔ مرتضیٰ حسین شیرازی ۔ ساہیوال
۔۔۔ مہدی بھٹی صوبائی حافظ آباد (آزاد)
۔۔۔ سعید اکبر قومی اسمبلی بھکر (آئی جے آئی)
۔۔۔ رشید اکبر ۔۔۔ (؟ الیکشن)
۔۔۔ مہران خان بجارانی قومی ۔ جیکب آباد (پی پی پی)
۶۔ ہزار خان بجارانی ۔ ۔ (آئی جے آئی)
۔۔۔ علمدار حسین صوبائی اسمبلی (سندھ) (پی پی پی)

شیعہ تنظیم نفاذ فقہ جعفریہ کے امیدوار

۔۔۔ سید مظفر حسین شاہ قومی اسمبلی ۱۸۳
۔۔۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۷۰
۔۔۔ قادر بخش مری ۔ ۔ ۱۶۳
۔۔۔ ثریا صفدر ۔ ۔ ۱۶۲
۔۔۔ مرزا یوسف حسین ۔ ۔ ۱۹۲
۔۔۔ حسن علی بلال ۔

صوبہ سندھ سے شیعہ امیدواران

۔۔۔ پہلوان علی صوبائی اسمبلی ۳
۔۔۔ اجمل شاہ ۔ ۔ ۵
۔۔۔ دھنی بخش بلوچ ۔ ۔ ۶
۔۔۔ ثریا محمد ۔ ۔ ۸
۔۔۔ قادر بخش مری ۔ ۲۵
۔۔۔ سجاد حسین شاہ ۔ ۲۶
۔۔۔ پیر علی نواز شاہ ۔ ۔ ۳۱
۔۔۔ منیر شاہ ۔ ۔ ۴۵

— منیر شاہ ممبر اسمبلی ۷۱
— سرفراز حسین " " ۷۰
— سید شاہ " " ۹۱
— کامریڈ محمد اختر " " ۷۲
— حاجی نصر علی بنگش ممبر اسمبلی ۷۳
— " " " " " ۹۰
— ذوالفقار حیدری " " ۷۷
— مظہر علی کربالی " " ۸۶
— حسن علی ہلال " " ۹۱
— سید ذوالفقار علی شاہ " " ۹۷
— " " " " " ۹۸
— مولانا حسن ترابی " " ۹۸

اسی طرح تحریک نفاذ فقہ کے دو امیدوار ملتان ایک لاہور ایک راولپنڈی میں پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر الیکشن میں حصہ لے رہے ہیں۔ اصل صورتحال تو کاغذات کی واپسی کی تاریخ کے بعد واضح ہوگی۔

انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کا

اسلامی سالِ نو کیلنڈر

انتہائی خوبصورت رنگین اسلامی کیلنڈر، یہ کیلنڈر ہر سُنی کے گھر ہونا ضروری ہے۔

ہدیہ انتہائی کم ۳/ روپے

۵۰ عدد سے کم بذریعہ ڈاک نہیں بھیجے جائیں گے

ملنے کا پتہ: مرکزی دفتر انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان

امام الاولیاء کا پیغام اہلِ خیر کے نام

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات و التحیات فقیر خان محمد عفی عنہ کی طرف سے جمیع اہلِ خیر مسلمانان کی خدمت میں گذارش ہے کہ دریا خان ضلع بھکر میں مولانا شبیر احمد عثمانی کی زیر نگرانی جامع مسجد عثمانیہ کی تعمیر شروع ہے جس کی بنیاد کا فقیر کو شرف حاصل ہوا ہے۔ اس کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اور اپنے لئے صدقہ جاریہ کا ذخیرہ کریں۔ والسلام

فقیر خان محمد عفی عنہ۔ خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی

ترسیلِ زر کا پتہ۔ شبیر احمد عثمانی بانی و مہتمم جامع عثمانیہ محلہ گلشن اسلام کلورکوٹ روڈ دریا خان۔ ضلع بھکر

چھوٹے سائز پر خلافتِ راشدہ پاکٹ جنتری

آج ہی منگوائیے: ہدیہ صرف ایک روپیہ

براہِ راست منگوانے کے لئے ۲ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج دیجئے۔ (اشاعت المعارف فیصل آباد)

یا اللہ مدد

حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کے یادگار کیسٹ

حضرت مولانا حق نوازؒ کے مشن کو زندہ رکھنے کے لئے اور ان کی للکار کو گھر گھر پہنچانے کیلئے مولانا حق نواز مرحوم کی ویڈیو اور آڈیو کیسٹیں خریدیں

کیسٹ ملنے کا پتہ

عثمان اسلامی کیسٹ ہاؤس

پروپرائیٹر:۔ مولوی محمد ارشد

کارز گول چیفوٹ بازار بالائی منزل فیصل آباد

انجمن سپاہ صحابہؓ، پاکستان،

کافر کافر شیعہ کافر

کا نعرہ لگاتی ہے؟

کیونکہ یہ (نعوذ باللہ) • زکوٰۃ کے منکر ہیں۔
• قرآن میں تحریف کے قائل ہیں (مقبول ترجمہ)
• ۱۲ اماموں کا درجہ انبیاء کے برابر بلکہ انبیاء سے زیادہ مانتے ہیں۔ (کشف الاسرار) خمینی
• صحابہ کرامؓ امہات المومنینؓ (اہلبیت) کی تکذیب کرتے ہیں۔

منجانب

فرخ رضوی ہانگ کانگ

مولانا قاضی محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ

تحریر: ابن المشتاق اظہار نور خانوی

ضلع سرگودھا کی فرشتہ صفت ہستی جس کے مقدر میں غالب آنا اور چھا جانا ہی لکھا گیا تھا

یہ ماہِ مقدس کی ایک عظیم رات تھی حسبِ معمول مساجد میں خلیفہ ثانی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس تمنا (سنت) کے مطابق تراویح میں کلام اللہ کی سماعت و قرأت جاری تھی۔ اکثر مساجد میں آج سماعت قرآن جیسا عظیم عمل پایۂ تکمیل کو پہنچ رہا تھا۔ اس رات "سیدنا صدیق اکبرؓ مسجد" میں بھی ختم قرآن تھا لوگ بہت خوش تھے۔ بڑے چاؤ سے ختم قرآن پاک کے لئے اہتمام کیا گیا تھا۔ لوگ بڑی حسرت سے کہہ رہے تھے یا اللہ وہ دن کب آئے گا جب اس گمراہی کے مرکز اور جہالت کے اڈے میں سُنیت کا سراجِ منیر پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا ہوگا۔ اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر تبرا کرنے والے یا تو دم سادھے جان چھپاتے پھر رہے ہوں گے یا پھر سرے سے ہی ان لمحوں کو تہہ فنگ کرکے صداقتِ صدیق کا بڑی جرأت سے پرچار ہو رہا ہوگا۔ یاد رہے کہ "کالرہ" نامی بہت بڑا گاؤں جہاں کے لوگوں کو انگریز نے بڑے عہدے اور جاگیریں عنایت کی تھیں یہ لوگ بڑی شدت سے گمراہی اور شیعیت سے لگے ہوئے ذہنوں کے مالک ہیں اور ان کے حلقہ میں رہ کر عوام بھی جہالت و ضلالت کے شکار ہیں اور صحابہؓ کی عظمت و تقدس کو پامال کرنا ان کا روز مرہ کا معمول بن چکا ہے یہ بگڑی ہوئی ذہنیت کے مالک بڑی آزادی سے محرم کے دنوں میں تعزیے اور جلوس نکالا کرتے ہیں۔ ان کو کوئی منع کرے بھی تو کیسے، گرد و نواح کے لوگ تو بڑے شوق سے ان کے ماتمی جلوسوں میں جایا کرتے ہیں اور وہ بھی اس سے فائدہ اٹھا کر عوام کے سامنے بالمبالغہ اپنی شیطنت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

اس بگڑے ہوئے ماحول کو دینی راہ پہ گامزن کرنے کے لئے اور ان لوگوں کے دلوں کو نورِ ایمان اور نورِ قرآن سے منور کرنے کی جس مردِ مجاہد نے ٹھانی وہ عظیم شخصیت اعلیٰ مجاہدانہ صلاحیتوں کی مالک، ایک مشہور عالم حقہ کی اکلوتی نرینہ اولاد تھی، قاضی محمود الحسن رحمۃ اللہ۔

جہاں خود قاضی محمود الحسنؒ کو خاص و عام میں ایک مرتبت و منزلت حاصل تھی وہاں ان کے والد ماجد قاضی عبدالقادر صاحب (نور اللہ مرقدہٗ) دینی طبقے میں ایک خاص قسم کی عظمت و مرتبت کے حامل تھے۔ ایک نامور عالم دین اور تبلیغی جماعت کے جانے پہچانے بزرگوں میں سے ایک تھے خصوصاً اس علاقہ کے لوگوں کے لئے خدا نے انہیں فوز و فلاح کا منبع و محور بنا دیا تھا۔ تقریباً اس پورے شہر میں اس عظیم خاندان کا یوں کہئے سکہ چلتا ہے۔ ملک کے نامور اور جید علماء ان کی قدر و منزلت اور علمی و عملی مقام سے خاصے واقف تھے۔ تو موصوف قاضی عبدالقادر رحمۃ اللہ کے انتقال الی اللہ کے بعد ان کی مسند قاضی محمود الحسن صاحبؒ نے سنبھالی اور یوں انہوں نے اپنی دلیرانہ صلاحیتوں کے باعث اور قاضی جی کے شرف اولاد کے ناطے سے لوگوں کے دل جیت لئے لوگوں کے دل ہی کیا جیتے مر (جبار عنید) اکڑی ہوئی گردن کو اس زمین پستی پہ ٹھنگا کر دماغ سے غرور اور طاغوتی شرارتیں جھٹ پڑیں اور فرعون و نمرود صفت انسانوں کو اس ملت حنیف کے سپاہی نے نیچا دکھا کر یہ ثابت کر دیا کہ جیت ہمیشہ حق کے پرستاروں کی ہی ہوتی ہے۔

> یہ بات کتنی عجیب ہے کہ پولیس کے اہلکار سُنیوں کے تحفظ و سلامتی کیلئے مسجد سے باہر متعین رہتے

قاضی صاحبؒ نے اس گاؤں میں صحابہؓ کے پرچار کے لئے جو پہلا قدم اٹھایا وہ یہ کہ اس جگہ ایک مسجد کی بنیاد رکھی شیعیت کو مسجد بننے سے ایک بہت بڑا دھچکا لگا لیکن مسجد کا نام سن کر تو وہ اور بھی پریشان ہو گئے۔ اور اپنی خباثت اور سیاسی حرکتوں پر اتر آئے۔ اور مسجد کی تعمیر کو روکنے کی سر توڑ کوششیں شروع کر دیں۔ لیکن شاید وہ یہ بھول ہی گئے کہ مقابل میں بھی قاضی صاحبؒ جیسا عظیم با تدبیر شخص ہے جس کے مقدر میں خالق حقیقی نے صرف غالب آنا اور مقابل پہ چھا جانا ہی لکھا تھا۔ جس دن مسجد کی جگہ کا احاطہ کر کے چار دیواری قائم کر لی تھی اسی دن قاضی صاحبؒ اپنے مسلح متعلقین کے ساتھ اس جگہ آئے اور نہایت تدبر کے ساتھ پورا کام مکمل کرواتے رہے اور یوں قاضی صاحبؒ نے جان ہتھیلی پہ رکھ کر اس ضلالت و گمراہی کے مرکز کو صداقت و سچائی کے مرکز میں بدلنے کا مصمم عزم کر لیا۔

مسجد کی تعمیر کے مراحل ابتدا ہی میں تھے کہ رمضان المبارک سر پہ آپہنچا۔ قاضی صاحبؒ نے ایک عزیز کی تقرری فرما دی۔ تراویح میں قرآن پاک سنانے کے لئے۔ خود قاضی صاحب بھی اسی مسجد میں ہی تراویح پڑھنے آیا کرتے تھے تاکہ اپنے سُنی دوستوں کی حوصلہ افزائی ہو اور مقابل کی حوصلہ شکنی اور پسپائی ہو۔ تراویح کے دوران پولیس کے مسلح افراد باقاعدہ پہرہ دیا کرتے تھے۔

شاید آپ کو یہ بات عجیب سی لگے کہ پولیس والے سُنیوں کے تحفظ و سلامتی کے لئے مسجد کے باہر کیسے متعین رہتے تھے۔ حالانکہ آج کل تو ان کا معمول ہی یہ بن چکا ہے کہ ظالم کا تحفظ کیا جائے اور مظلوم کو مزید پستیوں میں دھکیلا جائے۔ حق پرستوں کو دبایا جائے اور شر پرستوں کا تحفظ کر کے مزید شرارتوں کا موقع دیا جائے۔

بہرحال تاریخ گواہ ہے کہ حق کبھی دبانے سے نہیں دبتا اور جس نے بھی حق کو للکارا اس کا انجام ایسا عبرتناک ہوا کہ لوگ رشک کرتے رہ گئے۔

Scanned with CamScanner

خداوند کریم کے فضل عظیم سے رمضان المبارک بہتر طور سے گزر گیا اور جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ رمضان المبارک میں شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے ایسے ہی شیاطین بھی رمضان المبارک میں تقریباً مقید تھے ۲۷ رمضان المبارک کو ختم قرآن تھا۔

قاضی صاحب رحمۃ اللہ بیمار پڑ گئے۔ اور ختم القرآن کی تقریب تسنیر میں بھی شامل نہ ہو سکے بالآخر سرگودھا سرگودھا کے ہسپتال میں لے جایا گیا لیکن شاید بات کچھ بڑھ چکی تھی پھر سرگودھا سے لاہور لایا گیا کچھ افاقہ تو ہوا مگر بعد میں پھر مرض کا دباؤ بڑھنے لگا لیکن شاید خداوندِ عالم کی طرف سے اس کے برعکس فیصلہ معرضِ وجود میں آچکا تھا۔

قاضی صاحبؒ کے اس کے علاوہ بھی اور کئی حق پرستی کے کارنامے تھے لیکن اس آخری کارنامے پر شاید اللہ تعالیٰ نے انہیں نقد کچھ انعام دینے کی ٹھان لی تھی۔ ۳۰ رمضان المبارک کو ایک طرف تو لوگ عید کے چاند کے منتظر تھے۔ بڑی دلچسپی سے عید سعید کا انتظار کرتے ہوئے نظر آرہے تھے دوسری طرف خدا تعالیٰ کے معصوم فرشتے اس فرشتہ صفت، فرشتہ سیرت انسان کی روح کے خواہاں اور بے تابی سے منتظر تھے۔

آخر جب لوگوں نے چاند کے ذریعے عید کی خوشی حاصل کی تو فرشتوں نے بھی بڑی مسرت سے اس روح سعید کو ہاتھوں ہاتھ لیا یوں یہ عالی ظرف ہستی بڑے وقار و تمکنت کے ساتھ اپنے پروردگار کو دائمی طور پر سدھار گئی۔

رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ کاملۃ وادخلہ فی جنتہ العظیم

عیسائیت کے کورسز

محترم قارئین پاکستان کے مختلف علاقوں عیسائی مشنریوں کی طرف سے توریت اور زبور کی کتابوں کے کورس فری کروائے جاتے ہیں۔ اور کورسز کے اختتام پر سند دی جاتی ہے۔ مسلمان طلبہ لاعلمی کی بنا پر اور سند حاصل کرنے کے شوق میں یہ کورس کرتے ہیں تمام مسلمانوں سے درخواست ہے۔ کہ عیسائی مشنریوں کے ان کورسز سے اپنے مسلمان بھائیوں کو دور رکھیں۔ کیونکہ اس سے ایمان ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ کیونکہ حضور پاکؐ نے حضرت عمرؓ کو تورات پڑھنے سے منع فرمایا تھا۔ مسلمان بھائیوں کو قرآن پاک کا ترجمہ تفسیر معارف القرآن اور دیگر اسلامی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

انتہائی اہم اعلان

ماہنامہ خلافتِ راشدہؓ کی طرف سے فروری ۱۹۹۱ء میں امیرِ عزیمت مولانا حق نواز شہیدؒ نمبر شائع کیا جا رہا ہے۔ اس کے لئے

- مولانا شہیدؒ کی زندگی کے ...
- " " کے متعلق مقالے
- " " " " نظمیں
- " " " " تبرکات

پہلی فرصت میں روانہ فرمائیں۔

ایڈیٹر

ماہنامہ

خلافتِ راشدہ

فیصل آباد

مختلف سائزوں کے رنگین سٹکر

یا اللہ مدد

بڑا سائز -/۴۰ روپے فی سینکڑہ

درمیانہ سائز -/۲۵ " " "

چھوٹا سائز -/۹ " " "

بذریعہ وی پی منگوانے کے لئے ڈاک خرچ بذمہ خریدار ہوگا۔

ملنے کا پتہ

اشاعۃ المعارف ریلوے روڈ

فیصل آباد

پاکستان، فون نمبر ۰۴۱۱-۳۱۱۲۴

کراچی میں کراچی میں کراچی میں کراچی میں

کراچی میں

شہید ناموس صحابہ علامہ حق نواز جھنگوی اور انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کے دیگر قائدین کی نادر و نایاب معرکۃ الآراء تقاریر کے کیسٹ خریدنے اور ریکارڈ کرانے کیلئے تشریف لائیں۔

سپاہِ صحابہ کیسٹ لائبریری

جامعہ صدیق اکبر محمدی

پی ای سی ایچ ایس / چورنگی ناظم آباد کراچی

فون نمبر ۶۱۵۷۸۳

شمع اسلامی کیسٹ کارنر

ایمپریس مارکیٹ صدر کراچی

کراچی میں کراچی میں کراچی میں کراچی میں

ہماری خدمات حاضر ہیں

انتہائی خوبصورت اور بازار سے بارعایت، اشتہار، سٹکر، پمفلٹ، کتب، وزٹنگ کارڈ چھپوانے کیلئے تشریف لائیں۔

شاد پرنٹرز

اشاعۃ المعارف بالمقابل گرجا گھر ریلوے روڈ

فیصل آباد فون نمبر ۳۱۱۲۴

ماہنامہ خلافت راشدہ فروری ۱۹۹۱ء کا شمارہ

حق نواز شہید نمبر

ہوگا۔

- دنیا بھر کے دانشور، علماء اور سکالروں کے مضامین
- مولانا حق نواز کی جدوجہد پر ۹ ملکوں سے خصوصی رپورٹیں
- امیر عزیمت کی زندگی کے خفیہ گوشوں پر پہلی دستاویز
- مولانا حق نواز شہید کے اساتذہ، بیوہ، رفقاء، خدام، ڈرائیور اور باڈی گارڈ کے تاثرات
- مولانا حق نواز کی ۱۰۰ سے زائد تقاریر کے اقتباسات
- مولانا حق نواز کی میانوالی، ڈیرہ غازی خاں، لاہور، جھنگ اور ملتان کی جیلوں میں گذرے ہوئے شب و روز پہلی بار منظر عام پر
- ۴۴ اسلامی ملکوں کے علماء، حکمران اور دانشور شہید کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔
- مفکر اسلام مولانا ابوالحسن ندوی، مولانا منظور احمد نعمانی، امام کعبہ، امام حرم نبوی شیخ ابراہیم محبوب سینی گال، مصطفےٰ تارازی الجزائر، مولانا سعید احمد پالن پوری، مولانا اسعد مدنی، مولانا محمد تقی عثمانی کے مضامین و مقالات

پاکستان کے تمام دینی اداروں اور کاروباری حلقوں سے گذارش ہے کہ اس تاریخی دستاویز میں آج ہی

اشتہارات بک کرائیں

اندرونی صفحہ	۱۵۰۰ روپے
ٹائیٹل اندرون صفحہ	۲۰۰۰ روپے
نصف اندرون صفحہ	۱۰۰ روپے
آخری ٹائیٹل صفحہ رنگین	۳۰۰۰ روپے

رابطہ اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد

۳۱۱۳۲

Scanned with Ca